آسان عربی گرامر

حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

مولوی عبدالستار مرحوم کی قابلِ قدر تالیف "عربی کا معلم" پر مبنی

آسان عربی گرامر

حصہ اوّل

(نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن)

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان



مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور ۵۴۷۰۰ ' فون : ۳۔۵۸۶۹۵۰۱

طبع اوّل تا طبع نہم (اکتوبر 1989ء تا اپریل 1998ء) ________ 9300

نظر ثانی شدہ ایڈیشن:

طبع دہم تا طبع سیزدہم (ستمبر 1998ء تا جون 2003ء) ________ 7700

طبع چہاردہم (اگست 2004ء) ________ 2200

ناشر ناظم نشر و اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مقامِ اشاعت ________ 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 03-5869501

مطبع ________ شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ________ 35 روپے

ترتیب



عرضِ مُرتّب

میں نے ابھی چند سال قبل ہی قرآن اکیڈمی میں تھوڑی سی عربی پڑھی ہے۔ میری علمی استعداد یقیناً اس قابل نہیں ہے کہ میں عربی قواعد مرتب کرنے کے متعلق سوچتا۔ اس کے باوجود یہ جرأت کی ہے تو اس کی کچھ وجوہات ہیں۔

قرآن اکیڈمی میں عربی قواعد کی تعلیم ایک خصوصی انداز اور مختلف ترتیب سے دی جاتی ہے' جسے ہمارے استادِ محترم جناب پروفیسر حافظ احمد یار صاحب نے متعارف کرایا ہے اور عربی قواعد کی کوئی کتاب اس ترتیب کے مطابق نہیں ہے۔ ہمارے نصاب میں "عربی کا معلم" شامل ہے جو ہماری ضروریات کے قریب ہونے کے باوجود پورے طور پر اس کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے طلبہ اور اساتذہ دونوں ہی کو خاصی دِقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ کلاس روم سے اسٹاف روم میں تشریف لانے پر محترم حافظ صاحب اکثر اس تمنا کا اظہار کیا کرتے تھے کہ "کوئی صاحب ہمت اگر "عربی کا معلم" پر نظرثانی کرتے اور اس کی ترتیب میں مناسب ردوبدل کر دے تو کتاب کی افادیت بہت بڑھ جائے گی"۔ یہ وہ صورت حال ہے جس نے میرے دل میں اس ضرورت کے احساس کو راسخ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کو مرتب کرنے کا کام صرف حافظ صاحب کو ہی زیب دیتا ہے اور ہم سب کی یہ خوش قسمتی ہوتی اگر ان کے ہاتھوں یہ کام سرانجام پاتا۔ اس کے لئے میں خود بھی حافظ صاحب سے ضد کرتا' لیکن مسئلہ یہ تھا کہ حافظ صاحب اس سے بھی کہیں زیادہ اہم اور منفرد کام کا آغاز کر چکے تھے۔ "لغات و اعرابِ قرآن" کے نام سے جس بلند پایہ تالیف کا انہوں نے بیڑہ اٹھایا ہے بلاشبہ وہ اپنی جگہ نہایت اہم کام ہے۔ عربی زبان کے قواعد سے شد بد رکھنے والے طالبانِ

قرآن کے لئے ترجمۂ قرآن کے معاملے میں وہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ریفرنس بُک کا کام دے گی اور قرآن فہمی کے راہ کی ایک بڑی رکاوٹ اس کے ذریعے دور ہو جائے گی۔ چنانچہ "عربی کا معلم" پر نظر ثانی کے ضمن میں ان سے ضد کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اور کوئی صورت نہ بن سکی تو سوچا کہ خود ہمت کی جائے' ساتھ ہی اپنی بے علمی کا خیال آیا تو حافظ صاحب کی موجودگی نے ڈھارس بندھائی کہ ان کی راہنمائی کسی حد تک میری کوتاہیوں کی پردہ پوشی کرے گی۔ قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج میں روزانہ تقریباً تین چار پیریڈ پڑھانے اور "لغات و اعرابِ قرآن" کی تالیف جیسی دِقت طلب اور وقت طلب مصروفیت کے باوجود محترم حافظ صاحب نے اس سلسلے میں میری جو راہنمائی کی ہے اس کے لئے میں ان کا انتہائی ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

جرأت مذکورہ کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ عربی کے طالب علم کے طور پر اس کتاب سے گزرے ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں۔ قواعد پڑھتے وقت جن جن مقامات پر مجھے الجھن اور دقت پیش آئی تھی وہ سب ابھی ذہن میں تازہ ہیں۔ اگر کسی درجہ میں علمی استعداد حاصل کرنے کا انتظار کرتا تو پتہ نہیں استعداد حاصل ہوتی یا نہ ہوتی' لیکن وہ مقامات یقیناً ذہن سے محو ہو جاتے۔ پھر میری کوشش شاید اتنی زیادہ عام فہم نہ بن سکتی۔ اس لئے فیصلہ کر لیا کہ معیار کی پرواہ کئے بغیر برا بھلا جیسا بن پڑتا ہے یہ کام کر گزروں' تاکہ ایک طرف تو اکیڈمی اور کالج کی ضرورت کسی درجے میں پوری ہو سکے اور دوسری طرف اس نہج پر بہتر اور معیاری کام کی راہ ہموار ہو سکے۔

اس کتاب میں اسباق کی ترتیب' چھوٹے چھوٹے حصوں میں اسباق کی تقسیم اور ربات کو پہلے اردو اور انگریزی کے حوالے سے سمجھا کر پھر عربی قاعدے کی طرف آنا' محترم حافظ صاحب کا وہ خصوصی طرزِ تعلیم ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس

کتاب کا یہی وہ پہلو ہے جس پر ابتداءً حافظ صاحب نے کچھ وقت نکال کر تنقیدی نظر ڈالی اور میری کوتاہیوں پر گرفت کی اور پھر تصحیح کی۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ مسودہ کا لفظ بلفظ مطالعہ کرکے اس کی تصحیح کرتے اور ہر ہر مرحلے پر میری رہنمائی فرماتے۔ اس لئے اس کتاب میں جو بھی کوتاہی اور کمی موجود ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

قرآن اکیڈمی کے فیلو جناب حافظ خالد محمود خضر صاحب نے اپنی گوناگوں ذمہ داریوں اور مصروفیات سے وقت نکال کر مسودہ کا مطالعہ کیا اور اغلاط کی تصحیح میں میری بھرپور معاونت کی ہے۔ اس کے لئے میں ان کا بھی بہت ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

میں اس بات کا قائل ہوں کہ Perfection کا حصول اس دنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اب بھی کچھ اغلاط موجود ہوں گی۔ اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان کی نشاندہی کریں۔ نیز اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں' تاکہ اگر اس کا آئندہ ایڈیشن شائع ہو تو اسے مزید بہتر بنایا جاسکے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

۱۱/ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ	لطف الرحمٰن خان
بمطابق ۱۴/ اگست ۱۹۸۹ء	قرآن اکیڈمی' لاہور

ترمیم کیوں

آسان عربی گرامر (حصہ اول) کا پہلا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا جو کہ اسم کے ابتدائی قواعد پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد فعل کے ابتدائی قواعد پر مشتمل حصہ دوم شائع ہوا۔ پروگرام تھا کہ اسم اور فعل کے باقی ایسے قواعد، جو قرآن فہمی کے لئے ضروری ہیں، انہیں حصہ سوم میں مرتب کیا جائے۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس میں تاخیر ہوتی رہی اور طلبہ کے شدید تقاضوں کے پیش نظر تیسرا حصہ نامکمل حالت میں شائع کرنا پڑا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کے لاہور، کراچی اور متعدد شہروں میں مختلف تعلیمی پروگراموں میں یہ کتابیں ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جا رہی ہیں۔ متعدد شہروں کے تعلیم بالغاں کے پروگرام میں بھی اسے پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان کتابوں پر مبنی ایک خط و کتابت کورس بھی انجمن کے تحت جاری ہے۔ اس وجہ سے متعدد اساتذہ کرام اور طلبہ، بالخصوص بالغ طلبہ کی طرف سے بہت زیادہ مشورے موصول ہوئے۔ لیکن اس سے قبل مشوروں کی روشنی میں ان کتابوں پر نظر ثانی کا موقع نہیں مل سکا۔

دوسری طرف البلاغ فاؤنڈیشن کے تحت اسلام کا جائزہ اور حدیث کا جائزہ خط و کتابت کورسز کے اجرا کی وجہ سے طلبہ اور طالبات کا ایک نیا اور وسیع حلقہ وجود میں آچکا ہے۔ جس میں ۱۱ سے ۲۵ سال تک کے بچوں اور بچیوں کی غالب اکثریت ہے۔ جینے کا سلیقہ کے عنوان سے فاؤنڈیشن کا تیسرا کورس جاری ہو گیا ہے جس کی وجہ سے امید ہے کہ اسلام کی مبادیات سے واقف طلبہ کے اس حلقہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ مزید وسعت ہو گی۔

اب ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ ان طلبہ کو دعوت دی جائے کہ وہ گھر بیٹھے اپنی فرصت کے اوقات میں عربی گرامر کا ابتدائی علم حاصل کر لیں تاکہ قرآن فہمی کی

سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو جائے۔ پھر جو طلبہ یہ کورس مکمل کرلیں ان کے لئے مطالعہ قرآن حکیم کا خط و کتابت کورس جاری کیا جائے جو کم از کم ایک پارہ یا زیادہ سے زیادہ سورۂ بقرہ پر مشتمل ہو' تاکہ ترجمہ کے بغیر قرآن مجید کو سمجھنے کی صلاحیت انہیں حاصل ہو جائے۔ "وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلاَّ بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ"

اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ تینوں حصوں پر نظر ثانی کرکے تیسرے حصے کو مکمل کیا جائے۔ چنانچہ مشوروں پر غور و فکر کرکے کچھ فیصلے کئے ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔ لیکن اسے سے پہلے یہ اعتراف ضروری ہے کہ تمام مشوروں کو قبول کرنا عملاً ممکن نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا جائے تو پھر یہ کتاب آسان نہیں رہے گی بلکہ قواعد کا ایک خودرو جنگل بن جائے گی۔ نیز یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ طلبہ اور بالخصوص تعلیم بالغاں کے طلبہ کے مشوروں کو میں نے اساتذہ کرام کے مشوروں سے زیادہ اہمیت دی ہے۔

طلبہ کی اکثریت کا تقاضا بلکہ ضد یہ ہے کہ اردو سے عربی ترجمہ کی مشقوں کو ختم کردیا جائے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس کورس کا مقصد عربی زبان اور ادب سیکھنا نہیں ہے بلکہ قرآن فہمی ہے۔ یہ ضرورت عربی سے اردو ترجمہ کی مشقوں سے پوری ہو جاتی ہے۔ طلبہ عربی سے اردو ترجمے کی مشقیں بہتر طور پر کرلیتے ہیں لیکن اردو سے عربی ترجمہ میں زیادہ غلطیاں کرتے ہیں جس کی وجہ سے نمبر کٹ جاتے ہیں اور بددلی پیدا ہوتی ہے۔ کورس کے درمیان میں چھوڑ جانے کی یہ ایک بڑی وجہ ہے۔ دوسری طرف تمام اساتذہ کرام متفق ہیں کہ اردو سے عربی ترجمہ کی مشقیں لازمی ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر قواعد پر پوری طرح گرفت نہیں آتی۔

درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے اور دوسرے حصے میں اردو سے عربی ترجمہ کے جملوں کی تعداد کم کرکے عربی سے اردو ترجموں کے برابر کردی جائے یا کم کردی جائے تاکہ کل نمبروں میں اردو سے عربی ترجمہ کا وزن (WEIGHTAGE) کم ہو جائے اور تیسرے حصے میں اسے بالکل ختم کردیا جائے۔

طلبہ اور اساتذہ' دونوں کی اکثریت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مشقیں صرف قرآن مجید کے مرکبات اور جملوں پر مشتمل ہوں۔ دوسری طرف ہمارے استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی ہدایت یہ تھی کہ کسی مشق میں کوئی ایسا لفظ یا ترکیب استعمال نہ کی جائے جو ابھی پڑھائی نہیں گئی ہے۔ اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے مذکورہ خواہش کو پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ البتہ طلبہ اور اساتذہ کی خواہش کے پیش نظر پہلے اور دوسرے حصے کے ذخیرۂ الفاظ پر نظرثانی کر کے ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ تیسرے حصے کی مشقیں صرف قرآن مجید سے ماخوذ ہوں گی۔

کچھ طلبہ نے عربی سیکھنے کی ابتداء خط و کتابت کورس سے کی تھی لیکن بعد میں تعلیم بالغاں کی کسی کلاس میں شامل ہو گئے تھے۔ ایسے طلبہ نے کتاب میں اپنے متعدد مقامات کی نشاندہی کی تھی جو ان کے خیال کے مطابق بحث کو غیر ضروری طور پر طویل کر دیتے ہیں اور بات سمجھانے کے بجائے طلبہ کے ذہن کو الجھانے کا باعث بنتے ہیں۔ انہیں طلبہ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا تھا کہ کلاس روم میں تدریس کے دوران جو وضاحتیں اور ہدایات میں دیتا ہوں انہیں بھی کتاب میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ نظرثانی کرتے وقت جہاں جہاں مناسب محسوس ہوا ہے وہاں ان مشوروں پر عمل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے حصہ اول پر نظرثانی کا کام آج مکمل ہو گیا ہے۔ اس کی مدد شامل حال رہی تو بقیہ دو حصوں پر بھی نظرثانی کا کام کم از کم وقت میں مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ عربی گرامر کا خط و کتابت کورس جاری کیا جا سکے اور مطالعۂ قرآن حکیم کا کورس مرتب کرنے کے کام کا آغاز ممکن ہو۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔

جمعۃ المبارک ۲/ صفر ۱۴۱۹ھ — لطف الرحمٰن خان

بمطابق ۲۹/ مئی ۱۹۹۸ء — البلاغ فاؤنڈیشن' لاہور

تمہید

ا : ا دنیا کی کسی بھی زبان کو سیکھنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ اول یہ کہ اس زبان کو بولنے والوں میں بچپن سے ہی یا بعد میں رہ کر وہ زبان سیکھی جائے۔ دوم یہ کہ کسی سیکھی ہوئی زبان کی مدد سے نئی زبان کے قواعد سمجھ کر اسے سیکھا جائے۔ دوسری طریقے سے یعنی قواعد و گرامر کے ساتھ زبان سیکھنے کے لئے دو کام بہت ضروری ہیں۔ اول یہ کہ اس زبان کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ ہم اپنے ذہن میں جمع کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دوم یہ کہ اس ذخیرۂ الفاظ کو درست طریقہ پر استعمال کرنا سیکھیں۔

۲ : ا ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کی غرض سے اس کتاب کے ہر سبق میں کچھ الفاظ اور ان کے معانی دیئے جائیں گے تاکہ طلبہ انہیں یاد بھی کرلیں اور مشقوں میں استعمال بھی کریں۔ لیکن قواعد سمجھانے کی غرض سے دیئے گئے الفاظ و معنی ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سکولوں اور کالجوں میں قواعد کے علاوہ کوئی کتاب بطور ریڈر پڑھائی جاتی ہے۔ طلبہ کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ روزانہ قرآن مجید کے ایک' دو رکوع ترجمہ سے مطالعہ کریں اور ان کے الفاظ و معنی کو یاد کرتے رہیں۔ اس طرح ان کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہے گا۔

۳ : ا الفاظ کو "درست طریقہ سے استعمال کرنا" سکھانے کے لئے کسی زبان کے قواعد (یعنی گرامر) مرتب کئے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ زبان پہلے وجود میں آجاتی ہے پھر بعد میں ضرورت پڑنے پر اس کے قواعد مرتب کئے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پہلے قواعد مرتب کرکے کوئی نئی زبان وجود میں لائی

گئی ہو۔ {۱} یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن قواعد معدودے چند کے ہی مرتب کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ بقیہ زبانوں کے لئے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی زبان کے قواعد اس زبان کے تمام الفاظ پر حاوی نہیں ہوتے بلکہ کچھ نہ کچھ الفاظ ضرور مستثنٰی ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہر زبان کے ساتھ ہے 'فرق صرف کم اور زیادہ کا ہے۔ یہ بات اہم ہے' اسے نوٹ کر لیں اور گرامر کا کوئی قاعدہ پڑھیں تو اس کے استثناء کے لئے ذہن میں ایک کھڑکی ضرور کھلی رکھیں ورنہ آپ پریشان ہوں گے۔

۴ : ۱ کسی زبان کے قواعد مرتب کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے جب دوسری زبانیں بولنے والے لوگ اُس زبان کو تدریجی طریقے پر سیکھنا چاہیں۔ ایسی صورت حال بالعموم دو ہی وجہ سے پیش آتی ہے۔ اول یہ کہ کسی زبان کو بولنے والی قوم کو دوسری اقوام پر سیاسی غلبہ اور اقتدار حاصل ہو جائے اور ان کی زبان سرکاری زبان قرار پائے۔ اس طرح دوسری اقوام کے لوگ خود کو وہ زبان سیکھنے پر مجبور پائیں۔ دوم یہ کہ کوئی زبان کسی مذہبی کتاب کی یا کسی مذہب کے لٹریچر کی زبان ہو اور اس مذہب کے پیرو یا بعض دفعہ غیر پیرو بھی اس مذہب کے عقائد اور شریعت کے مصادر تک براہ راست رسائی حاصل کرنے کی غرض سے وہ زبان سیکھنے کے خواہش مند ہوں۔

۵ : ۱ عربی کو یہ دونوں خصوصیات حاصل ہیں۔ یہ صدیوں تک دنیا کے غالب و متمدن علاقے کی سرکاری زبان رہی ہے۔ اور آج بھی کئی ممالک میں اسی حیثیت سے رائج ہے۔ اور بلحاظ آبادی دنیا کے دوسرے بڑے مذہب یعنی اسلام کی زبان بھی عربی ہے۔ اس لئے کہ قرآن اسی زبان میں نازل ہوا اور مجموعۂ احادیث اولاً اسی

{۱} اس قاعدہ کلیہ کا واحد استثناء ایک نئی زبان SPRANTO ہے جس کے قواعد مرتب کرنے کے بعد اسے رائج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

زبان میں مدون ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ عربی دنیا کی ان چند زبانوں میں سے ایک ہے جس کے قواعد مرتب کئے گئے ہیں اور اتنی لگن اور عرق ریزی سے مرتب کئے گئے کہ ماہرین لسانیات عربی کو بلحاظ گرامر دنیا کی سب سے زیادہ سائنٹفک زبان ماننے پر مجبور ہیں۔ یعنی قواعد سے استثناء کی صورتیں اس زبان میں سب سے کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربی قواعد سمجھنے کے بعد اس زبان کا سیکھنا نسبتاً آسان ہے۔

۶ : ۱ دنیا کی ہر زبان کے قواعد مرتب کرنے کا بنیادی طریقۂ کار تقریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اس زبان کے تمام بامعنی الفاظ یعنی کلمات کو مختلف گروپوں میں اس انداز سے تقسیم کر لیتے ہیں کہ زبان کا کوئی لفظ اس درجہ بندی (Grouping) سے باہر نہ رہ جائے۔ کلمات کی اس گروپنگ یا تقسیم کو اقسام کلمہ یا اجزائے کلام (Parts of Speech) کہتے ہیں۔ مختلف زبانوں کی گرامر لکھنے والے اس زبان کے الفاظ کی مختلف طریقوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً عربی، اردو اور فارسی میں یہ تقسیم سہ گانہ ہے۔ یعنی ہر کلمہ اسم، فعل یا حرف ہوتا ہے۔ انگریزی میں اجزائے کلام (Parts of Speech) آٹھ ہیں۔ بہرحال ایک بات قطعی ہے کہ "اسم" اور "فعل" ہر زبان میں سب سے بڑے اور مستقل اجزائے کلام ہیں۔ باقی اجزاء کو بعض انہی میں سے کسی کا حصہ قرار دیتے ہیں اور بعض الگ قسم شمار کرتے ہیں۔ مثلاً اردو، عربی اور فارسی میں ضمیر (Pronoun) اور صفت (Adjective) کو اسم ہی شمار کیا جاتا ہے، مگر انگریزی میں "Pronoun" اور "Adjective" الگ الگ اجزائے کلام شمار ہوتے ہیں۔

۷ : ۱ درسی طریقے سے کسی زبان کو سیکھنے کے لئے اس کے الفاظ کو درست طریقے پر استعمال کرنا ہی اصل مسئلہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں فعل اور اسم کے درست استعمال کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ دنیا کی ہر زبان میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والے الفاظ یہی ہیں۔ اسی لئے ہر زبان میں فعل کے استعمال کو درست کرنے کے لئے فعل کی گردانیں، صیغے، مختلف "زمانوں" میں اس کی صورتیں مصدر

وغیرہ یاد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً فارسی میں فعل کے درست استعمال کے لئے مصدر اور مضارع معلوم ہونے چاہئیں اور گردان بھی یاد ہونی چاہئے۔ انگریزی میں Verb کی تین شکلیں اور مختلف Tenses کے رٹنے اور یاد کرنے پر طلبہ کئی برس محنت کرتے ہیں۔ گرامر کا وہ حصہ جو فعل کی درست بناوٹ اور عبارت میں اس کے درست استعمال سے بحث کرتا ہے "علم الصرف" کہلاتا ہے جبکہ اسم کے درست استعمال کی بحث "علم النحو" کا ایک اہم جزو ہے۔

ا : ۸ ہمارے دینی مدارس میں عربی تعلیم کی ابتداء بالعموم فعل کی بحث سے ہوتی ہے جس کے اپنے کچھ فوائد ہیں۔ لیکن ہم اپنے اسباق کی ابتدا اسم کی بحث سے کریں گے۔ اس کے جواز میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے اشیاء کے اسماء کی تعلیم دی تھی۔ اس کے علاوہ ندوۃ العلماء میں اس مسئلہ پر کافی تحقیق اور تجربات کئے گئے ہیں اور یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے نسبتاً بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ فعل کی تعلیم سے آغاز کی مثال بقول مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب ایسی ہے جیسے طالب علم کو کنویں سے ڈول کھینچنے کی مشق کرائی جائے خواہ پانی نکلے یا نہ نکلے۔ یعنی طالب علم فعل کی گردانیں رٹتا رہتا ہے لیکن اسے نہ تو اس مشقت کا کوئی مقصد نظر آتا ہے اور نہ یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک نئی زبان سیکھ رہا ہے۔ برخلاف اس کے اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے ابتداء ہی سے طالب علم کی دلچسپی قائم ہو جاتی ہے اور برقرار رہتی ہے۔ رفع، نصب، جر کی شناخت اور مشق نیز مرکبات کے قواعد اور جملہ اسمیہ سیکھتے ہوئے طالب علم کو اپنی محنت بامقصد نظر آتی ہے۔ چند دنوں کے بعد ہی وہ چھوٹے چھوٹے اسمیہ جملے بنا سکتا ہے۔ اور عربی زبان کی سب سے بڑی خصوصیت ــــــ اعراب یعنی "الفاظ میں حرکات کی تبدیلی کا معانی پر اثر" کو سمجھنے لگتا ہے۔ اور ہر نئے سبق کی تکمیل پر اسے کچھ سیکھنے اور حاصل کرنے کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت اس کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کا باعث بنتی ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں قرآن

اکیڈمی لاہور میں اسی ترتیب تدریس کو اختیار کر کے بہتر نتائج حاصل کئے گئے ہیں۔

۹ : ۱ اسم کے استعمال کو درست کرنے کے لئے کسی زبان کے واحد جمع، مذکر مونث، معرفہ نکرہ اور اسم کی مختلف حالتوں کے قواعد جاننا ضروری ہیں۔ مثلاً غیر حقیقی مونث کا قاعدہ ہر زبان میں یکساں نہیں ہے۔ جہاز اور چاند کو اردو میں مذکر مگر انگریزی میں مونث بولا جاتا ہے۔ سورج اور خرگوش کو عربی میں مونث مگر اردو میں مذکر بولتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ فعل کے درست استعمال کے ساتھ اسم کو بھی ٹھیک طرح استعمال کیا جائے۔ اسم کے درست استعمال کے لئے ہر زبان میں عموماً اور عربی میں خصوصاً اسم کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں اسم کے استعمال میں غلطی نہیں ہوگی۔ وہ چار پہلو یہ ہیں : (i) حالت (ii) جنس (iii) عدد اور (iv) وسعت، جنہیں ہم انگریزی میں علی الترتیب (1) Case (2) Gender (3) Number اور (4) Kind کہتے ہیں۔ عبارت میں استعمال ہوتے وقت از روئے قواعدِ زبان، ہر اسم کی ایک خاص حالت، جنس، عدد اور وسعت مطلوب ہوتی ہے۔ انہی چار پہلوؤں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہم اپنے اسباق کا آغاز اسم کی حالت کے بیان سے کرتے ہیں۔ لیکن اس سے قبل اسم، فعل اور حرف کی تعریف (Definition) کو دہرا لینا مفید ہو گا۔

اسم

اسم اس لفظ یا کلمہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز، جگہ یا آدمی کا نام یا اس کی صفت ظاہر ہو۔ مثلاً رَجُلٌ (مرد)، حَامِدٌ (خاص نام)، طَیِّبٌ (اچھا) وغیرہ۔

اس کے علاوہ ایسا لفظ یا کلمہ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنیٰ میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو۔ لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ یہ بات بہت اہم ہے۔ اس لئے اردو الفاظ کی مدد سے اس کو اچھی طرح سمجھ کر

ذہن نشین کر لیں۔

پہلے تین الفاظ پر غور کریں۔ مارا' مارتا ہے' مارے گا۔ ان تینوں الفاظ میں مارنے کے کام کا مفہوم ہے اور ان میں علی الترتیب ماضی' حال اور مستقبل کے زمانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ تینوں لفظ فعل ہیں۔ پھر ایک لفظ ہے مارنا (ضَرْبٌ)۔ اس میں کام کا مفہوم تو ہے لیکن کسی بھی زمانے کا مفہوم نہیں ہے۔ اس لئے یہ لفظ اسم ہے اور ایسے اسماء کو مصدر کہتے ہیں۔

فعل

فعل وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو اور اس میں تین زمانوں ماضی' حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ مثلاً ضَرَبَ (اس نے مارا)' ذَهَبَ (وہ گیا)' يَشْرَبُ (وہ پیتا ہے یا پئے گا) وغیرہ۔

حرف

وہ لفظ یا کلمہ ہے جو اپنے معانی واضح کرنے کے لئے کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو یعنی کسی اسم یا فعل سے ملے بغیر اس کے معانی واضح نہ ہوں۔ مثلاً مِنْ کا معنیٰ ہے "سے"۔ لیکن اس سے کوئی بات واضح نہیں ہوتی۔ جب ہم کہتے ہیں مِنَ الْمَسْجِدِ یعنی مسجد سے' تو بات واضح ہو گئی۔ اسی طرح عَلٰی (پر)' عَلَى الْفَرَسِ (گھوڑے پر)' اور اِلٰی (تک۔ کی طرف)۔ اِلَی السُّوْقِ (بازار تک یا بازار کی طرف) وغیرہ۔

اسم کی حالت (حصہ اول)

۲ : ۱ کسی بھی زبان میں کوئی اسم جب گفتگو یا تحریر میں استعمال ہوتا ہے تو وہ تین حالتوں میں سے کسی ایک میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ چوتھی حالت کوئی نہیں ہو سکتی۔ یا تو وہ اس عبارت میں فاعل کے طور پر مذکور ہو گا یعنی حالت فاعلی میں ہو گا۔ یا پھر حالتِ مفعولی میں ہو گا اور یا کسی دوسرے اسم وغیرہ کی اضافت اور تعلق سے مذکور ہو گا۔ اس حالت کو حالت اضافی کہتے ہیں۔ دورانِ استعمال اسم کی اس حالت کو انگریزی میں Case کہتے ہیں۔ اور انگریزی میں بھی Case تین ہی ہوتے ہیں۔ جو Nominative یا Objective یا Possessive Case کہلاتے ہیں۔ عربی میں بھی اسم کے استعمال کی یہی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ انہیں حالت رفع، حالت نصب اور حالتِ جر یا مختصراً رفع، نصب اور جر کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ جو اسم حالت رفع میں ہو اسے مرفوع کہتے ہیں، جو اسم حالت نصب میں ہو اسے منصوب کہتے ہیں اور جو اسم حالت جر میں ہو اسے مجرور کہتے ہیں۔ اس طرح اردو اور انگریزی گرامر کی مدد سے عربی گرامر میں اسم کی حالت کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ صرف اصطلاحی ناموں کا فرق ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم عربی کی اصطلاحات کو مندرجہ ذیل نقشہ سے سمجھ کر یاد کر لیں۔

انگریزی	Nominative Case	Objective Case	Possessive Case
عربی	رَفْعٌ	نَصْبٌ	جَرٌّ
اردو	حالت فاعلی	حالت مفعولی	حالت اضافی

۲ : ۲ مختلف حالتوں میں استعمال ہوتے وقت بعض زبانوں کے اسماء میں کچھ تبدیلی

واقع ہوتی ہے جس کی مدد سے ہم پہچانتے ہیں کہ عبارت میں کوئی اسم کس حالت میں استعمال ہوا ہے۔ اس بات کو ہم اردو کے ایک جملہ کی مدد سے سمجھتے ہیں، مثلاً "حامد نے محمود کو مارا"۔ اب اگر ہم آپ سے پوچھیں کہ اس میں فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے، تو آپ فوراً بتادیں گے کہ حامد فاعل اور محمود مفعول ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جملہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بتانے میں آپ کو مشکل پیش نہیں آئی۔

اب فرض کریں کہ ایک شخص کو اردو نہیں آتی اور وہ گرامر کی مدد سے اردو سیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہو گا کہ پہلے وہ عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانے۔ اس کے بعد ہی ممکن ہو گا کہ وہ عبارت کا صحیح مفہوم سمجھ سکے۔ اس لئے پہلے ہمیں اس کو کوئی علامت یا نشانی بتانی ہو گی جس کی مدد سے وہ مذکورہ جملہ میں فاعل اور مفعول کو پہچان سکے۔ اس پہلو سے آپ مذکورہ جملہ پر دوبارہ غور کر کے وہ علامت معلوم کرنے کی کوشش کریں جس کی مدد سے اس میں فاعل اور مفعول یعنی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانا جاسکے۔

جو طلبہ اس کوشش میں ناکام رہے ہیں ان کی مدد کے لئے اس جملہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیتے ہیں۔ آپ اس پر دوبارہ غور کریں۔ ان شاءاللہ اب آپ علامت کو پہچان لیں گے۔ "حامد کو محمود نے مارا"۔ اب آپ آسانی سے بتاسکتے ہیں کہ اردو میں زیادہ تر فاعل کے ساتھ "نے" اور مفعول کے ساتھ "کو" لگا ہوا ہو تا ہے۔ اسی طرح اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اردو میں حالت اضافی میں زیادہ تر دو اسماء کے درمیان "کا" یا "کی" لگا ہو تا ہے۔ جیسے لڑکے کا قلم، لڑکے کی کتاب وغیرہ۔

۲ : ۳ اب سوال یہ ہے کہ عربی کی عبارت میں استعمال ہونے والے اسماء کی حالت کو پہچاننے کی علامات کیا ہیں۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کر لیں کہ یہ علامات ایک سے زیادہ ہیں۔ لیکن اس سبق میں ہم زیادہ استعمال ہونے والی ایک علامت کو سمجھ کر اس کی مشق کریں گے۔ تاکہ ذہن میں اسم کی حالت کو پہچاننے کا

تصور واضح ہو جائے۔ اس کے بعد اگلے اسباق میں دوسری علامات جب زیر مطالعہ آئیں گی تو انہیں سمجھنا ان شاء اللہ مشکل نہیں رہے گا۔

۲ : ۴ اب نوٹ کر لیجئے کہ عربی زبان کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اس کے اَسّی پچاسی فیصد اسماء ایسے ہیں جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں ایک مختلف شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس سے آپ کے ذہن میں شاید یہ بات آئے کہ اس طرح تو عربی بڑی مشکل زبان ہو گی جس میں ہر اسم کے لئے ایک کے بجائے تین اسم یعنی تین لفظ یاد کرنا پڑیں گے مگر اس وہم کی بنا پر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک اسم کے لئے ایک ہی لفظ یاد کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کے اسماء کو استعمال کرتے وقت حالت کے لحاظ سے جو تبدیلی آتی ہے وہ لفظ کے صرف "آخری حصے" میں واقع ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی اسم اگر پانچ حرفوں کا ہے تو پہلے چار حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی بلکہ صرف آخری یعنی پانچویں حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدل جائے گا۔ اسی طرح کوئی اسم اگر تین حرفوں کا ہے تو پہلے دو حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ صرف آخری یعنی تیسرے حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدلے گا۔ مثلاً حالت فاعلی، مفعولی اور اضافی میں لفظ لڑکا کی عربی علی الترتیب "وَلَدٌ، وَلَدًا اور وَلَدٍ ہو گی۔

۲ : ۵ ابھی ہم نے پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً اسی پچاسی فیصد اسماء کا آخری حصہ رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو اسم تینوں حالتوں میں یہ تبدیلی قبول کرتا ہے اسے عربی قواعد میں "مُعْرَب مُنْصَرِف" کہتے ہیں۔ اس کی پہچان کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس کے آخری حرف پر تنوین آتی ہے۔ یعنی حالت رفع میں دو پیش (ـٌ) حالت نصب میں دو زبر (ـً) اور حالت جر میں دو زیر (ـٍ) ہوتی ہے۔ اسم معرب منصرف کے آخری حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

چند معرب منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالت رفع	معنی	حالت نصب	حالت جر
مُحَمَّدٌ	یہ نام ہے	مُحَمَّدًا	مُحَمَّدٍ
شَيْءٌ	چیز	شَيْئًا	شَيْءٍ
جَنَّةٌ	باغ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
بِنْتٌ	لڑکی	بِنْتًا	بِنْتٍ
سَمَاءٌ	آسمان	سَمَاءً	سَمَاءٍ
سُوْءٌ	برائی	سُوْءً	سُوْءٍ

۶ : ۲ امید ہے کہ مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ :

(i) جس اسم پر حالت نصب میں دو زبر (ـً) آتے ہیں' اس کے آخر میں ایک الف بڑھا دیا جاتا ہے' مثلاً مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدً لکھنا غلط ہے۔ بلکہ مُحَمَّدًا لکھا جائے گا۔ اسی طرح کِتَابٌ سے کِتَابًا وغیرہ۔

(ii) اس قاعدہ کے دو استثناء ہیں۔ اول یہ کہ جس لفظ کا آخری حرف گول "ۃ" یعنی (تائے مربوطہ) ہو اس پر دو زبر لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہو گا مثلاً جَنَّتًا لکھنا غلط ہے' اسے جَنَّةً لکھا جائے گا۔ دیکھئے! بِنْتٌ کا لفظ گول "ۃ" پر نہیں بلکہ لمبی ت (یعنی تائے مبسوطہ) پر ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے اس پر استثناء کا اطلاق نہیں ہوا اور حالتِ نصب میں اس پر دو زبر لکھتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا۔

(iii) دوسرا استثناء یہ ہے کہ جو لفظ الف یا واؤ کے ساتھ ہمزہ پر ختم ہو اس کے آخر میں بھی الف کا اضافہ نہیں ہو گا۔ مثلاً سَمَاءٌ سے سَمَاءً اور سُوْءٌ سے سُوْءً۔ دیکھئے شَيْءٌ کا لفظ بھی ہمزہ پر ختم ہو رہا ہے لیکن اس سے قبل الف یا واؤ نہیں بلکہ "ی" ہے اس لئے اس پر دو زبر لگاتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی شَيْءٌ سے شَيْئًا۔

مشق نمبر۱

نیچے دیئے ہوئے الفاظ کو الگ کاغذ پر دوبارہ لکھیں۔ اس سلسلہ میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ (۱) کاغذ پر سب سے پہلے اپنا نام اور رول نمبر لکھیں۔ (۲) صرف عربی الفاظ لکھیں' اگر کوئی لفظ غلط لکھا ہوا ہے تو اسے درست کر کے لکھیں۔ (۳) ہر لفظ کے آگے بریکٹ میں اس کی حالت لکھیں۔ مثلاً جَنَّةٌ (رفع)' كِتَابًا (نصب) وغیرہ۔ اگر کسی لفظ کے معنی نہیں معلوم ہیں' تب بھی آپ کو اس کی حالت پہچان لینی چاہیے۔ رَسُوْلاً' شَیْءٍ' جَنَّتًا' شَيْئًا' مَحْمُوْدٌ' بِنْتٍ' آيَتًا' بِنْتًا' شَهْوَةٌ' عَذَابٍ' رِجْزٌ' سَمَاءًا' حَامِدًا' صِبْغَةٌ' خِزْيٌ' سُوْءٍ۔

ضروری ہدایت

کسی سبق میں جہاں کہیں بھی کسی عربی لفظ کے معنی دیئے ہوئے ہیں ان کو یاد کرنا اپنے اوپر لازم کرلیں۔ جب تک کسی سبق میں دیئے گئے تمام الفاظ کے معانی یاد نہ ہو جائیں' اس وقت تک اس سبق کی مشق نہ کریں۔ اس کی وجہ سمجھ لیں۔

چند اسباق کے بعد آپ کو مرکبات اور جملے بنانے ہیں اور ان کے ترجمے کرنے ہیں۔ گزشتہ اسباق میں دیئے گئے الفاظ کے معانی اگر آپ کو یاد نہیں ہوں گے تو یہ کام آپ کے لئے بہت مشکل ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے معانی یاد ہونے سے آپ کو قرآن مجید کا ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہو گی۔



اسم کی حالت (حصہ دوم)

۱ : ۳ گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً ۸۰ ۔ ۸۵ فیصد اسماء کا آخری حصہ تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے اسماء کو معرب کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باقی ۱۵۔ ۲۰ فیصد اسماء تبدیل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور عبارت میں ان کی حالت کو کیسے پہچانتے ہیں؟۔ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی ہے۔

۲ : ۳ عربی کے باقی پندرہ بیس فیصد اسماء جو معرب منصرف نہیں ہیں' ان میں سے زیادہ تر ایسے ہیں جن کا آخری حرف تینوں حالتوں میں نہیں بدلتا بلکہ وہ صرف دو شکلیں اختیار کرتے ہیں یعنی حالت رفع میں ان کی شکل الگ ہوتی ہے لیکن نصب اور جر دونوں حالتوں میں ان کی شکل ایک جیسی رہتی ہے۔ ایسے اسماء کو عربی قواعد میں "معرب غیر منصرف" یا صرف "غیر منصرف" بھی کہا جاتا ہے۔ اسم غیر منصرف کے آخری حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

چند معرب غیر منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالت رفع	معنیٰ	حالت نصب	حالت جر
اِبْرَاهِيْمُ	مرد کا نام	اِبْرَاهِيْمَ	اِبْرَاهِيْمَ
مَكَّةُ	شہر کا نام	مَكَّةَ	مَكَّةَ
مَرْيَمُ	عورت کا نام	مَرْيَمَ	مَرْيَمَ
اِسْرَائِيْلُ	قوم کا نام	اِسْرَائِيْلَ	اِسْرَائِيْلَ
اَحْمَرُ	سرخ	اَحْمَرَ	اَحْمَرَ
اَسْوَدُ	سیاہ	اَسْوَدَ	اَسْوَدَ

۳ : ۳ امید ہے کہ مذکورہ مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ :

(i) غیر منصرف اسماء کی نصب اور جر ایک ہی شکل میں آتی ہے۔ مثلاً اِبْرَاھِیْمُ حالت رفع سے حالت نصب میں اِبْرَاھِیْمَ ہوگیا لیکن حالت جر میں اِبْرَاھِیْمِ نہیں ہوا بلکہ اِبْرَاھِیْمَ ہی رہا۔ اسی طرح باقی اسماء کی بھی نصب اور جر میں ایک ہی شکل ہے۔

(ii) غیر منصرف اسماء کے آخری حرف پر حالت رفع میں ایک پیش (ـُـ) اور نصب اور جر دونوں حالتوں میں صرف ایک زبر (ـَـ) آتی ہے۔ لہٰذا ایک زبر (ـَـ) لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف دو زبر (ـً) کے لئے مخصوص ہے۔ یاد رکھئے کہ اسم غیر منصرف کے آخر پر تنوین کبھی نہیں آتی۔ جس کی وجہ سے معرب اور غیر منصرف اسماء میں تمیز کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۴ : ۳ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ فلاں اسم معرب منصرف ہے یا غیر منصرف! تو اس کی حقیقت تو یہ ہے کہ غیر منصرف اسماء کے کچھ قواعد ہیں جو آخر میں پڑھائے جاتے ہیں۔ فی الحال ہمارا طریقۂ کار یہ ہوگا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ہم غیر منصرف اسماء کی نشاندہی ان کے آگے لفظ (غ) بنا کر کردیا کریں گے۔ گویا سردست آپ کو جن اسماء کے متعلق بتادیا جائے انہیں غیر منصرف سمجھئے۔ ان پر کبھی تنوین نہ ڈالئے اور ان کی رفع، نصب، جر (ـُـ)، (ـَـ) اور (ـَـ) کے ساتھ لکھئے۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عربی میں عورتوں، شہروں اور ملکوں کے نام عام طور پر غیر منصرف ہوتے ہیں۔

۵ : ۳ عربی زبان کے کچھ گنے چنے اسماء ایسے بھی ہیں جو رفع، نصب، جر، تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے اور تینوں حالتوں میں ایک جیسے رہتے ہیں۔ ایسے اسماء کو مَبْنِی کہتے ہیں۔ ان کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بھی ہمارا طریقۂ کار یہ ہوگا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ان کے آگے (م) بنا کر ہم نشاندہی کریں گے کہ یہ الفاظ مبنی ہیں۔ ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

چند مبنی اسماء کی گردان مع معانی

حالت رفع	معنی	حالت نصب	حالت جر
هٰذَا	یہ (مذکر)	هٰذَا	هٰذَا
اَلَّذِیْ	جو کہ (مذکر)	اَلَّذِیْ	اَلَّذِیْ
تِلْكَ	وہ (مونث)	تِلْكَ	تِلْكَ

۶ : ۳ اب اسم کی حالت کے متعلق چند باتیں سمجھ کر یاد کر لیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخری حصہ میں ہونے والی تبدیلی کو عربی گرامر میں "اِعراب" کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی اسم کی حالت سے مراد اس کی اعرابی حالت ہی ہوتی ہے' جو تین ہی ہوتی ہیں یعنی رفع' نصب یا جر۔ اور ہر اسم عبارت میں استعمال ہوتے وقت مرفوع' منصوب یا مجرور ہوتا ہے۔

۷ : ۳ دوسری بات یہ ہے کہ کسی لفظ کی اعرابی حالت چونکہ زیادہ تر حرکات یعنی زبر' زیر یا پیش کی تبدیلی سے ظاہر کی جاتی ہے' اس لئے حرکات لگانے کو بھی غلطی سے اِعراب کہہ دیتے ہیں۔ جبکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ اِعراب اور حرکات کے فرق کو ہم ایک لفظ کی مدد سے سمجھ لیتے ہیں۔ لفظ مُنَافِقٌ کے آخری حرف "ق" پر جو دو پیش (ـٌ) ہیں' یہ اس لفظ کا اِعراب ہے۔ جبکہ "ق" سے پہلے کے حروف پر جہاں کہیں بھی زبر (ـَ)' زیر (ـِ) اور پیش (ـُ) لگی ہوئی ہیں' وہ سب اس لفظ کی حرکات ہیں۔ اسی طرح لفظ اِبْرَاهِيْمُ کے آخری حرف میم پر ایک پیش (ـُ) اس کا اعراب ہے۔ جبکہ اس سے پہلے کے حروف پر زبر (ـَ) اور زیر (ـِ) اس کی حرکات ہیں۔

۸ : ۳ آخری بات یہ ہے کہ زبر جب حرکت کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو اسے فتحہ کہتے ہیں اور اِعراب میں اُسے نصب کہا جاتا ہے۔ زیر کو حرکت میں کسرہ اور اِعراب میں جر کہتے ہیں۔ اسی طرح پیش کو حرکت میں ضمّہ اور اِعراب میں رفع کہتے ہیں۔

مشق نمبر۲

مندرجہ ذیل اسماء سے اسم کی گردان کریں۔ ان میں سے جو اسماء غیر منصرف ہیں ان کے آگے (غ) اور جو مبنی ہیں ان کے آگے (م) بنادیا گیا ہے تاکہ انہیں ذہن نشین کرلیں اور گردان اس کے مطابق کریں۔ ساتھ ہی الفاظ کے معانی بھی یاد کریں۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ثَوَابٌ	اجر۔ثواب	مَسَاجِدُ (غ)	مسجد کی جمع
نَفْسٌ	جان	رِجْزٌ	گندگی۔ آفت
عِمْرَانُ (غ)	ایک نام	هٰؤُلَاءِ (م)	یہ لوگ
سَيِّئَةٌ	برائی	جِدَارٌ	دیوار
مُسْلِمٌ	مسلمان	يُوْسُفُ (غ)	ایک نام
اَلَّتِيْ (م)	جو کہ (مونث)	شَمْسٌ	سورج
مَاءٌ	پانی	مَدِيْنَةٌ	شہر
بَابٌ	دروازہ	صِبْغَةٌ	رنگ
آيَةٌ	نشانی	ثَمَرٌ	پھل
شَهْوَةٌ	خواہش	خِزْيٌ	رسوائی



جنس

۱ : ۴ کسی اسم کو عبارت میں درست طریقے پر استعمال کرنے کے لئے جن چار پہلوؤں سے دیکھا جانا ضروری ہے، ان میں سے پہلی چیز اسم کی حالت (یا اعرابی حالت) ہے، جس پر پچھلے سبق میں کچھ بات ہو چکی ہے۔ اسم کی بحث میں دوسرا اہم پہلو "جنس" کا ہے۔ جنس کے لحاظ سے عربی زبان میں (بلکہ عموماً ہر زبان میں) اسم کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ یا مذکر ہو گا، یعنی عبارت میں اس کا ذکر ایسے ہو گا جیسے کسی نَر (Male) کا ذکر ہو رہا ہے، یا پھر مؤنث کے طور پر استعمال ہو گا۔ ہر زبان میں الفاظ کے مذکر و مونث کے استعمال کے قواعد یکساں نہیں ہیں۔ کسی زبان میں ایک لفظ مذکر بولا جاتا ہے تو دوسری زبان میں وہ مؤنث ہو سکتا ہے۔ مثلاً انگریزی میں بحری جہاز (Ship) اور چاند (Moon) مونث استعمال ہوتے ہیں مگر اردو میں مذکر۔ لہٰذا کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لئے اس زبان کے اسماء کی تذکیر و تانیث یعنی ان کو مذکر یا مونث کی طرح استعمال کرنے کا علم ہونا ضروری ہے۔

۲ : ۴ عربی اسماء پر غور کرنے سے علماء نحو نے یہ دیکھا کہ یہاں مذکر اسم کے لئے تو کوئی خاص علامت نہیں مگر مونث اسماء معلوم کرنے کی کچھ علامات ضرور ہیں، جنہیں علامات تانیث کہتے ہیں۔ لہٰذا عربی سیکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ کسی اسم کے استعمال میں اس کی جنس کو متعین کرنے کے لئے علامات تانیث کے لحاظ سے اس کو دیکھیں۔ اگر اس میں تانیث کی کوئی بات پائی جاتی ہے تو وہ اسم مونث شمار ہو گا ورنہ اسے مذکر ہی سمجھا جائے گا۔ کسی اسم میں تانیث کی شناخت کے حسب ذیل طریقے ہیں۔

۳ : ۴ پہلا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے معنی پر غور کریں۔ اگر وہ کسی حقیقی مونث کے لئے ہے، یعنی اس کے مقابلہ پر مذکر (یا نر) جوڑا بھی ہوتا ہے جیسے اِمْرَاَۃٌ (عورت)

کے مقابلہ پر رَجُلٌ (مرد)، اُمٌّ (ماں) کے مقابلہ پر اَبٌ (باپ) وغیرہ ـــــ تو وہ لازماً مونث ہوگا۔ ایسے اسماء کو "مونث حقیقی" کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کو دیکھیں کہ کیا اس میں تانیث کی کوئی علامت موجود ہے؟ یہ علامات تین ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسم کے آخری حصہ میں آتی ہے۔ علامات یہ ہیں "ۃ" "ـَ اء" "ـَ ی" یعنی کوئی اسم اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ختم ہوتا نظر آئے تو اسے مؤنث سمجھا جائے گا۔ ایسے اسماء کو "مؤنث قیاسی" کہتے ہیں۔

۴ : ۴ اب یہ بات سمجھ لیجئے کہ جن الفاظ کے آخر میں گول "ۃ" آتی ہے، عربی میں انہیں مونث مانا جاتا ہے۔ مثلاً جَنَّةٌ (باغ) یا صَلٰوةٌ (نماز) وغیرہ عربی میں مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اکثر الفاظ کو مؤنث بنانے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ مذکر لفظ کے آخری حرف پر زبر لگا کر اس کے آگے گول "ۃ" کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے کَافِرٌ (کافر) سے کَافِرَةٌ (کافرہ)، حَسَنٌ (اچھا۔ خوبصورت) سے حَسَنَةٌ (اچھی۔ خوبصورت) وغیرہ۔ اس قاعدہ سے گنتی کے چند الفاظ مستثنیٰ ہیں مثلاً خَلِيْفَةٌ (مسلمانوں کا حکمران)، عَلَّامَةٌ (بہت بڑا عالم) وغیرہ۔ حالانکہ ان کے آخر میں گول "ۃ" ہے۔ لیکن یہ مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ دوسری علامت تانیث "ـَ اء" ہے جسے الف ممدودہ کہتے ہیں۔ جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنث مانا جاتا ہے۔ مثلاً حَمْرَاءُ (سرخ)، خَضْرَاءُ (سبز) وغیرہ۔ خیال رہے کہ الف ممدودہ پر ختم ہونے والے اسماء غیر منصرف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہمزہ پر تنوین کے بجائے ایک پیش آتی ہے۔ تیسری علامتِ تانیث "ـَ ی" ہے جسے الف مقصورہ کہتے ہیں۔ جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنث مانا جاتا ہے۔ مثلاً عُظْمٰی (عظیم)، کُبْرٰی (بڑی) وغیرہ۔ خیال رہے کہ الف مقصورہ پر ختم ہونے والے اسماء رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے۔ اس لئے مختلف اعرابی حالتوں میں ان کا استعمال بھی مبنی اسماء کی طرح ہوگا۔

۵ : ۴ بہت سے اسم ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت نہ تو مذکر ہوتے ہیں، نہ مؤنث

اور نہ ہی ان پر مؤنث کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ ایسے اسماء کی جنس کا تعین اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ اہل زبان انہیں کس طرح بولتے ہیں۔ جن اسماء کو اہل زبان مونث بولتے ہیں انہیں "مونث سماعی" کہتے ہیں اس لئے کہ ہم اہل زبان کو اسی طرح بولتے ہوئے سنتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورج کو لے لیں۔ اب حقیقتاً سورج نہ تو مذکر ہے اور نہ ہی مونث۔ ہم نے اردو کے اہل زبان کو اسے مذکر بولتے ہوئے سنا ہے اس لئے اردو میں سورج مذکر ہے۔ جبکہ عربی کے اہل زبان شَمْسٌ (سورج) کو مونث بولتے ہیں۔ اس لئے عربی میں شَمْسٌ مونث سماعی ہے۔ اس کی ایک دلچسپ مثال یہ ہے کہ دہلی والے دہی کو "کھٹا" کہتے ہیں جبکہ لکھنؤ والے اسے "کھٹی" کہتے ہیں۔ اس لئے لکھنؤ والوں کے لئے دہی مونث سماعی ہے۔ اب ذیل میں چند الفاظ دیئے جا رہے ہیں جو اردو اور عربی دونوں زبانوں میں مونث بولے جاتے ہیں۔ آپ ان کے معنی یاد کرلیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مونث سماعی ہیں :-

اَرْضٌ	زمین	سَمَاءٌ	آسمان
حَرْبٌ	لڑائی	رِیْحٌ	ہوا
نَارٌ	آگ	نَفْسٌ	جان

ان کے علاوہ ملکوں کے نام بھی مونث سماعی ہیں جیسے مِصْرُ۔ اَلشَّامُ وغیرہ۔ نیز انسانی بدن کے ایسے اعضاء جو جوڑے ہوتے ہیں' وہ بھی اکثروبیشتر مؤنث سماعی ہیں مثلاً یَدٌ (ہاتھ)' رِجْلٌ (پاؤں)' اُذُنٌ (کان) وغیرہ۔

۲ : ۶ گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی تھی تو حالت کے لحاظ سے ایک لفظ کی تین شکلیں بنی تھیں۔ لیکن اب مذکر کی تین شکلیں ہوں گی اور مونث کی بھی تین۔ اس طرح ایک لفظ کی اب چھ شکلیں ہوں گی۔ البتہ مؤنث سماعی کی تین ہی شکلیں ہوں گی۔ کیونکہ ان کا مذکر نہیں ہوگا۔ اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے۔

	حالتِ رفع	حالتِ نصب	حالتِ جر
مذکر	كَافِرٌ	كَافِرًا	كَافِرٍ
مؤنث	كَافِرَةٌ	كَافِرَةً	كَافِرَةٍ
مذکر	حَسَنٌ	حَسَنًا	حَسَنٍ
مؤنث	حَسَنَةٌ	حَسَنَةً	حَسَنَةٍ
مؤنث (سماعی)	نَفْسٌ	نَفْسًا	نَفْسٍ

مشق نمبر ۳

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور اسم کی گردان کریں۔ مونث حقیقی میں مذکر و مونث دونوں الفاظ ساتھ دیئے گئے ہیں۔ جو اسماء مونث سماعی ہیں ان کے آگے (س) لکھا گیا ہے۔ باقی الفاظ کے مونث آپ کو خود بنانے ہیں۔ الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں :

اَخٌ	بھائی	هٰذَا(م)	یہ (مذکر)
اُخْتٌ	بہن	هٰذِهٖ(م)	یہ (مونث)
فَاسِقٌ	بدکار	حُلْوٌ	میٹھا
قَبِيْحٌ	برا۔بدصورت	جَيِّدٌ (س)	عمدہ
عَرِيْسٌ	دولہا	دَارٌ(س)	گھر
عَرُوْسٌ	دلہن	كَبِيْرٌ	بڑا
شَدِيْدٌ	سخت	صَغِيْرٌ	چھوٹا
سُوْقٌ	(س)بازار	صَادِقٌ	سچا
قَصِيْرٌ	کوتاہ	كَاذِبٌ	جھوٹا
بَاكِسْتَانُ(غ۔س)	پاکستان	مُطْمَئِنٌّ	اطمینان والا
عَيْنٌ(س)	آنکھ‘ چشمہ	اَلَّذِيْ(م)	جو کہ (مذکر)
نَجَّارٌ	بڑھئی	اَلَّتِيْ(م)	جو کہ (مونث)
خَبَّازٌ	نانبائی	طَوِيْلٌ	لمبا
خَيَّاطٌ	درزی		

عدد

۱ : ۵ دوسری زبانوں میں عدد یعنی تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو ہی قسمیں ہوتی ہیں' ایک کے لئے واحد یا مفرد اور دو یا دو سے زیادہ کے لئے جمع۔ لیکن عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے اور دو کے لئے الگ اسم اور فعل استعمال ہوتے ہیں۔ دو کے صیغے کو تثنیہ کہتے ہیں۔ اس طرح عربی میں عدد کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں۔ واحد' تثنیہ اور جمع۔ کسی اسم کو واحد سے تثنیہ یا جمع بنانے کے لئے کچھ قاعدے ہیں جن کا اس سبق میں ہم مطالعہ کریں گے۔

واحد سے تثنیہ بنانے کا قاعدہ

۲ : ۵ اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ذہن نشین کرلیں کہ اسم خواہ مذکر ہو یا مونث' دونوں کے تثنیہ بنانے کا ایک ہی قاعدہ ہے۔ اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ حالت رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَـ) لگا کر اس کے آگے الف اور نون مکسورہ یعنی (ـَـانِ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَانِ' مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَتَانِ وغیرہ۔ جبکہ حالت نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَـ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نون مکسورہ یعنی (ـَـيْنِ) کا اضافہ کرتے ہیں جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَيْنِ' مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَتَيْنِ۔ اس قاعدہ کا استثنا ابھی تک میرے علم میں نہیں آیا۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

واحد	تثنیہ		
	رفع (ـَـانِ)	نصب (ـَـيْنِ)	جر (ـَـيْنِ)
كِتَابٌ	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
جَنَّةٌ	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ

مُسْلِمٌ	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ

۳ : ۵ جمع کی قسمیں : عربی زبان میں جمع دو طرح کی ہوتی ہے۔ جمع سالم اور جمع مکسر۔ جمع سالم میں واحد لفظ جوں کا توں موجود رہتا ہے اور اس کے آخر پر کچھ حرفوں کا اضافہ کر کے جمع بنا لیتے ہیں۔ جس طرح انگریزی میں واحد لفظ کے آخر میں S یا ES بڑھا کر جمع بناتے ہیں۔ مگر جس طرح انگریزی میں تمام اسماء کی جمع اس قاعدے کے مطابق نہیں بنتی بلکہ کچھ کی مختلف بھی ہوتی ہے مثلاً HIS کی جمع THEIR ہے۔ اسی طرح عربی میں بھی تمام اسماء کی جمع سالم نہیں بنتی بلکہ کچھ اسماء کی جمع اس طرح آتی ہے کہ یا تو واحد لفظ کے حروف تتر بتر ہو جاتے ہیں یا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عَبْدٌ (غلام' بندہ) کی جمع عِبَادٌ اور اِمْرَاَةٌ کی جمع نِسَاءٌ ہے۔ ان کو جمع مکسّر کہتے ہیں۔ مکسر کے معنی ہیں "توڑا ہوا" چونکہ اس میں واحد لفظ کے حروف کی ترتیب ٹوٹ جاتی ہے اس لئے انہیں جمع مکسر کہتے ہیں۔ اب ہم جمع سالم بنانے کا قاعدہ سمجھتے ہیں لیکن پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ واحد سے تثنیہ بنانے کا قاعدہ مذکر اور مؤنث' دونوں کے لئے ایک ہی ہے۔ لیکن واحد سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ مذکر کے لئے الگ ہے اور مونث کے لئے الگ۔

۴ : ۵ جمع مذکر سالم بنانے کا قاعدہ : حالت رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر ایک پیش (ـُـ) لگا کر اس کے آگے واؤ ساکن اور نون مفتوحہ یعنی (ـُـوْنَ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔ جبکہ حالت نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زیر (ـِـ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نون مفتوحہ یعنی (ـِـيْنَ) کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمِیْنَ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

واحد	جمع مذکر سالم		
	رفع (ـُـوْنَ)	نصب (ـِـیْنَ)	جر (ـِـیْنَ)
مُسْلِمٌ	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِیْنَ	مُسْلِمِیْنَ
نَجَّارٌ	نَجَّارُوْنَ	نَجَّارِیْنَ	نَجَّارِیْنَ
خَیَّاطٌ	خَیَّاطُوْنَ	خَیَّاطِیْنَ	خَیَّاطِیْنَ
فَاسِقٌ	فَاسِقُوْنَ	فَاسِقِیْنَ	فَاسِقِیْنَ

۵ : ۵ جمع مؤنث سالم بنانے کا قاعدہ : اس قاعدہ کے تحت ایسے مؤنث اسماء کی جمع سالم بنتی ہے جن کے آخر میں تائے مربوطہ آتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ تائے مربوطہ گرا کر حالتِ رفع میں اتٌ جبکہ حالت نصب اور جر میں اتٍ لگا دیتے ہیں۔ جیسے کَافِرَۃٌ سے کَافِرَاتٌ اور کَافِرَاتٍ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں :

واحد	جمع مؤنث سالم		
	رفع (اتٌ)	نصب (اتٍ)	جر (اتٍ)
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ
فَاسِقَةٌ	فَاسِقَاتٌ	فَاسِقَاتٍ	فَاسِقَاتٍ

۶ : ۵ جمع مکسّر: جمع مکسر بنانے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے۔ انہیں یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے اب ذخیرۂ الفاظ میں ہم واحد کے سامنے ان کی جمع مکسر لکھ دیا کریں گے تا کہ آپ انہیں یاد کر لیں۔ جمع مکسر زیادہ تر معرب منصرف ہوتی ہیں۔ لیکن کچھ غیر منصرف بھی ہوتی ہیں۔ ان کی سادہ سی پہچان یہ ہے کہ جن کے آخری حرف پر دو پیش (ـٌـ) ہوں انہیں معرب منصرف مانیں اور جن کے آخری حرف پر ایک پیش لکھا ہو انہیں غیر منصرف سمجھیں

۵ : ۷ <u>صورتِ اِعراب</u> : پیرا نمبر ۳ : ۲ میں آپ کو بتایا تھا کہ عربی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچاننے کی علامات یعنی صورت اعراب ایک سے زیادہ ہیں۔ اب آپ نوٹ کرلیں کہ آپ نے تمام صورت اعراب پڑھ لی ہیں جو کہ کل پانچ ہیں۔ انہیں ہم دوبارہ یکجا کرکے دے رہے ہیں تاکہ آپ انہیں ذہن نشین کرلیں۔

	صورت اعراب			کس قسم کے اسماء اس صورت میں آتے ہیں
	رفع	نصب	جر	
(۱)	ـٌ	ـً	ـٍ	معرب منصرف۔ واحد اور جمع مکسر (مذکر و مونث)
(۲)	ـُ	ـَ	ـَ	غیر منصرف۔ واحد اور جمع مکسر (مذکر و مونث)
(۳)	ـَانِ	ـَيْنِ	ـَيْنِ	صرف تثنیہ (مذکر و مونث)
(۴)	ـُوْنَ	ـِيْنَ	ـِيْنَ	صرف جمع مذکر سالم
(۵)	ـَاتٌ	ـَاتٍ	ـَاتٍ	صرف جمع مونث سالم

مذکورہ بالا نقشہ میں پہلی دو صورت اِعراب کو "اِعراب بالحرکۃ" کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ تبدیلی زبر، زیر یا پیش یعنی حرکات کی تبدیلی سے ہوتی ہے۔ جبکہ آخری تین صورتِ اِعراب کو "اِعراب بالحروف" کہتے ہیں۔

<u>۵ : ۸</u> گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی تو ایک لفظ کی چھ شکلیں بنی تھیں۔ لیکن اب ہم نے واحد کا تثنیہ اور جمع بھی بنانا ہے۔ اس لئے ایک لفظ کی اب اٹھارہ شکلیں ہوں گی۔ البتہ مذکر غیر حقیقی کا مونث نہیں آئے گا اور مونث غیر حقیقی کا مذکر نہیں آئے گا۔ اس لئے ان کی نو، نو شکلیں ہوں گی۔ مثال کے طور پر ہم ایک لفظ مُسْلِمٌ لیتے ہیں۔ اس کا مونث بھی بنتا ہے۔ اس لئے اس کی اٹھارہ شکلیں بنائیں گے۔ دوسرا لفظ کِتَابٌ لیتے ہیں۔ یہ مذکر غیر حقیقی ہے۔ اس کا مونث نہیں آئے گا۔ اس لئے اس کی نو شکلیں ہوں گی اور اس کی جمع مکسر کُتُبٌ آتی ہے۔ تیسرا لفظ جَنَّةٌ لیتے ہیں جو مونث غیر حقیقی ہے۔ اس کا مذکر نہیں آئے گا۔ اس لئے اس کی بھی نو

شکلیں ہوں گی۔ تینوں الفاظ کے اسماء کی گردانیں مندرجہ ذیل ہیں :-

			حالت رفع	حالت نصب	حالت جر
مذکر	واحد	:	مُسْلِمٌ	مُسْلِمًا	مُسْلِمٍ
	تثنیہ	:	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
	جمع	:	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ
مؤنث	واحد	:	مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَةً	مُسْلِمَةٍ
	تثنیہ	:	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ
	جمع	:	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ

مذکر غیر حقیقی	واحد	:	كِتَابٌ	كِتَابًا	كِتَابٍ
	تثنیہ	:	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
	جمع	:	كُتُبٌ	كُتُبًا	كُتُبٍ

مؤنث غیر حقیقی	واحد	:	جَنَّةٌ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
	تثنیہ	:	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ
	جمع	:	جَنَّاتٌ	جَنَّاتٍ	جَنَّاتٍ

مشق نمبر ۴ (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے مونث بنائیں اور اسم کی گردان کریں۔

(i) مُؤْمِنٌ (ii) مُشْرِكٌ (iii) صَادِقٌ

(iv) كَاذِبٌ (v) جَاهِلٌ (vi) عَالِمٌ

مشق نمبر ۴ (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ مذکر غیر حقیقی ہیں۔ ان کے معنی اور جمع مکسر یاد کریں اور اسم کی گردان کریں۔

مَسْجِدٌ	(ج مَسَاجِدُ)	مسجد	مَقْعَدٌ	(ج مَقَاعِدُ)	بنچ
ذَنْبٌ	(ج ذُنُوْبٌ)	گناہ	رَأْسٌ	(ج رُءُوْسٌ)	سر
نَهْرٌ	(ج اَنْهَارٌ)	نہر	وَلِيٌّ	(ج اَوْلِيَاءُ)	دوست
قَلْبٌ	(ج قُلُوْبٌ)	دل			

مشق نمبر ۴ (ج)

مندرجہ ذیل الفاظ مونث غیر حقیقی ہیں۔ ان کے معنی یاد کریں۔ جن کے آگے جمع مکسر دی گئی ہے ان کے علاوہ باقی الفاظ کی جمع سالم بنے گی۔ پھر تمام اسماء کی گردان کریں۔

اُذُنٌ	(ج اٰذَانٌ)	کان	رِجْلٌ	(ج اَرْجُلٌ)	پاؤں
اٰيَةٌ		نشانی	بَيِّنَةٌ		واضح دلیل یا کھلی نشانی
سَيِّئَةٌ		برائی	سَيَّارَةٌ		موٹر کار
سُوْقٌ	(ج اَسْوَاقٌ)	بازار			

ضروری ہدایات :

اس سبق میں ایک لفظ کی آپ ۱۸ شکلیں بنا رہے ہیں۔ اس کے بعد اگلے سبق میں ایک لفظ کی آپ ان شاء اللہ ۳۶ شکلیں بنائیں گے۔ اس مرحلہ پر اکثر طلبہ اس کو بے مقصد مشقت سمجھ کر بددلی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان مشقوں میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ اس کا مقصد سمجھ لیں۔

آگے چل کر مرکبات اور جملوں میں کوئی اسم استعمال کرتے وقت آپ کو اسے چاروں پہلوؤں سے قواعد کے مطابق بنانا ہو گا۔ فرض کریں لفظ مُسْلِمٌ کو رفع، مونث، جمع اور معرفہ استعمال کرنا ہے۔ اب اگر آپ اس طرح کریں گے کہ پہلے مسلم کی مونث مُسْلِمَةٌ بنائیں، پھر اس کی جمع مُسْلِمَاتٌ بنائیں، پھر اس کا معرفہ اَلْمُسْلِمَاتُ بنائیں، تو اندازہ کریں کہ اس پر آپ کا کتنا وقت خرچ ہو گا۔

ان مشقوں کا مقصد آپ کے ذہن میں یہ صلاحیت پیدا کرنا ہے کہ لفظ مُسْلِمٌ کے مذکورہ چاروں پہلوؤں کے حوالے سے جب آپ سوچیں تو ذہن میں براہ راست اَلْمُسْلِمَاتُ کا لفظ آئے۔ اس مرحلہ پر جو طلبہ دلچسپی اور توجہ سے یہ مشقیں کر لیں گے ان میں ان شاء اللہ یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر ان کی بہت سی محنت اور وقت بچ جائے گا۔



اسم بلحاظ وسعت

۱ : ۶ وسعت کے لحاظ سے اسم دو طرح کا ہوتا ہے۔ (i) اسم نکرہ (Common Noun) اور (ii) اسم معرفہ (Proper Noun)۔ اسم نکرہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جو کسی عام چیز پر بولا جائے۔ جیسے اُردو میں ہم کہتے ہیں "ایک لڑکا آیا"۔ اب یہاں اسم "لڑکا" نکرہ ہے۔ اردو میں اسم نکرہ کی کچھ علامتیں ہیں۔ مثلاً "ایک"، "کوئی"، "کچھ"، "بعض" اور "چند" وغیرہ۔ اور اسم نکرہ کے ساتھ کوئی موزوں علامت لگائی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس انگریزی میں لفظ "The" معرفہ کی علامت ہے۔ چنانچہ انگریزی میں "Boy" اسم نکرہ ہے اور اس کا مطلب ہے "کوئی لڑکا" جبکہ "The Boy" اسم معرفہ ہے اور اس کا مطلب ہے "لڑکا"۔ یعنی ایسا مخصوص لڑکا جو بات کرنے والوں کے ذہن میں موجود ہے یا گفتگو کے دوران جس کا ذکر آچکا ہے۔

۲ : ۶ عربی میں اسم نکرہ کی علامت یہ ہے کہ اسم نکرہ کے آخری حرف پر بالعموم تنوین آتی ہے۔ مثلاً "Man" یا "کوئی مرد" کا عربی ترجمہ ہوگا "رَجُلٌ"، "رَجُلاً" یا "رَجُلٍ" اور اسم معرفہ کی ایک عام علامت یہ ہے کہ اسم کے شروع میں لام تعریف یعنی "اَلْ" کا اضافہ کرتے ہیں اور آخری حرف سے تنوین ختم کر دیتے ہیں۔ مثلاً "The Man" یا "مرد" کا عربی ترجمہ ہوگا "اَلرَّجُلُ"۔ "اَلرَّجُلَ" یا "اَلرَّجُلِ"۔

۳ : ۶ عربی میں اسم نکرہ کی کئی قسمیں ہیں لیکن فی الحال آپ کو تمام اقسام یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں دو اصول یاد کرلیں۔ اول یہ کہ جو بھی اسم معرفہ نہیں ہوگا اسے نکرہ مانا جائے گا۔ دوم یہ کہ اسم نکرہ کے آخر میں عام طور پر تنوین آتی ہے۔ گنتی کے صرف چند الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کچھ نام ایسے ہیں جو کسی

کے نام ہونے کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں لیکن ان کے آخر میں تنوین بھی آجاتی ہے۔ جیسے **مُحَمَّدٌ**، زَیْدٌ وغیرہ اور ان کے درمیان تمیز کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اسم نکرہ کی صرف دو قسمیں، جو زیادہ استعمال ہوتی ہیں، انہیں ذہن نشین کرلیں۔ ایک قسم "اسم ذات" ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو جیسے اِنْسَانٌ (انسان)، فَرَسٌ (گھوڑا) یا حَجَرٌ (پتھر) وغیرہ۔ دوسری قسم "اسمِ صفت" ہے جو کسی چیز کی کوئی صفت ظاہر کرے۔ جیسے حَسَنٌ (اچھا۔ خوبصورت) طَیِّبٌ (اچھا ۔ پاک) یا سَھْلٌ (آسان وغیرہ)۔

۴ : ٦ فی الحال اسم معرفہ کی پانچ قسمیں ذہن نشین کرلیں :

(i) **اسمِ عَلَم** : یعنی وہ الفاظ جو کسی اسم ذات کی پہچان کے لئے اس کے نام کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ایک انسان کی پہچان کے لئے حَامِدٌ، ایک شہر کی پہچان کے لئے بُغْدَادُ وغیرہ۔

(ii) **اسمِ ضمیر** : یعنی وہ الفاظ جو کسی نام کی جگہ استعمال ہوتے ہیں جیسے اردو میں ہم اس طرح نہیں کہتے کہ حامد کالج سے آیا اور حامد بہت خوش تھا۔ بلکہ یوں کہتے ہیں کہ حامد کالج سے آیا اور وہ بہت خوش تھا۔ یہاں لفظ "وہ" حامد کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس لئے معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ضمیریں معرفہ ہوتی ہیں۔ عربی میں اس کی مثالیں یہ ہیں۔ ھُوَ (وہ)، اَنْتَ (تو)، اَنَا (میں) وغیرہ۔

(iii) **اسمِ اشارہ** : یعنی وہ الفاظ جو کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے ھٰذَا (یہ ۔ مذکر)، ذٰلِكَ (وہ ۔ مذکر) وغیرہ۔ ذہن میں یہ بات واضح کرلیں کہ جب کسی چیز کی طرف اشارہ کردیا جاتا ہے تو وہ کوئی عام چیز نہیں رہتی بلکہ خاص ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسمائے اشارہ معرفہ ہیں۔

(iv) **اسم موصول** : جیسے اَلَّذِیْ (جو کہ ۔ مذکر)، اَلَّتِیْ (جو کہ ۔ مؤنث) وغیرہ۔ اسمائے موصولہ بھی معرفہ ہوتے ہیں۔

(۷) **مُعَرَّف بِاللَّام** : یعنی لام (اَلْ) سے معرفہ بنایا ہوا۔ جب کسی نکرہ لفظ کو معرفہ کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے تو عربی میں اس سے پہلے الف لام (اَلْ) لگا دیتے ہیں، جسے لام تعریف کہتے ہیں۔ جیسے فَرَسٌ کے معنی ہیں کوئی گھوڑا۔ لیکن اَلْفَرَسُ کے معنی ہیں مخصوص گھوڑا۔ اَلرَّجُلُ (مخصوص مرد) وغیرہ۔

۵ : ۶ کسی نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے جب اس پر لام تعریف داخل کرتے ہیں تو پھر اُس لفظ کے استعمال میں چند قواعد کا خیال کرنا ہوتا ہے۔ فی الحال ان میں سے دو قواعد آپ ذہن نشین کر لیں۔ باقی قواعد ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اسباق میں بتائے جائیں گے۔

پہلا قاعدہ : جب کسی اسم نکرہ پر لام تعریف داخل ہو گا تو وہ اس کی تنوین کو ختم کر دے گا جیسے حالت نکرہ میں رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ کے آخری حرف پر تنوین ہے لیکن جب ان کو معرفہ بناتے ہیں تو یہ اَلرَّجُلُ، اَلْفَرَسُ ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے آخری حرف پر تنوین ختم ہو گئی اور صرف ایک پیش رہ گیا۔ یہ بہت پکا قاعدہ ہے۔ اس لئے اس بات کو خوب اچھی طرح یاد کر لیں کہ معرف باللّام پر تنوین کبھی نہیں آئے گی۔

دوسرا قاعدہ : آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ بعض الفاظ میں لام تعریف کے ہمزہ کو لام پر جزم دے کر پڑھتے ہیں۔ جیسے اَلْقَمَرُ۔ جبکہ بعض الفاظ میں لام کو نظرانداز کر کے ہمزہ کو براہ راست اگلے حرف پر تشدید دے کر ملاتے ہیں جیسے اَلشَّمْسُ۔ تو اب سمجھ لیجئے کہ کچھ حروف ایسے ہیں جن سے شروع ہونے والے الفاظ پر جب لام تعریف داخل ہو گا تو اَلْقَمَرُ کے اصول کا اطلاق ہو گا۔ اس لئے ایسے حروف کو حروف قمری کہتے ہیں اور جن حروف سے شروع ہونے والے الفاظ پر اَلشَّمْسُ کے اصول کا اطلاق ہوتا ہے، انہیں حروفِ شمسی کہتے ہیں۔ آپ کو یاد کرنا ہو گا کہ کون سے حروف شمسی اور کون سے حروفِ قمری ہیں اور اس کی ترکیب بہت آسان ہے۔ ایک کاغذ پر عربی کے حروفِ تہجی لکھ لیں۔ پھر ذ سے ط ظ تک تمام حروف کو

Underline کرلیں۔ ان سے قبل کے دو حروف ت ث اور بعد کے دو حروف ل ن کو بھی انڈر لائن کرلیں۔ یہ سب حروف شمسی ہیں' باقی تمام حروف قمری ہیں۔
یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مذکورہ بالا قاعدہ حقیقتاً عربی گرامر کا نہیں بلکہ تجوید کا ہے۔ لیکن عربی زبان کو درست طریقہ پر بولنے اور لکھنے کے لئے اس کا علم بھی ضروری ہے۔

۶ : ۱ پیراگراف ۳ : ۳ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالت جر میں زیر قبول نہیں کرتے۔ جیسے مَسَاجِدُ حالت نصب میں مَسَاجِدَ ہو جائے گا لیکن حالتِ جر میں مَسَاجِدِ نہیں ہو گا بلکہ مَسَاجِدَ ہی رہے گا۔ اس اصول کے دو استثناء ہیں۔ اول یہ کہ غیر منصرف اسم جب معرف باللّام ہوتا ہے تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے جیسے اَلْمَسَاجِدُ سے حالت نصب میں اَلْمَسَاجِدَ ہو گا اور حالت جر میں اَلْمَسَاجِدِ ہو جائے گا۔ دوسرا استثناء ان شاء اللہ ہم آئندہ سبق میں پڑھیں گے۔

مشق نمبر ۵

مشق نمبر ۴ (الف) میں جتنے الفاظ دیئے گئے ہیں ان کی اب ۳۶ شکلیں بنائیں۔ یعنی ۱۸ شکلیں نکرہ کی اور ۱۸ شکلیں معرفہ کی۔ اس کے علاوہ مشق نمبر ۴ (ب) اور (ج) میں دیئے گئے الفاظ کی معرفہ اور نکرہ کی جتنی شکلیں بن سکتی ہیں ان کی اسم کی گردان کریں۔



مرکّبات

۱ : ۷ پیراگراف۹ : ۱ میں ہم نے پڑھا تھا کہ اسم کے درست استعمال کے لئے چار پہلوؤں سے اس کا جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ گزشتہ اسباق میں ہم نے سمجھ لیا کہ اسم کے مذکورہ چار پہلو کیا ہیں اور اس سلسلہ میں کچھ مشق بھی کر لی۔ اب تک ہماری تمام مشقیں مفرد الفاظ پر مشتمل تھیں۔ یہی مفرد الفاظ جب دو یا دو سے زیادہ تعداد میں باہم ملتے ہیں تو بامعنی مرکبات اور جملے وجود میں آتے ہیں۔ ہمارے اگلے اسباق انہی کے متعلق ہوں گے۔ اس لئے اس سبق میں ہم دو الفاظ کو ملا کر لکھنے کی کچھ مشق کریں گے۔

۲ : ۷ آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم ایک ضروری بات ذہن نشین کر لیں۔ "مفرد" کی اصطلاح دو مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جب کسی اسم کے عدد کے پہلو پر بات ہو رہی ہو تو جمع اور تثنیہ کے مقابلہ میں واحد لفظ کو بھی مفرد کہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے زیادہ تر واحد کی اصطلاح ہی مستعمل ہے۔ دوسری طرف کسی مرکب یا جملہ میں استعمال شدہ متعدد الفاظ میں سے کسی تنہا لفظ کی بات ہو تو اسے بھی "مفرد" کہتے ہیں۔ اور یہاں ہم نے مفرد کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ اب دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھنے کی مشق کرنے سے پہلے مناسب ہو گا کہ ہم مرکبات اور ان کی اقسام کے متعلق کچھ باتیں سمجھ لیں۔

۳ : ۷ دو یا دو سے زیادہ مفرد الفاظ کے آپس کے تعلق کو ترکیب کہتے ہیں اور ان کے مجموعے کو مرکب، جیسے سمندر مفرد لفظ ہے، اسی طرح گہرا بھی مفرد لفظ ہے اور جب ان دونوں الفاظ کو ملایا جاتا ہے تو ایک بامعنی فقرہ بن جاتا ہے "گہرا سمندر" اسے مرکب کہیں گے۔ چنانچہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مشتمل بامعنی فقرہ کو مرکب کہا جاتا ہے اور یہ ابتداءً دو قسموں میں تقسیم ہوتا ہے، مرکب ناقص اور جملہ۔

۴ : ۶ مرکب ناقص ایسا مرکب ہے جس کے سننے سے نہ کوئی خبر معلوم ہو، نہ کوئی
تام بھی کہتے ہیں۔

۷ : ۶ دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھنے کا ایک طریقہ سمجھنے کے لئے پہلے ان دو فقروں پر غور کریں۔ صَادِقٌ وَ حَسَنٌ (ایک سچا اور ایک خوبصورت) اَلصَّادِقُ وَالْحَسَنُ (سچا اور خوبصورت) پہلے فقرہ میں وَ الگ پڑھا جا رہا ہے اور حَسَنٌ الگ۔ لیکن دوسرے فقرہ میں وَ کو آگے اَلْحَسَنُ سے ملا کر پڑھا گیا۔ اس کی وجہ سمجھنے کے لئے یہ اصول سمجھ لیں کہ جس لفظ پر لام تعریف لگا ہو وہ اپنے سے پہلے لفظ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ اور اِس صورت میں لام تعریف کا ہمزہ (جسے عام طور پر ہم الف کہتے ہیں) لکھنے میں تو موجود رہتا ہے لیکن تلفظ میں گر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر سے زبر کی حرکت ہٹا دی جاتی ہے۔ چنانچہ وَ اَلْحَسَنُ لکھنا اور پڑھنا غلط ہو گا۔ بلکہ یہ وَالحَسَنُ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اب یہ بھی یاد کر لیں کہ جو ہمزہ پہلے لفظ سے ملانے کی وجہ سے

تلفظ میں گر جاتا ہے اسے هَمْزَةُ الْوَصْل کہتے ہیں۔ چنانچہ اِبْنٌ (بیٹا)' اِمْرَأَةٌ (عورت)' اِسْمٌ (نام) اور لام تعریف کا ہمزہ' ہمزۃ الوصل ہے۔

۷ : ۷ اسی سلسلے میں دوسرا اصول سمجھنے کے لئے دو اور فقروں پر غور کریں' صَادِقٌ اَوْ کَاذِبٌ (ایک سچا یا ایک جھوٹا)۔ اَلصَّادِقُ اَوِ الْکَاذِبُ (سچا یا جھوٹا) پہلے فقرہ میں اَوْ (یا) کو آگے ملانا ضروری نہیں تھا۔ اس لئے وہ اپنی اصلی حالت پر ہے اور واؤ کی جزم برقرار ہے۔ لیکن دوسرے فقرہ میں اسے آگے ملانا ضروری تھا کیونکہ اگلے لفظ اَلْکَاذِبُ پر لام تعریف لگا ہوا ہے۔ جس کا ہمزہ ہمزۃ الوصل ہے۔ اس لئے اَوْ کے واؤ کی جزم کی جگہ زیر آ گئی۔ اس کا اصول یہ ہے کہ هَمْزَةُ الْوَصْل سے پہلے لفظ کا آخری حرف اگر ساکن ہو تو اسے عموماً زیر دے کر آگے ملاتے ہیں۔ صرف چند الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے لفظ مِنْ (سے) اس کی نون کو زبر دے کر آگے ملاتے ہیں۔ یعنی مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے) وغیرہ۔

مشق نمبر ۶

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دی ہوئی عبارات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

خُبْزٌ	روٹی	لَبَنٌ	دودھ
جَمَلٌ	اونٹ	فَرَسٌ	گھوڑا
دَرْسٌ	سبق	طِیْبٌ	خوشبو
قَمَرٌ	چاند	سَهْلٌ	آسان
صَعْبٌ	دشوار	جِدَارٌ	دیوار

اردو میں ترجمہ کریں:

(۱) خُبْزٌوَمَاءٌ	(۲) اَلْخُبْزُوَالْمَاءُ	(۳) لَبَنٌ اَوْمَاءٌ
(۴) اَلْحَسَنُ اَوِالْقَبِيْحُ	(۵) جَاهِلٌ وَعَالِمٌ	(۶) اَلْجَاهِلُ اَوِالْعَالِمُ
(۷) اَلْجَاهِلُ وَالظَّالِمُ	(۸) اَلْعَادِلُ اَوِالظَّالِمُ	(۹) كِتَابٌ اَوْدَرْسٌ
(۱۰) اَلْمَاءُوَالطِّيْبُ		

عربی میں ترجمہ کریں:

(۱) ایک گھر اور ایک بازار	(۲) گھر اور بازار	(۳) ایک گھر یا ایک بازار
(۴) گھر یا بازار	(۵) ہوا اور خوشبو	(۶) آگ یا پانی
(۷) آگ اور پانی	(۸) چاند اور سورج	(۹) سورج یا چاند
(۱۰) کچھ آسان اور کچھ دشوار	(۱۱) دشوار یا آسان	(۱۲) کوئی بڑھئی یا کوئی درزی
(۱۳) درزی اور نانبائی	(۱۴) ایک اونٹ اور ایک گھوڑا	(۱۵) کتاب اور سبق
(۱۶) دیوار یا دروازہ		

ضروری ہدایت:

آپ کے لئے ضروری ہے کہ عربی کے الفاظ یاد کرتے وقت ان کی حرکات و سکنات اور اعراب کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد کریں۔ خاص طور سے سہ حرفی الفاظ کے درمیانی حرف پر زیادہ توجہ دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خُبْزٌ کو خُبَزٌ اور لَبَنٌ کو لَبْنٌ کہنا غلط ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ مشقوں میں جن عربی الفاظ کی حرکات و سکنات اور اعراب واضح نہیں ہوتے، ان کے نمبر کاٹ لئے جاتے ہیں۔

مرکّب توصیفی (حصّہ اوّل)

۸ : ۱ گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبات سمجھ لئے تھے اور یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ ان کی ایک قسم "مرکب ناقص" کی متعدد اقسام ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے مرکب ناقص کی ایک قسم، مرکب توصیفی کا مطالعہ کرنا ہے۔ اور اس کے چند قواعد سمجھ کر اُن کی مشق کرنی ہے۔

۸ : ۲ مرکب توصیفی دو اسموں کا ایک ایسا مرکب ہے جس میں ایک اسم دوسرے اسم کی صفت بیان کرتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "نیک مرد"۔ اس میں اسم "نیک" نے اسم "مَرد" کی صفت بیان کی ہے۔ جس اسم کی صفت بیان کی جاتی ہے اسے "موصوف" کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں "مرد" کی صفت بیان کی گئی ہے اس لئے وہ موصوف ہے۔ دوسرا اسم جو صفت بیان کرتا ہے اسے "صفت" کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں "نیک" صفت ہے۔

۸ : ۳ انگریزی اور اردو میں مرکب توصیفی کا قاعدہ یہ ہے کہ ان میں صفت پہلے اور موصوف بعد میں آتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں : "Good Boy" (اچھا لڑکا) اس میں "Good" اور (اچھا) پہلے آیا ہے جو کہ صفت ہے اور "Boy" اور (لڑکا) بعد میں آیا ہے جو کہ موصوف ہے۔ لیکن عربی کے مرکب توصیفی میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اور صفت بعد میں۔ اس لئے ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب ہم "اچھا لڑکا" کا عربی میں ترجمہ کریں گے تو چونکہ عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اس لئے پہلے "لڑکا" کا ترجمہ ہوگا جو کہ "اَلْوَلَدُ" ہوگا۔ اور صفت "اچھا" کا بعد میں ترجمہ ہوگا جو "اَلْحَسَنُ" ہوگا۔ ان دونوں الفاظ کو جب ملا کر لکھا جائے گا تو یہ اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ ہوگا۔ آپ نے

نوٹ کر لیا ہو گا کہ ملا کر لکھنے سے اَلْحَسَنُ کے ہمزہ سے زبر ہٹ گئی۔ اس کی وجہ ہم گزشتہ سبق کے پیراگراف ۶ : ۷ میں بیان کر چکے ہیں۔

۴ : ۸ عربی میں مرکب توصیفی کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے چاروں پہلوؤں کے لحاظ سے صفت ہمیشہ موصوف کے مطابق ہو گی۔ یعنی (۱) موصوف اگر حالت رفع میں ہے تو صفت بھی حالت رفع میں ہو گی۔ (۲) موصوف اگر مذکر ہے تو صفت بھی مذکر ہو گی۔ (۳) موصوف اگر واحد ہے تو صفت بھی واحد ہو گی اور (۴) موصوف اگر معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہو گی۔ اس بات کو مزید سمجھنے کے لئے گزشتہ پیراگراف میں دی گئی مثال پر ایک بار پھر غور کریں۔ وہاں ہم نے "اچھا لڑکا" کا ترجمہ "اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ" کیا تھا۔ اس میں موصوف "لڑکا" کے ساتھ "ایک" یا "کوئی" کی اضافت نہیں ہے اس لئے کہ یہ معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ وَلَدٌ کے بجائے اَلْوَلَدُ ہو گا۔ اب دیکھئے موصوف "اَلْوَلَدُ" حالت رفع میں ہے' مذکر ہے' واحد ہے اور معرفہ ہے۔ اس لئے اس کی صفت بھی چاروں پہلوؤں سے اس کے مطابق یعنی حالت رفع میں' واحد' مذکر اور معرفہ رکھی گئی ہے۔

۵ : ۸ ضروری ہے کہ اس مقام پر ایک اور قاعدہ بھی سمجھ لیں۔ یہ قاعدہ بھی اصلاً تو تجوید کا ہے لیکن مرکبات کو صحیح طریقہ سے لکھنے اور پڑھنے کے لئے گرامر کے طلباء کے لئے اس کا علم بھی ضروری ہے۔ پہلے آپ ان دو مرکبات پر غور کریں۔ (i) قَوْلٌ عَظِیْمٌ (ایک عظیم بات) (ii) قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (ایک بھلی بات)۔ دیکھئے پہلے مرکب میں قول کی لام کو عظیم کی عین کے ساتھ مدغم نہیں کیا گیا۔ اس لئے دونوں لفظ الگ الگ پڑھے جا رہے ہیں۔ لیکن دوسرے مرکب میں قول کی لام کو معروف کی میم کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے۔ اس لئے میم پر تشدید ہے اور دونوں لفظ ملا کر پڑھے جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا اصول ہے جس کے تحت کچھ الفاظ ما قبل سے ملا کر پڑھے جاتے ہیں اور کچھ الگ الگ۔ یاد کر لیجئے کہ جو الفاظ ر' ل' م' ن' و یا ی سے شروع ہوتے ہیں اور ان سے پہلے نون ساکن یا تنوین ہوتی ہے تو انہیں

ما قبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ ان حروف تہجی کو یاد رکھنے کے لئے ان کی ترتیب بدل کر ایک لفظ "یرملون" بنا لیا گیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ یرملون سے شروع ہونے والے الفاظ اپنے سے قبل کے الفاظ کے ساتھ ملا کر پڑھے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ما قبل نون ساکن یا نون تنوین ہو۔ یہ تجوید کا قاعدہ ادغام ہے۔ مرکب توصیفی کی مشق کرتے وقت اس قاعدہ کا بھی لحاظ رکھیں۔

مشق نمبر ۷ (الف)

لفظ لَاعِبٌ (کھلاڑی) کی ۳۶ شکلوں میں ہر ایک کے ساتھ صفت صَالِحٌ (نیک) لگا کر ۳۶ مرکب توصیفی بنائیں۔

مشق نمبر ۷(ب)

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

مَلِكٌ (ج مُلُوْكٌ)	بادشاہ	عَادِلٌ	انصاف کرنے والا
فَوْزٌ	کامیابی	کَرِیْمٌ	بزرگ۔ سخی
لَحْمٌ	گوشت	عَظِیْمٌ	شاندار۔ بزرگی والا
مَلَكٌ (ج مَلَائِکَةٌ)	فرشتہ	طَرِیٌّ	تازہ
اِثْمٌ	گناہ	مُبِیْنٌ	واضح
اَجْرٌ	اُجرت۔ بدلہ	قَلَمٌ (ج اَقْلَامٌ)	قلم
وَاسِعٌ	کشادہ	مُرٌّ	تلخ۔ کڑوا
قَلِیْلٌ	کم	شَفَاعَةٌ	شفاعت۔ سفارش
ثَمَنٌ	قیمت	کَثِیْرٌ	زیادہ
خَفِیْفٌ	ہلکا	حَمْلٌ	بوجھ
حَیٰوةٌ	زندگی	ثَقِیْلٌ	بھاری
تَمْرٌ	کھجور	رُمَّانٌ	انار
تُفَّاحٌ	سیب	بَابٌ (ج اَبْوَابٌ)	دروازہ
مَالِحٌ یا مِلْحٌ	نمکین	آخِرٌ	آخری
مُفْلِحٌ	مراد پانے والا		

اردو میں ترجمہ کریں:

(۱) اَللّٰهُ الْعَظِيْمُ (۲) الرَّسُوْلُ الْكَرِيْمُ
(۳) اَلصِرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ (۴) صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
(۵) قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (۶) لَحْمٌ طَرِيٌّ
(۷) اَلْكِتٰبُ الْمُبِيْنُ (۸) اَلْفَوْزُ الْكَبِيْرُ
(۹) فَوْزٌ عَظِيْمٌ (۱۰) عَذَابٌ شَدِيْدٌ
(۱۱) الثَّمَنُ الْقَلِيْلُ (۱۲) شَفَاعَةٌ سَيِّئَةٌ
(۱۳) ذَنْبٌ كَبِيْرٌ (۱۴) اَلصُّلْحُ الْجَمِيْلُ
(۱۵) اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۱۶) اَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ
(۱۷) جَنَّتَانِ وَسِيْعَتَانِ (۱۸) اَلْمُؤْمِنُونَ الْمُفْلِحُوْنَ
(۱۹) دَرْسَانِ طَوِيْلَانِ (۲۰) اَلْاٰيَاتُ الْبَيِّنَاتُ

عربی میں ترجمہ کریں:

(۱) ایک بزرگ رسول (۲) بھلی بات (۳) ایک ہلکا بوجھ
(۴) شاندار کامیابی (۵) زیادہ قیمت (۶) ایک اچھی شفاعت
(۷) ایک واضح گناہ (۸) ایک شاندار بدلہ (۹) ایک مطمئن دل
(۱۰) پاک زندگی (۱۱) نیک عمل (۱۲) دو بڑے گناہ



مرکب توصیفی (حصہ دوم)

۱ : ۹ گزشتہ سبق میں ہم نے مرکب توصیفی کے چند قواعد سمجھے تھے اور ان کی مشق کی تھی۔ اب ہم نے مرکب توصیفی کے ایک مزید قاعدے کے ساتھ لام تعریف کا ایک قاعدہ سمجھنا ہے۔ پھر ان کا اطلاق کرتے ہوئے ہم مرکب توصیفی کی کچھ مزید مشق کریں گے۔

۲ : ۹ مرکب توصیفی کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو اس کی صفت عام طور پر واحد مونث آتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ انسان، جن اور فرشتے صرف تین مخلوقات عاقل ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام مخلوقات غیر عاقل ہیں۔ چنانچہ قَلَمٌ غیر عاقل مخلوق ہے۔ اس کی جمع اَقْلَامٌ آتی ہے جو کہ جمع مکسر ہے۔ اس لئے اس کی صفت واحد مونث آئے گی۔ مثلاً "کچھ خوبصورت قلم" کا ترجمہ ہو گا۔ اَقْلَامٌ جَمِیْلَۃٌ۔

۳ : ۹ لام تعریف کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ معرف باللام سے پہلے والے لفظ کے آخری حرف پر اگر تنوین ہو تو نون تنوین کو ظاہر کر کے آگے ملاتے ہیں۔ جیسے اصل میں مرکب توصیفی تھا زَیْدٌ اَلْعَالِمُ (عالم زید)۔ جب زَیْدٌ کی نون تنوین کو ظاہر کریں گے تو یہ زَیْدُنْ اَلْعَالِمُ ہو جائے گا۔ اب اسے آگے ملانے کے لئے نون کی جزم ہٹا کر اسے زیر دے کر ملائیں گے۔ تو یہ ہو جائے گا زَیْدُ نِ الْعَالِمُ۔ یاد رکھیں کہ نون تنوین باریک لکھا جاتا ہے۔

مشق نمبر۸ (الف)

(i) معرف باللّام کے متعلق اب تک جتنے اصول آپ کو بتائے گئے ہیں‘ ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

(ii) مرکب توصیفی کے متعلق اب تک جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں‘ ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

مشق نمبر۸(ب)

مندرجہ ذیل مرکبات کا اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) مُحَمَّدُنِ الرَّسُوْلُ
(۲) تُفَّاحٌ حُلْوٌ وَّرُمَّانٌ مُّرٌّ
(۳) قَصْرٌ عَظِیْمٌ اَوْ بَیْتٌ صَغِیْرٌ
(۴) اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوِ الْمَلِكُ الْعَادِلُ
(۵) اَلْاَقْلَامُ الطَّوِیْلَةُ وَالْقَصِیْرَةُ
(۶) شفاعَةٌ حَسَنَةٌ اَوْ سَیِّئَةٌ
(۷) ثَمَرٌ حُلْوٌ وَّثَمَرٌ مُّرٌّ
(۸) اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ وَالرَّاضِیَةُ
(۹) اَبْوَابٌ وَّاسِعَةٌ اَوْ مُتَفَرِّقَةٌ
(۱۰) اَلثَّمَنُ الْقَلِیْلُ اَوِ الْكَثِیْرُ

مندرجہ ذیل مرکبات کا عربی میں ترجمہ کریں۔

(۱) عالم محمود
(۲) اچھی باتیں اور عظیم باتیں
(۳) کچھ نیک اور بد کار عورتیں
(۴) شاندار اور بڑی کامیابی
(۵) ایک واضح کتاب اور ایک واضح نشانی
(۶) بھاری یا ہلکا بوجھ۔

جملہ اسمیہ (حصّہ اوّل)

۱ : ۱۰ پیراگراف ۵ : ۷ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ دو یا دو سے زائد الفاظ کے ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں جس سے کوئی خبر، حکم یا خواہش سامنے آئے اور بات پوری ہو جائے اور جس جملہ کی ابتداء اسم سے ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ ایک جملہ کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں۔ اس وقت ہم جملہ اسمیہ کے دو بڑے اجزاء کو پہلے غیر اصطلاحی انداز میں سمجھیں گے اور بعد میں متعلقہ اصطلاحات کا ذکر کریں گے۔

۲ : ۱۰ ہم نے ایک جملہ کی مثال دی تھی کہ "مسجد کشادہ ہے"۔ اب اگر آپ اس جملہ پر غور کریں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس کے دو جز ہیں۔ ایک جز ہے "مسجد" جس کے متعلق بات کہی جارہی ہے اور دوسرا جز ہے "کشادہ ہے"۔ یعنی وہ بات جو کہی جارہی ہے۔ انگریزی گرامر میں جس کے متعلق کوئی بات کہی جائے اسے Subject کہتے ہیں اور جو بات کہی جارہی ہو اسے Predicate کہتے ہیں۔

۳ : ۱۰ عربی میں بھی جملہ کے بڑے اجزاء دو ہی ہوتے ہیں جس کے متعلق بات کہی جارہی ہو یعنی Subject کو عربی قواعد میں "مُبْتَدَا" کہتے ہیں اور جو بات کہی جارہی ہو یعنی Predicate کو "خبر" کہتے ہیں۔

۴ : ۱۰ اردو اور عربی دونوں کے جملہ اسمیہ میں عام طور پر مبتدا پہلے آتا ہے اور خبر بعد میں آتی ہے۔ چنانچہ ترجمہ کرتے وقت اس ترتیب کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً "مسجد کشادہ ہے" کا جب ہم عربی میں ترجمہ کریں گے تو مبتداء یعنی "مسجد" کا ترجمہ پہلے اور خبر یعنی "کشادہ ہے" کا ترجمہ بعد میں کریں گے۔

۵ : ۱۰ جملہ اسمیہ کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ذہن نشین کرلیں کہ اردو میں جملہ مکمل کرنے کے لیئے "ہے' ہیں" اور فارسی میں "است' اند" وغیرہ الفاظ استعمال

ہوتے ہیں۔ جیسے اوپر کی مثال میں مسجد کی کشادگی کی خبر دی گئی تو جملہ کے آخر میں لفظ "ہے" کا اضافہ کر کے بات کو مکمل کیا گیا۔ اسی طرح انگریزی میں "is,am,are" وغیرہ سے بات کو مکمل کرتے ہیں۔ جیسے ہم کہیں گے Mosque is spacious۔ عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ہے' ہیں یا است' اند یا is,are وغیرہ کی قسم کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ عربی میں جملہ مکمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مبتداء کو عام طور پر معرفہ اور خبر کو عموماً نکرہ رکھا جاتا ہے۔ اس طرح جملہ میں ہے یا ہیں کا مفہوم از خود پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "مسجد کشادہ ہے" کا ترجمہ کرتے وقت مبتدا یعنی مسجد کا ترجمہ "مَسْجِدٌ" نہیں بلکہ "اَلْمَسْجِدُ" ہوگا اور خبر یعنی کشادہ کا ترجمہ "اَلْوَسِیْعُ" نہیں بلکہ "وَسِیْعٌ" ہوگا۔ اس طرح مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہونے کی وجہ سے اس میں "ہے" کا مفہوم از خود پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اَلْمَسْجِدُ وَسِیْعٌ کا مطلب ہے کہ "مسجد وسیع ہے"۔

۶ : ۱۰ اب آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ جملہ اسمیہ اور مرکب توصیفی کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ جملہ اسمیہ کا ایک اصول ابھی ہم نے پڑھا کہ عموماً مبتداء معرفہ اور خبر نکرہ ہوتی ہے۔ مرکب توصیفی کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ صفت چاروں پہلوؤں (یعنی حالت اعرابی' جنس' عدد اور وسعت) کے اعتبار سے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کے اب اَلْمَسْجِدُ وَسِیْعٌ پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ اس مرکب کا پہلا جز معرفہ اور دوسرا نکرہ ہے۔ اس لئے اس کو جملہ اسمیہ مانتے ہوئے اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کیا گیا کہ مسجد وسیع ہے۔ اگر ہم "وسیع" کو معرفہ کر کے اَلْمَسْجِدُ الْوَسِیْعُ کر دیں تو اب چونکہ وسیع چاروں پہلوؤں سے مسجد کے تابع ہو گیا اس لئے اسے مرکب توصیفی مانا جائے گا اور ترجمہ ہوگا "وسیع مسجد"۔ اسی طرح اگر مسجد کو نکرہ کر کے مَسْجِدٌ وَسِیْعٌ کر دیں تب بھی وسیع چاروں پہلوؤں سے مسجد کے تابع ہے اس لئے اسے بھی مرکب توصیفی مانیں گے اور اس کا ترجمہ ہوگا "ایک وسیع مسجد"۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کی ابتدائی پہچان

یہی ہے کہ مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہوگی۔ جبکہ مرکب توصیفی میں صفت چاروں پہلوؤں سے موصوف کے تابع ہوگی۔

۷ : ۱۰ ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم کے صحیح استعمال کے لئے ہمیں اس کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق بنانا ہوتا ہے۔ اس میں سے ایک پہلو یعنی وسعت کے لحاظ سے ہم نے دیکھ لیا کہ جملہ اسمیہ میں مبتدأ عام طور پر معرفہ اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اب نوٹ کرلیں کہ حالت اعرابی کے لحاظ سے مبتدأ اور خبر دونوں حالت رفع میں ہوتے ہیں۔

۸ : ۱۰ اب دو پہلو باقی رہ گئے یعنی جنس اور عدد۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جنس اور عدد کے لحاظ سے خبر مبتدأ کے تابع ہوگی۔ یعنی مبتدا اگر واحد ہے تو خبر بھی واحد ہوگی اور مبتدأ اگر جمع ہے تو خبر بھی جمع ہوگی۔ اسی طرح مبتدأ اگر مذکر ہے تو خبر بھی مذکر ہوگی اور مبتدأ اگر مؤنث ہے تو خبر بھی مؤنث ہوگی۔ مثلاً اَلرَّجَلُ صَادِقٌ (مرد سچا ہے)' اَلرَّجُلاَنِ صَادِقَانِ (دونوں مرد سچے ہیں)' اَلطِّفْلَتَانِ جَمِیْلَتَانِ (دونوں بچیاں خوبصورت ہیں) اور اَلنِّسَاءُ مُجْتَهِدَاتٌ (عورتیں محنتی ہیں) وغیرہ۔ ان مثالوں میں غور کریں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر' مبتدا کے مطابق ہے۔

۹ : ۱۰ پیراگراف ۲ : ۸ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ موصوف اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو صفت عام طور پر واحد مونث آتی ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ مبتدا اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو خبر بھی واحد مونث آتی ہے۔ جیسے اَلْمَسَاجِدُ وَسِیْعَةٌ (مسجدیں وسیع ہیں) وغیرہ۔ واضح رہے کہ استثناء کے لئے ذہن میں ایک کھڑکی کھلی رہنی چاہئے۔

مشق نمبر ۹

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

فِئَةٌ	گروہ۔جماعت	اَلِیْمٌ	دردناک
عَدُوٌّ	دشمن	عَلِیْمٌ	علم والا
مُطَهَّرٌ	پاکیزہ	حَاضِرٌ	حاضر
لَامِعٌ	چمکدار	مُنِیْرٌ	روشن
مُجْتَهِدٌ	محنتی	مُعَلِّمٌ	استاد
قَاعِدٌ۔جَالِسٌ	بیٹھاہوا	قَائِمٌ	کھڑا
عَیْنٌ (ج اَعْیُنٌ)	آنکھ		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلْعَذَابُ شَدِیْدٌ

(۲) عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(۳) اَللّٰهُ عَلِیْمٌ

(۴) زَیْدٌ عَالِمٌ

(۵) فِئَةٌ قَلِیْلَةٌ

(۶) اَلْفِئَةُ کَثِیْرَةٌ

(۷) اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

(۸) اَلْاَعْیُنُ لَامِعَةٌ

(۹) اَلْعَیْنُ اللَّامِعَةُ

(۱۰) عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

(۱۱) اَلْمُعَلِّمُوْنَ مُجْتَهِدُوْنَ

(۱۲) اَلْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

(۱۳) اَلْمُعَلِّمَتَانِ الْمُجْتَهِدَتَانِ

(۱۴) مُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

(۱۵) زَيْدُ بِنِ الْعَالِمُ
(۱۶) زَيْدٌ وَّحَامِدٌ عَالِمَانِ
(۱۷) اَقْلَامٌ طَوِيْلَةٌ
(۱۸) اَلْاَقْلَامُ طَوِيْلَةٌ
(۱۹) قَلَمَانِ جَمِيْلَانِ
(۲۰) اَلْقُلُوْبُ مُطْمَئِنَّةٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) عالم محمود
(۲) محمود عالم ہے
(۳) سچا بڑھئی
(۴) بڑھئی سچا ہے
(۵) اساتذہ حاضر ہیں
(۶) ایک کھلا دشمن
(۷) سیب اور انار میٹھے ہیں
(۸) طویل سبق
(۹) سبق طویل ہے
(۱۰) نشانیاں واضح ہیں
(۱۱) بوجھ ہلکا ہے اور اجر بڑا ہے



جملہ اسمیہ (حصہ دوم)

ا : اا گزشتہ سبق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے کچھ قواعد سمجھ لئے اور ان کی مشق کرلی۔ ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے وہ سب مثبت معنی دے رہے تھے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ اسمیہ میں نفی کے معنی کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گزشتہ مشق میں ایک جملہ تھا۔ "سبق طویل ہے"۔ اگر ہم کہنا چاہیں "سبق طویل نہیں ہے" تو عربی میں اس کا کیا طریقہ ہے؟ چنانچہ سمجھ لیں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں لفظ "مَا" یا "لَیْسَ" کا اضافہ کرنے سے اس میں نفی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

۲ : اا اب ایک خاص بات یہ نوٹ کریں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں جب "مَا" یا "لَیْسَ" داخل ہوتا ہے تو مذکورہ بالا معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ اعرابی تبدیلی بھی لاتے ہیں یعنی وہ جملہ کی خبر کو حالت نصب میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ہم کہیں گے لَیْسَ الدَّرْسُ طَوِیْلاً (سبق طویل نہیں ہے)۔ اس میں خبر طَوِیْلٌ حالت نصب میں طَوِیْلاً آئی ہے۔ اسی طرح ہم کہیں گے مَا زَیْدٌ قَبِیْحًا (زید بدصورت نہیں ہے) اس میں خبر قَبِیْحٌ حالت نصب میں قَبِیْحًا آئی ہے۔

۳ : اا جملہ اسمیہ میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کا عربی میں ایک اور انداز بھی ہے اور وہ یہ کہ خبر پر "بِ" کا اضافہ کرکے اسے حالت جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً لَیْسَ الدَّرْسُ بِطَوِیْلٍ (سبق طویل نہیں ہے)، مَا زَیْدٌ بِقَبِیْحٍ (زید بدصورت نہیں ہے) وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ یہاں پر "بِ" کے کچھ معنی نہیں لئے جاتے اور اس کے اضافہ سے جملہ کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ صرف خبر حالتِ جر میں آجاتی ہے۔

۴ : اا "لَیْسَ" کے استعمال کے سلسلے میں ایک احتیاط نوٹ کرلیں۔ اس کا استعمال

صرف اس وقت کریں جب مبتدأ واحد مذکر ہو۔ جب مبتدا مؤنث یا تثنیہ یا جمع ہوتا ہے تو لَيْسَ کے لفظ میں کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ جن کی تفصیل ہم ان شاء اللہ فعل کے اسباق میں پڑھیں گے۔ اس لئے فی الحال لَيْسَ اس وقت استعمال کریں جب مبتدا واحد مذکر ہو۔ اس کے علاوہ کوئی اور صیغہ ہو تو "مَا" کے استعمال سے نفی کے معنی پیدا کریں۔

مشق نمبر ۱۰

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

غَافِلٌ	غافل	كَلْبٌ (ج كِلَابٌ)	کتا
مُحِيْطٌ	گھیرنے والا	وَلَدٌ (ج اَوْلَادٌ)	لڑکا

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلْفِئَةُ كَثِيْرَةٌ
(۲) مَاالْفِئَةُ كَثِيْرَةً
(۳) مَاالْفِئَةُ بِكَثِيْرَةٍ
(۴) اَللّٰهُ مُحِيْطٌ
(۵) مَااللّٰهُ بِغَافِلٍ
(۶) اَلْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ
(۷) لَيْسَ الْمُعَلِّمُ بِغَافِلٍ
(۸) مَاالطَّالِبَاتُ حَاضِرَاتٍ
(۹) مَاالطَّالِبَاتُ بِحَاضِرَاتٍ
(۱۰) اَلْاَوْلَادُ قَائِمُوْنَ
(۱۱) مَاالْاَوْلَادُ قَائِمِيْنَ
(۱۲) مَاالْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَيْنِ
(۱۳) لَيْسَ الْمُعَلِّمُ غَافِلًا
(۱۴) مَاالْمُعَلِّمَتَانِ بِمُجْتَهِدَتَيْنِ
(۱۵) مَاالْمُعَلِّمُوْنَ غَافِلِيْنَ
(۱۶) مَاالْمُعَلِّمُوْنَ بِغَافِلِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) بڑھئی بیٹھا ہے۔
(۲) بڑھئی کھڑا نہیں ہے۔
(۳) دو کتے بیٹھے ہیں۔
(۴) دو کتے بیٹھے نہیں ہیں۔
(۵) اجرت زیادہ نہیں ہے۔
(٦) انار اور سیب نمکین نہیں ہیں۔
(۷) اساتذہ حاضر نہیں ہیں۔
(۸) عورتیں فاسق نہیں ہیں۔



جملہ اسمیہ (حصّہ سوم)

۱ : ۱۲ اب تک ہم نے ایسے جملوں کے قواعد سمجھ لئے ہیں جو مثبت یا منفی معنیٰ دیتے ہیں۔ مثلاً "سبق طویل ہے" اور "سبق طویل نہیں ہے"۔ اور ہم دونوں قسم کے جملوں کا عربی میں ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو، مثلاً اگر ہم کہنا چاہیں کہ "یقیناً سبق طویل ہے" تو اس کے لئے کیا قاعدہ ہے۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ کسی جملہ اسمیہ میں تاکید کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے عموماً جملہ کے شروع میں لفظ "اِنَّ" (بے شک۔ یقیناً) کا اضافہ کرتے ہیں۔

۲ : ۱۲ جب کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے تو وہ معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اعرابی تبدیلی بھی لاتا ہے۔ اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہونے کی وجہ سے اس کا مبتدأ حالتِ نصب میں آجاتا ہے جبکہ خبر اپنی اصلی حالت یعنی حالت رفع میں ہی رہتی ہے مثلاً یقیناً سبق طویل ہے کا ترجمہ ہوگا اِنَّ الدَّرْسَ طَوِیْلٌ۔ اسی طرح ہم کہیں گے اِنَّ زَیْدًا صَالِحٌ (بیشک زید نیک ہے) وغیرہ۔ جس جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے اس کے مبتدا کو اِنَّ کا اسم اور خبر کو اِنَّ کی خبر کہتے ہیں۔

۳ : ۱۲ کسی جملہ کو اگر سوالیہ جملہ بنانا ہو تو اس کے شروع میں "أَ" (کیا) یا "ھَلْ" (کیا) کا اضافہ ہوتا ہے انہیں حروف استفہام کہتے ہیں۔ جب کسی جملہ پر "أَ" یا "ھَلْ" داخل ہوتا ہے تو وہ صرف معنوی تبدیلی لاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے جملہ میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً أَزَیْدٌ صَالِحٌ (کیا زید نیک ہے؟) یا ھَلِ الدَّرْسُ طَوِیْلٌ (کیا سبق طویل ہے؟) وغیرہ۔

۴ : ۱۲ مبتدأ اگر معرف باللّام ہو، جیسے اَلدَّرْسُ طَوِیْلٌ، اور ایسے جملے کو سوالیہ جملہ بنانے کے لئے حرف استفہام "أَ" استعمال کرنا چاہیں، تو اس کا ایک قاعدہ ہے جو ان شاء اللہ ہم آگے چل کر پڑھیں گے۔ اس لئے فی الحال ایسے جملوں میں آپ "أَ" کے بجائے ھَلْ استعمال کریں۔

مشق نمبر ۱۱

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

نَعَمْ	ہاں۔ جی ہاں	صَادِقٌ	سچا
لَا	نہیں۔ جی نہیں	كَاذِبٌ	جھوٹا
بَلٰى	کیوں نہیں	سَاعَةٌ	گھڑی
بَلْ	بلکہ	اَلسَّاعَةُ	قیامت

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَزَيْدٌ عَالِمٌ؟
(۲) اِنَّ زَيْدًا عَالِمٌ
(۳) مَا زَيْدٌ بِعَالِمٍ
(۴) هَلِ الرَّجُلَانِ صَادِقَانِ؟
(۵) مَا الرَّجُلَانِ صَادِقَيْنِ
(۶) اِنَّ الرَّجُلَيْنِ صَادِقَانِ
(۷) هَلِ الْمُعَلِّمُوْنَ صَادِقُوْنَ؟
(۸) بَلٰى! اِنَّ الْمُعَلِّمِيْنَ صَادِقُوْنَ
(۹) هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ مُجْتَهِدَاتٌ؟
(۱۰) لَا! مَا الْمُعَلِّمَاتُ مُجْتَهِدَاتٍ
(۱۱) اَلَيْسَ الْكَلْبُ جَالِسًا؟
(۱۲) نَعَمْ! اِنَّ الْكَلْبَ جَالِسٌ
(۱۳) لَا! بَلِ الْكَلْبُ قَائِمٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) کیا محمود جھوٹا ہے؟
(۲) جی ہاں! محمود یقیناً جھوٹا ہے۔
(۳) کیا حامد سچا نہیں ہے؟
(۴) جی ہاں! حامد سچا نہیں ہے۔
(۵) کیا دونوں بچیاں سچی ہیں؟
(۶) بے شک دونوں بچیاں سچی ہیں۔
(۷) کیا استانیاں بیٹھی ہیں؟
(۸) جی ہاں! بے شک استانیاں بیٹھی ہیں۔

جملہ اسمیہ (حصّہ چہارم)

۱ : ۱۴ گزشتہ تین اسباق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے مختلف قواعد سمجھ لئے اور ان کی مشق کرلی۔ اب تک ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے ان میں خاص بات یہ تھی کہ تمام جملوں میں مبتدا اور خبر دونوں مفرد تھے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی مبتدا اور خبر دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مفرد کے بجائے مرکب ناقص ہوتے ہیں۔

۲ : ۱۴ اس سلسلہ میں پہلی صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مرکب ناقص ہو اور خبر مفرد ہو۔ مثلاً اَلرَّجُلُ الطَّيِّبُ ــــ حَاضِرٌ (اچھا مرد حاضر ہے)۔ اس مثال پر غور کریں کہ اَلرَّجُلُ الطَّيِّبُ مرکب توصیفی ہے اور مبتدا ہے۔ جبکہ خبر حَاضِرٌ مفرد ہے۔

۳ : ۱۴ دوسری صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مفرد ہو اور خبر مرکب ناقص ہو۔ مثلاً زَيْدٌ ــــ رَجُلٌ طَيِّبٌ (زید ایک اچھا مرد ہے)۔ اس مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور مفرد ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَيِّبٌ مرکب توصیفی ہے۔

۴ : ۱۴ تیسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں مرکب ناقص ہوں۔ مثلاً زَيْدُنِ الْعَالِمُ رَجُلٌ طَيِّبٌ (عالم زید ایک اچھا مرد ہے)۔ اس مثال میں زَيْدُنِ الْعَالِمُ مرکب توصیفی ہے اور مبتدا ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَيِّبٌ بھی مرکب توصیفی ہے۔

۵ : ۱۴ اب ایک بات اور بھی ذہن نشین کرلیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مبتدا ایک سے زائد ہوتے ہیں اور ان کی جنس مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "استاد اور استانی سچے ہیں"۔ اس جملہ میں سچے ہونے کی جو خبر دی جارہی ہے وہ استاد اور استانی دونوں کے متعلق ہے۔ چنانچہ دونوں مبتدا ہیں اور ان میں سے ایک مذکر ہے

جب کہ دوسرا مونث ہے۔ ادھر پیراگراف ۸ : ۱۰ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہوتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جملہ کا عربی ترجمہ کرتے وقت خبر کا ترجمہ صیغہ مذکر میں کریں یا مونث میں؟ ایسی صورت میں اصول یہ ہے کہ مبتدأ اگر ایک سے زائد ہوں اور مختلف الجنس ہوں تو خبر مذکر آئے گی۔ چنانچہ مذکورہ بالا جملہ کا ترجمہ ہوگا اَلْمُعَلِّمُ وَالْمُعَلِّمَةُ صَادِقَانِ۔ اب نوٹ کر لیں کہ خبر صَادِقَانِ مذکر ہونے کے ساتھ تثنیہ کے صیغے میں آئی ہے۔ اس لئے کہ مبتدأ دو ہیں۔ مبتدأ اگر دو سے زیادہ ہوتے تو پھر خبر جمع کے صیغے میں آتی۔

مشق نمبر ۱۲ (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

رَجِيْمٌ	دھتکارا ہوا	ضَلٰلٌ	گمراہی
حَمِيْمٌ	گرم جوش	فِتْنَةٌ	کسوٹی۔ آزمائش
عَبْدٌ (ج عِبَادٌ)	بندہ۔ غلام	صَدَقَةٌ	صدقہ
شَهْرٌ (ج اَشْهُرٌ)	مہینہ	كِذْبٌ / كَذِبٌ	جھوٹ
قَرِيْبٌ	قریب	صِدْقٌ	سچائی
شَاةٌ	بکری	فِيْلٌ	ہاتھی
قَدِيْمٌ	پرانا	جَدِيْدٌ	نیا
سِرَاجٌ	چراغ	حَيَوَانٌ	جانور

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلشَّیْطٰنُ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
(۲) اِنَّ الشَّیْطٰنَ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
(۳) لَیْسَ الشَّیْطٰنُ وَلِیًّا حَمِیْمًا
(۴) اَلشِّرْکُ ضَلٰلٌ مُّبِیْنٌ
(۵) اِنَّ الشِّرْکَ ظُلْمٌ عَظِیْمٌ
(۶) هَلِ الْعَبْدُ الْمُومِنُ مُفْلِحٌ
(۷) نَعَمْ! اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مُفْلِحٌ
(۸) اَلْفِئَةُ الْکَثِیْرَةُ وَالْفِئَةُ الْقَلِیْلَةُ حَاضِرَتَانِ
(۹) اَلصَّبْرُ الْجَمِیْلُ فَوْزٌ کَبِیْرٌ
(۱۰) هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٌ
(۱۱) مَا الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِداتُ قَاعِدَاتٍ
(۱۲) اِنَّ الْمُعَلِّمَاتِ الْمُجْتَهِدَاتِ قَاعِدَاتٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) صبر جمیل چھوٹی کامیابی نہیں ہے۔
(۲) بیشک صبر جمیل ایک بڑی کامیابی ہے
(۳) کیا جھوٹ ایک چھوٹا گناہ ہے؟
(۴) جھوٹ چھوٹا گناہ نہیں ہے۔
(۵) کیا محنتی درزنیں بچی ہیں؟
(۶) یقیناً محنتی درزنیں بچی ہیں۔
(۷) بچی درزنیں محنتی نہیں ہیں۔
(۸) کیا ہاتھی عظیم حیوان ہے؟
(۹) کیوں نہیں! یقیناً ہاتھی ایک عظیم حیوان ہے

مشق نمبر ۱۲ (ب)

اب تک جملہ اسمیہ کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔



جملہ اسمیہ (ضمائر)

۱ : ۱۴ تقریباً ہر زبان میں بات کہنے کا بہتر انداز یہ ہے کہ بات کے دوران جب کسی چیز کے لئے اس کا اسم استعمال ہو جائے اور دوبارہ اس کا ذکر آئے تو پھر اسم کے بجائے اس کی ضمیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ــــــــــ اگر دو جملے اس طرح ہوں : "کیا بکری کوئی نیا جانور ہے؟ جی نہیں! بلکہ بکری ایک قدیم جانور ہے۔" اسی بات کو کہنے کا بہتر انداز یہ ہوگا "کیا بکری کوئی نیا جانور ہے؟ جی نہیں! بلکہ وہ ایک قدیم جانور ہے۔" آپ نے دیکھا کہ لفظ "بکری" کی تکرار طبیعت پر گراں گزر رہی تھی۔ اور جب دوسرے جملے میں بکری کی جگہ لفظ "وہ" آگیا تو بات میں روانی پیدا ہو گئی۔ اسی طرح عربی میں بھی بات میں روانی کی غرض سے ضمیروں کا استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کے بہتر استعمال کے لئے ضروری ہے کہ ہم عربی میں استعمال ہونے والی ضمیروں کو یاد کرلیں اور ان کے استعمال کی مشق کرلیں۔

۲ : ۱۴ اب اگر ایک بات اور سمجھ لیں تو ضمیریں یاد کرنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ جب کسی کے متعلق کوئی بات ہوتی ہے تو تین امکانات ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ "غائب" ہو یعنی یا تو وہ غیر حاضر ہو یا اس کو غیر حاضر فرض کر کے "غائب" کے صیغے میں بات کی جائے۔ مذکورہ بالا پیراگراف میں بکری اس کی مثال ہے۔ اردو میں غائب کے صیغے کے لئے زیادہ تر "وہ" کی ضمیر آتی ہے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ آپ کا "مخاطب" ہو یعنی حاضر ہو۔ اردو میں اس کے لئے اکثر آپ یا تم کی ضمیر آتی ہے۔ تیسرا امکان یہ ہے کہ "مُتَکَلِّم" خود اپنے متعلق بات کر رہا ہو۔ اردو میں اس کے لئے میں یا ہم کی ضمیر آتی ہے۔

۳ : ۱۴ اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ عربی کی ضمیروں میں نہ صرف غائب، مخاطب اور متکلم کا فرق واضح ہوتا ہے بلکہ جنس اور عدد کا فرق بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے عربی جملوں کے حقیقی مفہوم کا تعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اب مختلف صیغوں میں استعمال ہونے والی مختلف ضمیروں کو یاد کرلیں۔ تاکہ جملوں کے ترجمے میں غلطی نہ ہو۔

ضَمَائِرِ مَرْفُوْعَہ مُنْفَصِلہ

۴ : ۱۴

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	هُوَ (وہ ایک مرد)	هُمَا (وہ دو مرد)	هُمْ (وہ بہت سے مرد)
	مؤنث	هِيَ (وہ ایک عورت)	هُمَا (وہ دو عورتیں)	هُنَّ (وہ بہت سی عورتیں)
مخاطب	مذکر	اَنْتَ (تو ایک مرد)	اَنْتُمَا (تم دو مرد)	اَنْتُمْ (تم بہت سے مرد)
	مؤنث	اَنْتِ (تو ایک عورت)	اَنْتُمَا (تم دو عورتیں)	اَنْتُنَّ (تم بہت سی عورتیں)
متکلم	مذکر و مؤنث	اَنَا (میں ایک)	نَحْنُ (ہم دو)	نَحْنُ (ہم بہت سے)

۵ : ۱۴ ان ضمیروں کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کرلیں۔

(i) اول یہ کہ ہم پیراگراف ۴ : ٦ میں پڑھ آئے ہیں کہ ضمیریں معرفہ ہوتی ہیں۔

اس لئے اکثر جملوں میں یہ مبتدا کے طور پر بھی آتی ہیں۔ مثلاً ھُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ (وہ ایک نیک مرد ہے) ھُنَّ نِسَاءٌ صَالِحَاتٌ (وہ نیک عورتیں ہیں) وغیرہ۔

(ii) دوم یہ کہ پیراگراف ۵ : ۳ میں ہم نے مبنی اسماء کا ذکر کیا تھا۔ اب یہ نوٹ کر لیں کہ یہ تمام ضمیریں مبنی ہیں اور چونکہ اکثر یہ مبتدا کے طور پر آتی ہیں اس لئے انہیں مرفوع یعنی حالت رفع میں فرض کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائر مرفوعہ ہے۔

(iii) سوم یہ کہ یہ ضمیریں کسی لفظ کے ساتھ ملا کر یعنی متصل کر کے نہیں لکھی جاتیں بلکہ ان کی لکھائی اور تلفظ علیحدہ اور مستقل ہے۔ اس لئے ان کو ضمائر منفصلہ بھی کہتے ہیں۔

(iv) چہارم یہ کہ ضمیر "اَنَا" کو پڑھتے اور بولتے وقت الف کے بغیر یعنی اَنَ پڑھتے ہیں۔

٦ : ١٤ پیراگراف ۵ : ١٠ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ فی الحال اس قاعدے کے دو استثناء سمجھ لیں کہ خبر معرفہ بھی آ سکتی ہے۔ پہلا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر کوئی ایسا لفظ ہو جو صفت نہ بن سکتا ہو تو خبر معرفہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً اَنَا یُوْسُفُ (میں یوسف ہوں)۔ دوسرا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر اسم صفت ہو اور کسی ضرورت کے تحت اسے معرفہ لانا مقصود ہو تو مبتدا اور خبر کے درمیان متعلقہ ضمیر فاصل لے آتے ہیں۔ جیسے اَلرَّجُلُ ھُوَ الصَّالِحُ (مرد نیک ہے)۔ کبھی جملہ میں تاکیدی مفہوم پیدا کرنے کے لئے بھی یہ انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ جملہ کا یہ ترجمہ بھی ممکن ہے کہ "مرد ہی نیک ہے" اَلْمُؤْمِنُوْنَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی مومن مراد پانے والے ہیں یا مومن ہی مراد پانے والے ہیں۔

مشق نمبر ١٣

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا

ترجمہ کریں۔

خَادِمٌ	خادم۔ نوکر	مَبْسُوْطٌ	خوش دل
ضَخِيْمٌ	بڑی جسامت والا	جِدًّا	بہت ہی
لٰكِنْ	لیکن	مَوْعِظَةٌ	وعظ نصیحت
نَافِعٌ	نفع بخش	مَعْرُوْفٌ	بھلا۔ اچھا

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَلْخَادِمَانِ الْمَبْسُوْطَانِ حَاضِرَانِ وَهُمَامُجْتَهِدَانِ

(۲) اِنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ مَخْلُوْقَاتٌ وَهُنَّ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ

(۳) اِنَّ الشِّرْكَ ضَلٰلٌ مُّبِيْنٌ وَهُوَ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ

(۴) اَ اَنْتَ اِبْرَاهِيْمُ؟

(۵) مَا اَنَا اِبْرَاهِيْمَ بَلْ اَنَا مَحْمُوْدٌ

(۶) هَلِ الْاِسْلَامُ دِيْنٌ حَقٌّ؟

(۷) بَلٰى! وَهُوَ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

(۸) اَلدَّرْسُ سَهْلٌ لٰكِنْ هُوَ طَوِيْلٌ

(۹) اَلَيْسَ الْفِيْلُ حَيَوَانًا ضَخِيْمًا؟

(۱۰) بَلٰى! هُوَ حَيَوَانٌ ضَخِيْمٌ جِدًّا

(۱۱) اَ اَنْتُمْ خَيَّاطُوْنَ؟

(۱۲) مَا نَحْنُ بِخَيَّاطِيْنَ بَلْ نَحْنُ مُعَلِّمُوْنَ

(۱۳) اِنَّ الْمَرْءَتَيْنِ الصَّالِحَتَيْنِ جَالِسَتَانِ

(۱۴) اِنَّ الْمُعَلِّمِيْنَ وَالْمُعَلِّمَاتِ مَبْسُوْطُوْنَ لٰكِنْ مَاهُمْ بِمُجْتَهِدِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) اچھی نصیحت صدقہ ہے اور وہ بہت ہی مقبول ہے

(۲) کیا زمین اور سورج دو واضح نشانیاں نہیں ہیں؟

(۳) کیا خوشدل استانیاں محنتی نہیں ہیں؟

(۴) کیوں نہیں! وہ خوشدل ہیں اور وہ محنتی ہیں۔

(۵) دو نیک استانیاں کھڑی ہیں یا بیٹھی ہیں؟

(۶) وہ کھڑی نہیں ہیں بلکہ بیٹھی ہیں۔

مرکّب اضافی (حصّہ اوّل)

۱ : ۱۵ دو اسموں کا ایسا مرکب جس میں ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت دی گئی ہو مرکب اضافی کہلاتا ہے جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "لڑکے کی کتاب" اس میں کتاب کو لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ جو یہاں ملکیت ظاہر کر رہی ہے۔ اس لئے یہ مرکب اضافی ہے۔

۲ : ۱۵ یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہئے کہ دو اسموں کے درمیان ملکیت کے علاوہ اور بھی نسبتیں ہوتی ہیں۔ لیکن فی الحال ہم ملکیت کی نسبت کے حوالے سے مرکب اضافی کے قواعد سمجھیں گے اور ان کی مشق کریں گے۔ پھر آگے چل کر جب دوسری نسبتیں سامنے آئیں گی تو ان کو قواعد کے مطابق استعمال کرنے میں ان شاء اللہ کوئی مشکل نہیں ہوگی۔

۳ : ۱۵ جس اسم کو کسی کی طرف نسبت دی جاتی ہے اسے "مُضَاف" کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثال میں کتاب کو نسبت دی گئی ہے۔ اس لئے یہاں کتاب مضاف ہے اور جس اسم کی طرف کوئی نسبت دی جاتی ہے اسے "مُضَافٌ اِلَیْہ" کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اس لئے یہاں لڑکا مضاف الیہ ہے۔

۴ : ۱۵ عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔ جبکہ اردو میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ میں خیال کرنا پڑتا ہے۔ مذکورہ مثال پر غور کریں۔ "لڑکے کی کتاب"۔ اس میں لڑکا جو مضاف الیہ ہے' پہلے آیا ہے اور کتاب جو مضاف ہے بعد میں آئی ہے۔ اب چونکہ عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اس لئے ترجمہ کرتے وقت پہلے کتاب کا ترجمہ ہوگا۔ جو مضاف ہے اور لڑکے کا ترجمہ بعد میں ہوگا جو مضاف الیہ ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا کِتَابُ الْوَلَدِ۔

۵ : ۱۵ گزشتہ اسباق میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم اگر نکرہ ہو تو اکثر اس پر تنوین آتی ہے جیسے کِتَابٌ۔ اور جب اس پر لام تعریف داخل ہوتا ہے تو تنوین ختم ہو جاتی ہے جیسے اَلْکِتَابُ۔ اب ذرا مذکورہ ترجمہ میں لفظ "کِتَابُ" پر غور کریں۔ نہ تو اس پر لام تعریف ہے اور نہ ہی تنوین ہے بس یہی خصوصیت مضاف کی ایک آسان پہچان ہے اور مرکب اضافی کا پہلا قاعدہ یہی ہے کہ مضاف پر نہ تو کبھی لام تعریف آ سکتا ہے اور نہ ہی کبھی تنوین آسکتی ہے۔

۶ : ۱۵ مرکب اضافی کا دوسرا اصول یہ ہے کہ مضاف الیہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے۔ مذکورہ مثال کِتَابُ الْوَلَدِ میں دیکھیں اَلْوَلَدِ حالت جر میں ہے جس کا ترجمہ تھا "لڑکے کی کتاب" یہی اگر کِتَابُ وَلَدٍ ہوتا تو ترجمہ ہوتا "کسی لڑکے کی کتاب" اس لئے ترجمہ کرنے سے پہلے غور کرلیں کہ مضاف الیہ معرفہ ہے یا نکرہ اور ترجمہ میں اس کا لحاظ رکھیں۔ مرکب اضافی کے کچھ اور بھی قواعد ہیں جن کا ہم مرحلہ وار مطالعہ کریں گے۔ لیکن آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ پہلے ہم ان دو قواعد کی مشق کرلیں۔

مشق نمبر ۱۴

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

لَبَنٌ	دودھ	مَخَافَةٌ	خوف
فَرِيْضَةٌ	فرض	اِطَاعَةٌ	اطاعت
بَقَرٌ	گائے	نَصْرٌ	مدد

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) کِتٰبُ اللّٰهِ (۲) نِعْمَةُ اللّٰهِ
(۳) طَلَبُ الْعِلْمِ (۴) لَحْمُ شَاةٍ
(۵) لَبَنُ بَقَرٍ (۶) لَبَنُ الْبَقَرِ وَلَحْمُ الشَّاةِ
(۷) عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (۸) رَسُوْلُ اللّٰهِ
(۹) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) اللہ کا خوف (۲) اللہ کا عذاب
(۳) ہاتھی کا سر (۴) کسی ہاتھی کا سر
(۵) ایک کتاب کا سبق (۶) اللہ کا رنگ۔
(۷) اللہ کی مدد



مرکّب اضافی (حصّہ دوم)

۱ : ۱۶ اب تک ہم نے کچھ سادہ مرکب اضافی کی مشق کرلی ہے۔ لیکن تمام مرکب اضافی اتنے سادہ نہیں ہوتے ہیں بلکہ بعض میں ایک سے زیادہ مضاف اور مضاف الیہ آتے ہیں۔ مثلاً اس جملہ پر غور کریں "وزیر کے مکان کا دروازہ"۔ اس میں دروازہ مضاف ہے جس کا مضاف الیہ مکان ہے لیکن مکان خود بھی مضاف ہے جس کا مضاف الیہ وزیر ہے۔ اب اس کا ترجمہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مرکب توصیفی کی طرح مرکب اضافی کا بھی الٹا ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے آخری لفظ "دروازہ" کا سب سے پہلے ترجمہ کرنا ہے اور یہ چونکہ مضاف ہے۔ اس لئے اس پر نہ تو لام تعریف آسکتا ہے اور نہ ہی تنوین۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا بَابُ اس کے بعد درمیانی لفظ "مکان" کا ترجمہ کرنا ہے۔ یہ بَاب کا مضاف الیہ ہے اس لئے حالت جر میں ہوگا لیکن ساتھ ہی یہ وزیر کا مضاف بھی ہے اس لئے اس پر نہ تو لام تعریف داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی تنوین آسکتی ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا "بَیْتِ"۔ اس طرح جملے کا ترجمہ ہوگا "بَابُ بَیْتِ الْوَزِیْرِ"

۲ : ۱۶ پیراگراف ۳ : ۳ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالت جر میں زیر قبول نہیں کرتے اس قاعدے کا پہلا استثناء ہم نے پیراگراف ۶ : ۶ میں پڑھا کہ غیر منصرف اسم جب معرف باللام ہو تو حالت جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ اب دوسرا استثناء بھی سمجھ لیں۔ کوئی غیر منصرف اسم اگر مضاف ہو تو حالت جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ جیسے "اَبْوَابُ مَسَاجِدِاللّٰهِ" (اللہ کی مسجدوں کے دروازے)۔ اب دیکھیں مَسَاجِدُ غیر منصرف ہے۔ اس مثال میں وہ لفظ اللہ کا مضاف ہے اس لئے

اس پر لام تعریف نہیں آسکتا اور ابواب کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اس نے زیر قبول کی۔

۳ : ۱۶ سبق نمبر ۱۳ میں ہم نے پڑھا تھا کہ مبتدا اور خبر کبھی مفرد لفظ کے بجائے مرکب ناقص بھی ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لئے وہاں ہم نے تمام مثالیں مرکب توصیفی کی دی تھیں۔ کیونکہ اس وقت آپ نے صرف مرکب توصیفی پڑھا تھا۔ اب سمجھ لیں کہ مرکب اضافی بھی کبھی مبتدا اور کبھی خبر بنتا ہے۔ جبکہ کسی جملے میں مبتدا اور خبر دونوں مرکب اضافی ہوتے ہیں۔ مثلاً مَحْمُوْدٌ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ (محمود استاد کا لڑکا ہے)۔ اس میں مَحْمُوْدٌ مفرد لفظ ہے اور مبتدا ہے۔ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ (علم کی طلب فرض ہے)۔ اس میں طَلَبُ الْعِلَمِ مرکب اضافی ہے اور مبتدا ہے۔ فَرِيْضَةٌ مفرد لفظ ہے اور خبر ہے۔ اِطَاعَةُ الرَّسُوْلِ اِطَاعَةُ اللّٰهِ (رسول ؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے)۔ اس میں مبتدا اور خبر دونوں مرکب اضافی ہیں۔

۴ : ۱۶ ہم پڑھ چکے ہیں کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔ اس قاعدے کے دو استثناء بھی پیراگراف ۶ : ۱۴ میں سمجھ چکے ہیں۔ اب اس کا ایک اور استثناء نوٹ کریں۔ کوئی مرکب ناقص اگر خبر بن رہا ہو تو ایسی صورت میں خبر معرفہ بھی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ لیکن کوئی مرکب ناقص اگر مبتدا بن رہا ہو تو وہ نکرہ بھی ہو سکتا ہے۔

مشق نمبر۱۵

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

حِكْمَةٌ	دانائی	صَيْدٌ	شکار
بَرٌّ	خشکی	بَحْرٌ	سمندر
مِرْاٰةٌ	آئینہ	ظِلٌّ	سایہ
سَوْطٌ	کوڑا	ظَالِمٌ	ظالم
ضَوْءٌ	روشنی	طَعَامٌ	کھانا
زَهْرٌ	کوئی پھول	وَرْدٌ	گلاب
مٰلِكٌ	مالک	يَوْمُ الدِّيْنِ	بدلے کا دن
حُبٌّ	محبت	طَيِّبٌ	پاک
جَزَاءٌ	جزا۔بدلہ	حَرْثٌ	کھیتی

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) بَابُ بَيْتِ غُلَامِ الْوَزِيْرِ
(۲) طَالِبَاتُ مَدْرَسَةِ الْبَلَدِ
(۳) لَحْمُ صَيْدِ الْبَرِّ
(۴) حَجُّ بَيْتِ اللّٰهِ
(۵) رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ
(۶) مُعَلِّمَاتُ مَدْرَسَةِ الْبَلَدِ نِسَاءٌ مُسْلِمَاتٌ
(۷) اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ
(۸) اِنَّ السُّلْطَانَ الْعَادِلَ ظِلُّ اللّٰهِ
(۹) نَصْرُ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
(۱۰) طَعَامُ فُقَرَاءِ الْمَسَاجِدِ طَيِّبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) اللہ کے عذاب کا کوڑا
(۲) اللہ کے رسول ﷺ کی دعا
(۳) اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی کی دعا
(۴) ظالم بادشاہ اللہ کے عذاب کا کوڑا ہے
(۵) زمین اور آسمانوں کا نور
(۶) اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے
(۷) اللہ کی مسجدوں کے علماء نیک ہیں
(۸) مومن کا دل اللہ کا گھر ہے
(۹) اچھی نصیحت آخرت کی کھیتی ہے



مرکّب اضافی (حصّہ سوم)

۱ : ۱۷ یہ بات ہم پڑھ چکے ہیں کہ مضاف پر تنوین اور لام تعریف نہیں آسکتے۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی مضاف کے نکرہ یا معرفہ ہونے کی پہچان کس طرح ہو۔ اس کا اصول یہ ہے کہ کوئی اسم جب کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اسے معرفہ مانتے ہیں مثلاً غُلَامُ الرَّجُلِ (مرد کا غلام) میں غُلَامُ مضاف ہے الرَّجُلِ کی طرف جو کہ معرفہ ہے۔ اس لئے اس مثال میں غُلَامُ معرفہ مانا جائے گا۔ اب دوسری مثال دیکھئے۔ غُلَامُ رَجُلٍ۔ یہاں غُلَامُ مضاف ہے رَجُلٍ کی طرف جو کہ نکرہ ہے۔ اس لئے اس مثال میں غُلَامُ نکرہ مانا جائے گا۔

۲ : ۱۷ مرکب اضافی کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان میں کوئی لفظ نہیں آتا۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مرکب اضافی میں مضاف کی صفت بھی آ رہی ہو۔ مثلاً "مرد کا نیک غلام"۔ اب اگر اس کا ترجمہ ہم اس طرح کریں کہ غُلَامُ الصَّالِحُ الرَّجُلِ تو اصول ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے کہ مضاف غُلَامُ اور مضاب الیہ اَلرَّجُلِ کے درمیان صفت آ گئی۔ اس لئے یہ ترجمہ غلط ہے۔ چنانچہ اصول کو قائم رکھنے کے لئے طریقہ یہ ہے کہ مضاف کی صفت مرکب اضافی کے بعد لائی جائے۔ اس لئے اس کا صحیح ترجمہ ہو گا۔ غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحُ۔

۳ : ۱۷ ایسی مثالوں کے ترجمہ کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ صفت یعنی "نیک" کو نظرانداز کر کے پہلے صرف مرکب اضافی یعنی "مرد کا غلام" کا ترجمہ کر لیں۔ غُلَامُ الرَّجُلِ۔ اب اس کے آگے صفت لگائیں جو چاروں پہلوؤں سے غُلَامُ کے مطابق ہونی چاہئے۔ اب نوٹ کریں کہ یہاں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلِ کی طرف جو معرفہ ہے اس لئے غُلَامُ کو معرفہ مانا جائے گا۔ چنانچہ اس کی صفت صَالِحٌ نہیں بلکہ

اَلصَّالِحُ آئے گی۔

۴ : ۱۷ دوسرا امکان یہ ہے کہ صفت مضاف الیہ کی آرہی ہو جیسے "نیک مرد کا غلام"۔ اس صورت میں بھی صفت مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعد آئے گی اور چاروں پہلوؤں سے اَلرَّجُلِ کا اتباع کرے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ دونوں مثالوں کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔ دیکھئے! پہلی مثال میں الصَّالِحُ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ غُلَامُ کی صفت ہے اور دوسری مثال میں الصَّالِحِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ الرَّجُلِ کی صفت ہے۔

۵ : ۱۷ تیسرا امکان یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی صفت آرہی ہو جیسے "نیک مرد کا نیک غلام"۔ ایسی صورت میں دونوں صفتیں مضاف الیہ یعنی الرَّجُلِ کے بعد آئیں گی۔ پہلے مضاف الیہ کی صفت لائی جائے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا "غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ الصَّالِحُ"۔ آیئے اب اس قاعدے کی کچھ مشق کر لیں۔

مشق نمبر ۱۶

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

جَيِّدٌ	عمدہ	نَظِيْفٌ	صاف۔ ستھرا
اَحْمَرُ	سرخ	مُوْقَدَةٌ	بھڑکائی ہوئی
حَارَةٌ	محلّہ	تِلْمِيْذٌ (ج تَلَامِذَةٌ)	شاگرد
نَفِيْسٌ	پاکیزہ	مَشْهُوْرٌ	مشہور
لَوْنٌ	رنگ	مَشْغُوْلٌ	مصروف۔ مشغول
طِيْبٌ	خوشبو		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحُ
(۲) وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحَةِ
(۳) وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ صَالِحٌ
(۴) مُعَلِّمَةُ الْوَلَدِ صَالِحَةٌ
(۵) غُلَامُ زَيْدٍ كَاذِبٌ
(۶) غُلَامُ زَيْدِنِ الْكَاذِبُ
(۷) غُلَامُ زَيْدِنِ الْكَاذِبِ
(۸) نَجَّارُ الْحَارَةِ الصَّادِقُ
(۹) طِيْبُ الطَّعَامِ الطَّرِيِّ الْجَيِّدُ
(۱۰) لَبَنُ الشَّاةِ الصَّغِيْرَةِ جَيِّدٌ
(۱۱) لَوْنُ الْوَرْدِ اَحْمَرُ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) استاد کا نیک شاگرد
(۲) محنتی استاد کا شاگرد نیک ہے
(۳) عذاب کا شدید کوڑا
(۴) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ
(۵) آگ کا عذاب دردناک ہے
(۶) اللہ کی عظیم نعمت
(۷) عظیم اللہ کی نعمت
(۸) اللہ کی رحمت عظیم ہے



مرکّب اضافی (حصّہ چہارم)

۱ : ۱۸ تثنیہ کے صیغوں یعنی ـَانِ اور ـَیْنِ اور جمع مذکر سالم کے صیغوں یعنی ـُوْنَ اور ـِیْنَ کے آخر میں جو نون آتے ہیں انہیں نونِ اِعرابی کہتے ہیں۔ اور مرکب اضافی کا چوتھا اصول یہ ہے کہ جب کوئی اسم مذکورہ بالا صیغوں میں مضاف بن کر آتا ہے تو اس کا نون اِعرابی گر جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "مکان کے دو دروازے صاف ستھرے ہیں"۔ اس کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہئے تھا "بَابَانِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ" لیکن مذکورہ اصول کے تحت بَابَانِ کا نون اِعرابی گر جائے گا۔ اس لئے ترجمہ ہوگا "بَابَا الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ"۔ اسی طرح "بے شک مکان کے دونوں دروازے صاف ہیں" کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا "اِنَّ بَابَیْنِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ لیکن بَابَیْنِ کا نون اعرابی گرنے کی وجہ سے یہ ہوگا اِنَّ بَابَیِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ وغیرہ۔

۲ : ۱۸ اب ہم جمع مذکر سالم کی مثال پر اس اصول کا اطلاق کر کے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "مسجدوں کے مسلمان سچے ہیں"۔ اس کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا۔ "مُسْلِمُوْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ" لیکن مُسْلِمُوْنَ کا نون اعرابی گرنے سے یہ ہوگا "مُسْلِمُو الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ۔ اسی طرح اِنَّ مُسْلِمِیْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ کے بجائے اِنَّ مُسْلِمِی الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ ہوگا۔

مشق نمبر ۱۷ (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

بَوَّابٌ	دربان	وَسِخٌ	میلا
جَبَلٌ (ج جِبَالٌ)	پہاڑ	جُنْدٌ (ج جُنُوْدٌ)	لشکر
رُمْحٌ (ج رِمَاحٌ)	نیزا	جَرِیْءٌ	بہادر
وَجْهٌ (ج وُجُوْهٌ)	چہرہ	بَاسِرٌ	خوف سے بگڑا ہوا
عِنْدَ (مضاف آتا ہے)	پاس	رَأْسٌ (ج رُؤُوْسٌ)	سر۔ چوٹی

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) هُمَا بَوَّابَانِ صَالِحَانِ
(۲) هُمَا بَوَّابَا الْقَصْرِ
(۳) أَبَوَّابَا الْقَصْرِ صَالِحَانِ؟
(۴) إِنَّ بَوَّابَيِ الْقَصْرِ صَالِحَانِ
(۵) يَدَانِ نَظِيْفَتَانِ وَرِجْلَانِ وَسِخَتَانِ
(۶) يَدَا طِفْلَةِ زَيْدٍ وَسِخَتَانِ
(۷) رِجْلَا طِفْلِ الْمُعَلِّمَةِ الصَّغِيْرِ نَظِيْفَتَانِ
(۸) رُؤُوْسُ الْجِبَالِ الْجَمِيْلَةُ
(۹) أَمُعَلِّمُو الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ؟
(۱۰) إِنَّ مُعَلِّمِي الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) دونوں لشکروں کے طویل نیزے
(۲) کچھ بگڑے ہوئے چہرے
(۳) بے شک دونوں مردوں کے چہرے بگڑے ہوئے ہیں
(۴) کیا محلّہ کے مومن (جمع) نیک ہیں
(۵) یقیناً محلّہ کے مومن (جمع) نیک ہیں
(۶) وہ (جمع) مدرسہ کی استانیاں ہیں

(۷) بے شک شہر کے مدرسہ کی استانیاں نیک ہیں (۸) صاف ستھرے محلے کے دونوں نانبائی مشغول ہیں اور وہ دونوں بہت سچے ہیں۔

(۹) زید کی کتابیں محمود کے پاس ہیں۔

مشق نمبر ۱۷ (ب)

اب تک مرکب اضافی کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔



مرکّب اضافی (حصّہ پنجم)

۱ : ۱۹ سبق نمبر ۱۴ جملہ اسمیہ (ضمائر) میں ہم نے ضمیروں کے استعمال کی ضرورت اور افادیت کو سمجھنے کے ساتھ ان کا استعمال بھی سمجھ لیا تھا۔ اب ان سے کچھ مختلف ضمیروں کا استعمال ہم نے اس سبق میں سیکھنا ہے۔ اس کے لئے اس جملہ پر غور کریں "وزیر کا مکان اور وزیر کا باغ"۔ اس جملہ میں اسم "وزیر" کی تکرار بری لگتی ہے، اس لئے اس بات کی ادائیگی کا بہتر انداز یہ ہے "وزیر کا مکان اور اس کا باغ"۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں "بچی کی استانی اور اس کا اسکول"۔ عربی میں ایسے مقامات پر جو ضمیریں استعمال ہوتی ہیں ان میں بھی غائب، مخاطب اور متکلم کے علاوہ جنس اور عدد کے تمام صیغوں کا فرق نسبتاً زیادہ واضح ہے۔ اب ان ضمیروں کو یاد کرلیں۔

۲ : ۱۹

ضمائر مجرورہ مُتَّصِلَہ

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	ہٗ	ھُمَا	ھُمْ
		اس (ایک مرد) کا	ان (دو مردوں) کا	ان (سب مردوں) کا
	مؤنث	ھَا	ھُمَا	ھُنَّ
		اس (ایک عورت) کا	ان (دو عورتوں) کا	ان (سب عورتوں) کا

		واحد	تثنیہ	جمع
مخاطب	مذکر	كَ	كُمَا	كُمْ
		تیرا (تو ایک مرد کا)	تم دو (مردوں) کا	تم سب (مردوں) کا
	مؤنث	كِ	كُمَا	كُنَّ
		تیرا (تو ایک عورت کا)	تم دو (عورتوں) کا	تم سب (عورتوں) کا

متکلم	مذکر و مؤنث : ی	نَا	نَا
	میرا	ہمارا	ہمارا

---

۳ : ۱۹ ان ضمیروں کا استعمال سمجھنے کے لئے اوپر دی گئی مثالوں کا ترجمہ کریں۔ پہلے جملہ کا ترجمہ ہوگا بَیْتُ الْوَزِیْرِ وَ بُسْتَانُہٗ۔ اور دوسرے جملہ کا ترجمہ ہوگا مُعَلِّمَۃُ الطِّفْلَۃِ وَ مَدْرَسَتُھَا۔ اب ان مثالوں پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ دیکھیں بُسْتَانُہٗ (اس کا باغ) اصل میں تھا "وزیر کا باغ"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں ہٗ کی ضمیر وزیر کے لئے آئی ہے جو اس جملہ میں مضاف الیہ ہے۔ اسی طرح مَدْرَسَتُھَا (اس کا مدرسہ) اصل میں تھا "بچی کا مدرسہ"۔ چنانچہ یہاں ھَا کی ضمیر بچی کے لئے آئی ہے اور وہ بھی مضاف الیہ ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ یہ ضمیریں زیادہ تر مضاف الیہ بن کر آتی ہیں۔ اور مضاف الیہ چونکہ ہمیشہ حالت جر میں ہوتا ہے اس لئے ان ضمائر کو حالت جر میں فرض کرلیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائر مجرورہ ہے۔

۴ : ۱۹ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ یہ ضمیریں زیادہ تر اپنے مضاف کے ساتھ ملا کر لکھی جاتی ہیں۔ جیسے رَبُّہٗ (اس کا رب)، رَبُّکَ (تیرا رب)، رَبِّی (میرا رب)، رَبُّنَا (ہمارا رب) وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائر متصلہ بھی ہے۔

۵ : ۱۹ یہ بات نوٹ کرلیں کہ پہلی ضمیر یعنی واحد مذکر غائب کی ضمیر ہٗ کو لکھنے اور پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اس کا ایک عام اصول یہ ہے کہ اس ضمیر سے پہلے اگر :

(i) پیش یا زبر ہو تو ضمیر پر الٹا پیش آتا ہے جیسے اَوْلَادُہٗ حِسَابَہٗ

(ii) علامتِ سکون ہو تو ضمیر پر سیدھا پیش آتا ہے جیسے مِنْہُ

(iii) یائے ساکن ہو تو ضمیر پر زیر آتی ہے جیسے فِیْہِ

(iv) زیر ہو تو ضمیر پر کھڑی زیر آتی ہے۔ جیسے بِہٖ

۶ : ۱۹ اسی طرح یہ بھی نوٹ کرلیں کہ واحد متکلم کی ضمیر "ی" کی طرف جب کوئی اسم مضاف ہوتا ہے تو تینوں اعرابی حالتوں میں اس کی ایک ہی شکل ہوتی ہے۔ مثلاً "میری کتاب نئی ہے" کا ترجمہ بنتا ہے کِتَابُ ی جَدِیْدٌ۔ اس کو لکھا جائے گا کِتَابِی جَدِیْدٌ۔ "یقیناً میری کتاب نئی ہے" کا ترجمہ بنتا ہے اِنَّ کِتَابَ ی جَدِیْدٌ۔ لیکن اس کو بھی اِنَّ کِتَابِی جَدِیْدٌ لکھا جائے گا۔ اور "میری کتاب کا ورق" کا تو ترجمہ ہی یہ بنتا ہے 'وَرَقُ کِتَابِی۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ یائے متکلم اپنے مضاف کی رفع' نصب کھا جاتی ہے۔

۷ : ۱۹ ایک بات اور ذہن نشین کرلیں کہ اَبٌ (باپ)' اَخٌ (بھائی)' فَمٌ (منہ) اور ذُوْ (والا ۔ صاحب) جب مضاف بن کر آتے ہیں تو مختلف اعرابی حالتوں میں ان کی صورتیں مندرجہ ذیل ہوں گی۔

لفظ	رفع	نصب	جر
اَبٌ	اَبُوْ	اَبَا	اَبِیْ
اَخٌ	اَخُوْ	اَخَا	اَخِیْ
فَمٌ	فُوْ	فَا	فِیْ
ذُوْ	ذُوْ	ذَا	ذِیْ

مثلاً اَبُوْهُ عَالِمٌ (اس کا باپ عالم ہے)' اِنَّ اَبَاهُ عَالِمٌ (بیشک اس کا باپ عالم ہے) کِتَابُ اَخِیْكَ جَدِیْدٌ (تیرے بھائی کی کتاب نئی ہے) وغیرہ۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ لفظ ذُوْ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ مثلاً ذُوْمَالٍ' (صاحب مال ۔ مال والا)' ذَامَالٍ اور ذِیْ مَالٍ وغیرہ۔



مشق نمبر ۱۸

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

سَيِّدٌ	سردار' آقا	لِسَانٌ	زبان
مِنضَدَةٌ	میز	اُمٌّ	ماں
فَوْقَ (مضاف آتا ہے)	اُوپر	تَحْتَ (مضاف آتا ہے)	نیچے
مَا (استفہامیہ)	کیا	حَفِيْظٌ	ہمیشہ کے لئے محفوظ

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) اَللّٰهُ رَبُّنَا
(۲) اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ
(۳) اَلْقُرْآنُ كِتَابُكُمْ وَكِتَابُنَا
(۴) عِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيْظٌ
(۵) اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ
(۶) رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
(۷) اَللّٰهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ
(۸) سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ
(۹) اَلْكِتَابُ فَوْقَ الْمِنْضَدَةِ
(۱۰) كِتَابِيْ فَوْقَ مِنْضَدَتِكَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) آسمان میرے سر کے اُوپر ہے۔
(۲) ہماری کتابیں استاد کی میز کے نیچے ہیں۔
(۳) بے شک ہمارا رب رحیم غفور ہے۔
(۴) فاطمہ کے پاس ایک خوبصورت قلم ہے۔
(۵) تمہاری زبان عربی ہے اور ہماری زبان ہندی ہے۔

حرفِ ندا

۱ : ۲۰ ہر زبان میں کسی کو پکارنے کے لئے کچھ الفاظ مخصوص ہوتے ہیں۔ انہیں حروف ندا کہتے ہیں اور جس کو پکارا جائے اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "اے بھائی"" "اے لڑکے" وغیرہ۔ اس میں "اے" حرف ندا ہے جبکہ "بھائی" اور "لڑکے" منادیٰ ہیں۔ عربی میں زیادہ تر "یَا" حرف ندا کے لئے استعمال ہوتا ہے اور منادیٰ کی مختلف قسمیں ہیں جن کے اپنے قواعد ہیں۔ اس وقت ہم اپنی بات کو منادیٰ کی تین قسموں تک محدود رکھیں گے۔

۲ : ۲۰ ایک صورت یہ ہے کہ منادیٰ مفرد لفظ ہو جیسے زَیْدٌ یا رَجُلٌ اس پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو اسے حالتِ رفع میں ہی رکھتا ہے لیکن تنوین ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ یہ ہو جائے گا۔ یَا زَیْدُ (اے زید)' یَا رَجُلُ (اے مرد) وغیرہ۔

۳ : ۲۰ دوسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ معرف باللّام ہو جیسے اَلرَّجُلُ یا اَلطِّفْلَۃُ ان پر جب حرف ندا داخل ہوتا ہے تو مذکر کے ساتھ یَا اَیُّھَا جبکہ مؤنث کے ساتھ اَیَّتُھَا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ (اے مرد)' یَا اَیَّتُھا الطِّفْلَۃُ (اے بچی) وغیرہ۔

۴ : ۲۰ تیسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ مرکب اضافی ہو۔ جیسے عَبْدُاللّٰہِ، عَبْدُالرَّحمٰنِ۔ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مضاف کو نصب دیتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَاللّٰہِ' یَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ وغیرہ۔ بعض اوقات حرف ندا "یا" کے بغیر صرف عَبْدَالرَّحمٰنِ آتا ہے تب بھی اسے منادیٰ مانا جاتا ہے۔ یہ اسلوب اردو میں بھی موجود ہے۔ اکثر ہم لفظ "اے" کے بغیر صرف "عَبْدُالرَّحمٰن ن۔ ن" یعنی آخری حرف نون کو ذرا کھینچ کر بولتے ہیں تو سننے والے سمجھ جاتے ہیں کہ اسے پکارا گیا ہے۔

اسی طرح عربی میں یَا کے بغیر عَبْدَ الرَّحمٰن نصب کے ساتھ ہو تو اسے منادیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے رَبَّنَا کا ترجمہ ہے "اے ہمارے رب" ہے جبکہ رَبُنَا کا مطلب ہے ہمارا رب۔

۵ : ۲۰ عربی میں میم مشدد (مَّ) بھی حرفِ ندا ہے۔ البتہ اس کے متعلق دو باتیں نوٹ کرلیں۔ ایک یہ کہ لفظ یَا منادیٰ سے پہلے آتا ہے' جبکہ میم مشدد منادیٰ کے بعد آتا ہے۔ دوسری اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے آغاز سے پہلے بھی عربی میں میم مشدد صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لئے مخصوص تھا اور آج تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ اللہ کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اس کا استعمال آپ کو نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لئے اصل میں لفظ بنتا ہے "اَللّٰہُ مَّ"۔ پھر اس کو ملا کر اَللّٰھُمَّ لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے "اے اللہ"۔

مشق نمبر ۱۹

نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) يَاأَيُّهَا الرَّجُلُ! مَا اسْمُكَ؟
(۲) يَاسَيِّدِيْ! اِسْمِيْ عَبْدُ اللهِ
(۳) يَاعَبْدَ اللهِ! هَلْ أَنْتَ خَيَّاطٌ أَوْ نَجَّارٌ
(۴) مَا أَنَا خَيَّاطًا أَوْ نَجَّارًا يَاسَيِّدِي! بَلْ أَنَا بَوَّابٌ
(۵) يَازَيْدُ! دُرُوْسُ كِتَابِ الْعَرَبِي سَهْلَةٌ جِدًّا
(۶) يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) عبدالرحمٰن! کیا تمہارے پاس قیامت کا علم ہے؟
(۲) نہیں میرے آقا! بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے۔
(۳) اے لڑکے! اس (مؤنث) کا نام کیا ہے؟
(۴) اس کا نام فاطمہ ہے۔

مرکّبِ جارّی

۱ : ۲۱ عربی میں کچھ حروف ایسے ہیں کہ جب وہ کسی اسم پر داخل ہوتے ہیں تو اسے حالت جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک حرف "مِنْ" ہے جس کے معنی ہیں "سے"۔ یہ جب "اَلْمَسْجِدُ" پر داخل ہوگا تو ہم مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے) کہیں گے۔ ایسے حرف کو حرفِ جار کہتے ہیں اور ان کے کسی اسم پر داخل ہونے سے جو مرکب وجود میں آتا ہے اسے مرکب جارّی کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں مِنْ حرف جار ہے اور مِنَ الْمَسْجِدِ مرکب جارّی ہے۔

۲ : ۲۱ آپ پڑھ چکے ہیں کہ صفت و موصوف مل کر مرکب توصیفی اور مضاف و مضاف الیہ مل کر مرکب اضافی بنتا ہے۔ اسی طرح مرکب جارّی میں حرف جار کو "جار" کہتے ہیں اور جس اسم پر یہ حرف داخل ہو اسے "مجرور" کہتے ہیں۔ چنانچہ جار و مجرور سے مل کر مرکب جاری بنتا ہے۔

۳ : ۲۱ اس سبق میں ہم حروف جارہ کے معانی یاد کریں گے اور ان کی مشق کریں گے۔ مشق کرتے وقت صرف یہ اصول یاد رکھیں کہ کوئی حرف جار جب کسی اسم پر داخل کریں تو اسے حالت جر میں لے آئیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ اسباق میں اب تک آپ جو قواعد پڑھ چکے ہیں انہیں ذہن میں تازہ کرلیں۔ اس لئے کہ مرکبِ جارّی کی مشق کرتے وقت ان میں سے بھی کسی کے اطلاق کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

۴ : ۲۱ مندرجہ ذیل حروفِ جارّہ کے معانی یاد کریں :-

حروف	معنی	مثالیں
بِ	میں۔ سے۔ کو۔ ساتھ	بِرَجُلٍ (ایک مرد کے ساتھ) بِالْقَلَمِ (قلم سے)
فِيْ	میں	فِيْ بَيْتٍ (کسی گھر میں) فِي الْبُسْتَانِ (باغ میں)
عَلٰى	پر	عَلٰى جَبَلٍ (ایک پہاڑ پر) عَلَى الْعَرْشِ (عرش پر)
اِلٰى	کی طرف۔ تک	اِلٰى بَلَدٍ (کسی شہر کی طرف) اِلَى الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ تک)
مِنْ	سے	مِنْ زَيْدٍ (زید سے) مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے)
لِ	کے واسطے۔ کو۔ کے	لِزَيْدٍ (زید کے واسطے)
كَ	مانند۔ جیسا	كَرَجُلٍ (کسی مرد کی مانند) كَالْاَسَدِ (شیر کے جیسا)
عَنْ	کی طرف سے	عَنْ زَيْدٍ (زید کی طرف سے)

۵ : ۲۱ حرفِ جار "لِ" کے متعلق ایک بات ذہن نشین کرلیں۔ یہ حرف جب کسی معرف باللام پر داخل ہوتا ہے تو اس کا ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گر جاتا ہے۔ مثلاً اَلْمُتَّقُوْنَ (متقی لوگ) پر جب "لِ" داخل ہوگا تو اسے لِالْمُتَّقِيْنَ لکھنا غلط ہوگا۔ بلکہ اسے لِلْمُتَّقِيْنَ (متقی لوگوں کے لئے) لکھا جائے گا۔ اسی طرح اَلرِّجَالُ سے یہ لِلرِّجَالِ اور اَللّٰهُ سے لِلّٰهِ ہوگا۔ مزید بر آں "لِ" جب ضمائر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو لام پر زیر کی بجائے زبر آتی ہے جیسے لَهٗ، لَهُمْ، لَكُمْ، لَنَا وغیرہ۔

مشق نمبر ۲۰

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

حَدِيْقَةٌ	باغ	تُرَابٌ	مٹی
ظُلْمَةٌ	اندھیرا	بِرٌّ	نیکی
بَرٌّ	خشکی	يَمِيْنٌ	دائیں طرف
شِمَالٌ	بائیں طرف	مَعَ (مضاف آتا ہے)	ساتھ
ظِلٌّ	سایہ		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) فِيْ حَدِيْقَةٍ (۲) فِي الْحَدِيْقَةِ (۳) مِنْ تُرَابٍ
(۴) مِنَ التُّرَابِ (۵) بِالْوَالِدَيْنِ (۶) عَلٰى صِرَاطٍ
(۷) اِلَى الْمَسْجِدِ (۸) لِعَرُوْسٍ (۹) لِلْعَرُوْسِ
(۱۰) كَشَجَرَةٍ (۱۱) كَظُلُمٰتٍ (۱۲) مِنْكَ
(۱۳) لَكَ (۱۴) لِيْ (۱۵) مِنِّيْ
(۱۶) اِلَيْكَ (۱۷) اِلَيَّ (۱۸) بِكَ
(۱۹) بِيْ (۲۰) عَلَيْكَ (۲۱) عَلَيَّ
(۲۲) عَلَيْنَا (۲۳) بِسْمِ اللّٰهِ (۲۴) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
(۲۵) مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲۶) عَلَى الْبِرِّ
(۲۷) اَلْمُحْسِنُ قَرِيْبٌ مِّنَ الْخَيْرِ وَ بَعِيْدٌ مِّنَ الشَّرِّ
(۲۸) طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ
(۲۹) لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
(۳۰) هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ وَ لَنَا اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) قیامت کے دن تک (۲) اندھیروں سے نور کی طرف
(۳) دائیں اور بائیں طرف سے (۴) جنت متقی لوگوں کے لئے ہے
(۵) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۶) اللہ اور رسول کے واسطے
(۷) یقیناً اللہ کافروں کے واسطے دشمن ہے (۸) کافروں پر اللہ کی لعنت ہے
(۹) یقیناً اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

مرکّبِ اشاری (حصہ اول)

۱ : ۲۲ ہر زبان میں کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کچھ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اردو میں "یہ' وہ' اِس' اُس" وغیرہ ہیں۔ عربی میں ایسے الفاظ کو اَسْمَاءُ الْاِشَارَۃِ کہتے ہیں۔ اسماء اشارہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (i) قریب کے لئے' جیسے اردو میں "یہ" اور "اِس" ہیں۔ (ii) بعید کے لئے جیسے اردو میں "وہ" اور "اُس" ہیں۔

۲ : ۲۲ اشارہ قریب اور اشارہ بعید کے لئے استعمال ہونے والے عربی اسماء یہاں دیئے جا رہے ہیں۔ پہلے آپ انہیں یاد کر لیں۔ پھر ہم ان کے کچھ قواعد پڑھیں گے اور مشق کریں گے۔

اشارہ قریب

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هٰذَا یہ (ایک مرد)	هٰذَانِ (حالت رفع) هٰذَیْنِ (حالت نصب و جر) یہ (دو مرد)	هٰؤُلَاءِ یہ (بہت سے مرد) یا یہ (بہت سی عورتیں)
مؤنث	هٰذِهٖ یہ (ایک عورت)	هَاتَانِ (حالت رفع) هَاتَیْنِ (حالت نصب و جر) یہ (دو عورتیں)	

اشارہ بعید

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذٰلِكَ وہ (ایک مرد)	ذٰنِكَ (حالت رفع) ذَيْنِكَ (حالت نصب و جر) وہ (دو مرد)	أُولٰئِكَ وہ (بہت سے مرد) یا وہ (بہت سی عورتیں)
مؤنث	تِلْكَ وہ (ایک عورت)	تَانِكَ (حالت رفع) تَيْنِكَ (حالت نصب و جر) وہ (دو عورتیں)	

۲۲ : ۳ امید ہے کہ اوپر دیئے ہوئے اسماء اشارہ میں آپ نے یہ بات نوٹ کر لی ہو گی کہ تثنیہ کے علاوہ بقیہ صیغوں میں یعنی واحد اور جمع میں تمام اسماء اشارہ مبنی ہیں۔ اسی طرح اب پیراگراف (iii) ۴ : ۶ میں پڑھا ہوا یہ سبق بھی دوبارہ ذہن نشین کر لیں کہ تمام اسماءِ اشارہ معرفہ ہوتے ہیں۔

۲۲ : ۴ اسم اشارہ کے ذریعہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسے مُشَاُرٌ اِلَیْهِ کہتے ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں "یہ کتاب"۔ اس میں کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو "کتاب" مُشَاُر اِلَیْهِ ہے اور "یہ" اسم اشارہ ہے۔ اس طرح اشارہ مُشَاُرٌ اِلَیْهِ مل کر مرکب اشاری بنتا ہے۔

۲۲ : ۵ عربی میں مشار الیہ عموماً معرف باللام ہوتا ہے' جیسے هٰذَا الْكِتَابُ (یہ کتاب)۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ هٰذَا معرفہ ہے اور اَلْكِتَابُ معرف باللام ہے اور چونکہ مشارٌ الیہ معرف باللام ہوتا ہے۔ اس لئے هٰذَا الْكِتَابُ کو مرکب اشاری مان کر ترجمہ کیا گیا "یہ کتاب"۔

۶ : ۲۶ یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسم اشارہ کے بعد والا اسم اگر نکرہ ہو تو اسے مرکب اشاری نہیں بلکہ جملہ اسمیہ مانیں گے۔ چنانچہ "هٰذَا كِتَابٌ" کا ترجمہ ہو گا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ هٰذَا معرفہ ہے اور مبتدأ عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ كِتَابٌ نکرہ ہے اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے اس لئے هٰذَا كِتَابٌ کو جملہ اسمیہ مان کر اس کا ترجمہ کیا گیا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اسی طرح تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے۔ اس کا ترجمہ ہو گا "وہ بچی"۔ اور تِلْک طِفْلَةٌ جملہ اسمیہ ہے' اس کا ترجمہ ہو گا'' "وہ بچی ہے"۔ مرکب اشاری کے کچھ اور قواعد بھی ہیں جن کو ہم آئندہ اسباق میں سمجھیں گے۔ فی الحال ضروری ہے کہ مرکب اشاری اور جملہ اسمیہ کے فرق کو ذہن نشین کرنے کے لئے ہم کچھ مشق کرلیں۔ البتہ مشق کرنے سے پہلے نوٹ کرلیں کہ جنس' عدد اور حالت میں اشارہ اور مشارٌ الیہ میں مطابقت ہوتی ہے۔

مشق نمبر ۲۱

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

اُمَّةٌ	اُمت	فَاكِهَةٌ (ج فَوَاكِهُ)	پھل
سَيَّارَةٌ	موٹر کار	صُوْرَةٌ	تصویر
دَرَّاجَةٌ	سائیکل	سَبُّوْرَةٌ	بلیک بورڈ
شُبَّاكٌ۔ نَافِذَةٌ	کھڑکی		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) هٰذَا الصِّرَاطُ
(۲) هٰذَا صِرَاطٌ
(۳) تِلْكَ الْاُمَّةُ
(۴) تِلْكَ اُمَّةٌ
(۵) هٰذِهٖ فَاكِهَةٌ
(۶) هٰذَانِ رَجُلَانِ

(۷) هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ
(۸) ذَانِكَ دَرْسَانِ
(۹) هٰذَانِ الدَّرْسَانِ
(۱۰) هَاتَانِ النَّافِذَتَانِ
(۱۱) هٰذَانِ شُبَّاكَانِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) وہ قلم
(۲) یہ دو قلم ہیں
(۳) وہ ایک موٹر کار ہے۔
(۴) یہ موٹر کار
(۵) یہ تصویر
(۶) یہ دو استانیاں
(۷) وہ کچھ استانیاں ہیں
(۸) یہ ایک کھڑکی ہے۔
(۹) یہ سائیکل
(۱۰) وہ ایک بلیک بورڈ ہے
(۱۱) یہ موٹر کاریں
(۱۲) وہ کچھ موٹر کاریں ہیں
(۱۳) یہ کچھ پھل ہیں
(۱۴) وہ دو پھل



مرکّب اشاری (حصّہ دوم)

۱ : ۲۳ پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم اگر معرّف باللّام ہو تا ہے تو وہ اس کا مشارٌ الیہ ہو تا ہے اور اگر نکرہ ہو تا ہے تو اس کی خبر ہو تا ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ سبق میں ہم نے جو مشق کی ہے اس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والے تمام اسماء مفرد تھے۔ مثلاً هٰذَا الصِّرَاطُ اور هٰذٖ صِرَاطٌ میں صِرَاط مفرد اسم ہے۔ اب یہ سمجھ لیں کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہو تا ہے۔

۲ : ۲۳ کبھی ایسا بھی ہو تا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا مشارٌ اِلَیہ یا خبر اسم مفرد کے بجائے کوئی مرکب ہو تا ہے۔ مثلاً "یہ مرد" کہنے کے بجائے اگر ہم کہیں "یہ سچا مرد" تو یہاں "سچا مرد" مرکب توصیفی ہے اور اسم اشارہ "یہ" کا مشارٌ اِلَیہ ہے۔ اس کو عربی میں ہم کہیں گے هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ۔ اب یہاں اَلرَّجُلُ الصَّادِقُ مرکب توصیفی ہے اور هٰذَا کا مشارٌ اِلَیہ ہونے کی وجہ سے معرف بِاللّام ہے۔

۳ : ۲۳ اوپر دی گئی مثال میں مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو جائے یعنی رَجُلٌ صَادِقٌ ہو جائے تو اب یہ هٰذَا کا مشارٌ اِلَیہ نہیں ہو گا بلکہ نکرہ ہونے کی وجہ سے هٰذَا کی خبر بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ هٰذَا رَجُلٌ صَادِقٌ کا ترجمہ ہو گا "یہ ایک سچا مرد ہے"۔

۴ : ۲۳ اب تک ہم نے دیکھا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم مفرد یا مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو تو وہ خبر ہو تا ہے اور اسم اشارہ مبتدا ہو تا ہے۔ مثلاً تِلْكَ طِفْلَةٌ میں تِلْكَ مبتدا ہے۔ اب یہ بات سمجھ لیں کہ کبھی تو مفرد اسم اشارہ مبتدا بن کر آتا ہے جیسے اوپر کی مثال میں تِلْكَ ہے' اور کبھی پورا مرکب اشاری مبتدا بن کر آتا ہے جیسے تِلْكَ الطِّفْلَةُ جَمِيْلَةٌ۔ اس میں دیکھیں تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے اور مبتدا ہے۔ اس کے آگے جَمِيْلَةٌ اس کی خبر نکرہ آرہی ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ

ہو گا "وہ بچی خوبصورت ہے"۔ اسی طرح هٰذَا الرَّجُل الصَّادِقُ جَمِيْلٌ کا ترجمہ ہو گا "یہ سچا مرد خوبصورت ہے"۔

۵ : ۲۳ ایک بات یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ مُشَارٌ اِلَيْه اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو اسم اشارہ عموماً واحد مؤنث آتا ہے مثلاً تِلْكَ الْكُتُبُ (وہ کتابیں)۔ اسی طرح اگر اسم اشارہ مبتدا ہو اور خبر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تب بھی اسم اشارہ عموماً واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً تِلْكَ كُتُبٌ (وہ کتابیں ہیں)۔

مشق نمبر ۲۲

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

رَخِيْصٌ	سستا	ثَمِيْنٌ	مہنگا۔ قیمتی
لَذِيْذٌ	لذیذ۔ خوش ذائقہ	مُفِيْدٌ	فائدہ مند
دَوَاءٌ	دوا	بَلَاغٌ	پیغام
غُرْفَةٌ	کمرہ	ضَيِّقٌ	تنگ
سَرِيْعٌ	تیز رفتار		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
(۲) هٰذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ
(۳) هٰذَا الصِّرَاطُ مُسْتَقِيْمٌ
(۴) هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ اللَّذِيْذَتَانِ
(۵) هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ
(۶) هَاتَانِ فَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ
(۷) تِلْكَ الْكُتُبُ ثَمِيْنَةٌ
(۸) تِلْكَ كُتُبٌ ثَمِيْنَةٌ
(۹) تِلْكَ الْكُتُبُ الثَّمِيْنَةُ نَافِعَةٌ جِدًّا
(۱۰) هٰذِهِ الشَّجَرَةُ قَصِيْرَةٌ
(۱۱) تِلْكَ شَجَرَةٌ طَوِيْلَةٌ
(۱۲) ذَالِكَ الدَّوَاءُ الْمُرُّ مُفِيْدٌ

(۱۳) هٰذَا بَلَاغٌ مُّبِيْنٌ (۱۴) هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) یہ دوا کڑوی ہے اور وہ میٹھی دوا ہے۔ (۲) یہ کچھ مہنگے قلم ہیں۔
(۳) وہ قلم سستے ہیں۔ (۴) وہ تیز رفتار موٹر کار تنگ ہے۔
(۵) وہ دو میٹھے پھل ہیں۔

مرکّب اشاری (حصّہ سوم)

۲۴ : ۱ گزشتہ اسباق میں ہم دو باتیں سمجھ چکے ہیں۔ (i) اسم اشارہ کے بعد اسم مفرد اگر معرف باللام ہو تو وہ اس کا مشارٌ اِلَیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے (ii) اسم اشارہ کے بعد مرکب توصیفی اگر معرف باللام ہو تو وہ اس کا مشارٌ اِلَیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے۔

۲۴ : ۲ اس سبق میں ہم نے یہ سمجھنا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد اگر مرکب اضافی آ رہا ہو تو ہم کیسے تمیز کریں گے کہ وہ اسم اشارہ کا مشارٌ اِلَیہ ہے یا خبر ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے پہلے اردو کے جملوں پر غور کریں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "لڑکے کی یہ کتاب"۔ یہ بات سن کر ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اس لئے یہ ایک مرکب ہے اور اس میں لفظ "یہ" اسم اشارہ ہے جو لفظ "کتاب" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس طرح اس کو ہم نے مرکب اشاری مان لیا۔ اب اگر ہم کہیں "یہ لڑکے کی کتاب ہے" تو اس میں لفظ "ہے" کی وجہ سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات مکمل ہو گئی ہے' اس لئے یہاں اسم اشارہ "یہ" مبتدا ہے اور مرکب اضافی "لڑکے کی کتاب" اس کی خبر ہے لیکن یہ سہولت ہمیں عربی میں حاصل نہیں ہوگی۔ وہاں

مشارٌ الیہ اور خبر میں تمیز کئے بغیر نہ تو صحیح ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت مرکب اشاری ہے یا جملہ اسمیہ۔

۳ : ۲۴ اب تک ہم نے یہ پڑھا ہے کہ عربی میں مشارٌ الیہ معرف باللام ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے "لڑکے کی یہ کتاب" کا ترجمہ ہونا چاہئے "هٰذَاالْكِتَابُ وَلَدٍ" یا "هٰذَا الْكِتَابُ الْوَلَدِ"۔ لیکن یہ دونوں ترجمے غلط ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "كِتَابُ الْوَلَدِ" مرکب اضافی ہے جس میں "كِتَابُ" مضاف ہے جس پر لامِ تعریف داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مرکب اضافی اگر مشارٌ الیہ ہو تو اسم اشارہ اس کے بعد لاتے ہیں۔ چنانچہ "لڑکے کی یہ کتاب" کا صحیح ترجمہ ہوگا "كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا"۔ اب یہ بات یاد کرلیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی کے بعد آرہا ہے تو اسے مرکب اشاری مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔

۴ : ۲۴ دوسری بات یہ یاد کرلیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آرہا ہے تو اسے جملہ اسمیہ مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔ چنانچہ "هٰذَا كِتَابُ الْوَلَدِ" کا ترجمہ ہوگا "یہ لڑکے کی کتاب ہے"۔

۵ : ۲۴ مرکب اشاری کے ضمن میں آخری بات سمجھنے کے لئے اس مرکب پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا (لڑکے کی یہ کتاب)۔ اس میں اشارہ مضاف یعنی كِتَابُ کی طرف کرنا مقصود ہے اور مضاف پر لام تعریف داخل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمیں دِقّت پیش آئی اور اسم اشارہ کو مرکب اضافی کے بعد لانا پڑا۔ لیکن فرض کریں کہ اشارہ مضاف الیہ یعنی اَلْوَلَدُ (لڑکے) کی طرف کرنا مقصود ہے۔ مثلاً ہم کہنا چاہتے ہیں "اِس لڑکے کی کتاب"۔ اس صورت میں آپ کو معلوم ہے کہ مضاف الیہ پر لام تعریف داخل ہوتا ہے۔ اس لئے اسم اشارہ مضاف اِلیہ سے پہلے آئے گا۔ چنانچہ "اس لڑکے کی کتاب" کا ترجمہ ہوگا "كِتَابُ هٰذَاالْوَلَدِ"۔

۶ : ۲۴ آپ کو یاد ہوگا کہ مرکب اضافی کے اسبق میں (پیراگراف ۱:۱۷) ہم نے

یہ اصول پڑھا تھا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان کوئی لفظ نہیں آتا۔ جبکہ كِتَابُ هٰذَا الْوَلَدِ میں اسم اشارہ، مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آیا ہے۔ تو اب یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ یہ صورت مذکورہ اصول کا ایک استثناء ہے۔

۷ : ۲۴ مرکب اضافی کے متعلق اسم اشارہ کے قواعد کا خلاصہ مندرجہ ذیل طریقہ سے یاد کرلیں توان شاء اللہ آپ کو آسانی ہوگی۔

(۱) اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آئے تو وہ مبتدأ ہوتا ہے۔

(۲) اسم اشارہ اگر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان میں آئے تو وہ مضاف الیہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(۳) اسم اشارہ مرکب اضافی کے بعد آئے تو وہ مضاف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مشق نمبر ۲۳

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

اُسْتَاذٌ	استاد	ذَكِيٌّ	ذہین
تِلْمِيْذٌ	شاگرد	عَمٌّ	چچا
عَمَّةٌ	پھوپھی	خَالٌ	ماموں
خَالَةٌ	خالہ	وَسِخٌ	میلا۔ گندا
اِمَامٌ	پیشوا	اَمَامَ (مضاف آتا ہے)	سامنے
تِيْنٌ	انجیر		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) شُبَّاكُ الْغُرْفَةِ هٰذَا (۲) هٰذَا شُبَّاكُ الْغُرْفَةِ

(۳) هٰذِهٖ سَيَّارَةُ مُعَلِّمِىْ
(۴) سَيَّارَةُ مُعَلِّمِى هٰذِهٖ
(۵) سَبُّوْرَةُ الْمَدْرَسَةِ تِلْكَ كَبِيْرَةٌ
(۶) سَبُّوْرَةُ تِلْكَ الْمَدْرَسَةِ صَغِيْرَةٌ
(۷) اَهٰذَا اَخُوْكَ؟
(۸) اَ اَخُوْكَ هٰذَا عَالِمٌ؟
(۹) هٰذَا الرَّجُلُ خَالِىْ وَتِلْكَ الْمَرْاَةُ خَالَتِىْ وَهٰذِهٖ عَمَّتِىْ
(۱۰) تِلْمِيْذُ الْمَدْرَسَةِ هٰذَا ذَكِيٌّ وَهُوَ اِمَامُ الْجَمَاعَةِ
(۱۱) تِلْمِيْذُ هٰذِهِ الْمَدْرَسَةِ قَائِمٌ اَمَامَ الْاُسْتَاذِ
(۱۲) تَمْرُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ حُلْوٌ
(۱۳) تِلْكَ الْبُيُوْتُ لِذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) یہ شاگرد ذہین ہے
(۲) میرا یہ شاگرد محنتی ہے
(۳) مدرسہ کی یہ شاگردہ نیک ہے
(۴) استاد کی وہ سائیکل تیز رفتار ہے
(۵) اس استاد کی سائیکل نئی ہے
(۶) اس مدرسہ کا ذہین شاگرد مسجد کے سامنے کھڑا ہے۔

اَسماءِ استفہام (حصّہ اول)

۱ : ۲۵ پیراگراف نمبر ۳ : ۱۲ میں ہم نے پڑھا تھا کہ کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بنانے کے لئے اس کے شروع میں اَ (کیا) اور ھَلْ (کیا) کا اضافہ کرتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ ان کو حروف استفہام کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف جملہ میں معنوی تبدیلی کے علاوہ نہ تو اعرابی تبدیلی لاتے ہیں اور نہ ہی یہ جملہ میں مبتدأ یا فاعل بنتے ہیں۔

۲ : ۲۵ اس سبق میں ہم کچھ مزید الفاظ پڑھیں گے جو کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بناتے ہیں۔ ان کو اسماء استفہام کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ میں مبتدا' فاعل یا مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کی مثال ہم اسی سبق میں آگے چل کر دیکھیں گے۔ فی الحال آپ اسماء استفہام اور ان کے معانی یاد کرلیں۔

مَا۔ مَاذا	کیا	کَمْ	کتنا
مَنْ	کون	اَیْنَ	کہاں
کَیْفَ (حال پوچھنے کیلئے)	کیسا	اَنّٰی	کہاں سے 'کس طرح سے
مَتٰی (زمانے سے متعلق)	کب	اَیَّةٌ	کونسی
اَیٌّ	کونسا	اَیَّانَ	کب

۳ : ۲۵ مذکورہ بالا اسماء استفہام میں یہ بات نوٹ کرلیں کہ اَیٌّ اور اَیَّةٌ کے علاوہ باقی اسماء استفہام مبنی ہیں۔

۴ : ۲۵ اسماء استفہام جب مبتدا بن کر آتے ہیں تو بعد والے اسم کے ساتھ مل کر جملہ پورا کردیتے ہیں۔ مثلاً "مَاھٰذَا" میں "مَا" مبتدأ ہے اور "ھٰذَا" اس کی خبر

ہے۔اس لئے ترجمہ ہو گا" یہ کیا ہے؟"۔اسی طرح مَنْ اَبُوْكَ؟(تیرا باپ کون ہے؟) اَیْنَ اَخُوكَ؟(تیرا بھائی کہاں ہے؟)وغیرہ۔یہاں نوٹ کریں کہ چونکہ اردو میں اسماء استفہام شروع میں نہیں آتے لہٰذا ان کا ترجمہ بعد میں کیا گیا ہے۔

۵ : ۲۵ کبھی اسماء استفہام مضاف الیہ بن کر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں مرکب اضافی وجود میں آتا ہے جس کا ترجمہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً کِتَابُ مَنْ؟ کا ترجمہ "کس کی کتاب ہے؟ کرنا غلط ہو گا۔ دیکھئے یہاں کِتَابُ مضاف ہے اور "مَنْ "مضاف الیہ ہے۔اس لئے اس کا صحیح ترجمہ ہو گا" کس کی کتاب؟"

۶ : ۲۵ اَیٌّ اور اَیَّةٌ عام طور پر مضاف بن کر آیا کرتے ہیں اور بعد والے اسم سے مل کر مرکب اضافی بناتے ہیں جس کا ترجمہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اَیُّ رَجُلٍ (کون سا مرد)۔اَیَّةُ النِّسَاءِ(کون سی عورت)وغیرہ۔

۷ : ۲۵ اسماءِ استفہام کے چند قواعد مزید ہیں جن کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ اگلے اسباق میں کریں گے۔فی الحال ہم اب تک پڑھے ہوئے قواعد کی مشق کر لیتے ہیں۔

مشق نمبر ۲۴

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

حِبْرٌ	روشنائی۔سیاہی	قَلَمُ الْحِبْرِ	روشنائی کا قلم۔فونٹین پین
رَصَاصٌ	سیسہ	قَلَمُ الرَّصَاصِ	سیسہ کا قلم۔پنسل
ذَهَبَ	وہ گیا	جَاءَ	وہ آیا
اَلَا	سنو۔آگاہ ہو جاؤ		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) مَاذٰلِكَ؟ ذٰلِكَ قَلَمُ الْحِبْرِ (۲) مَاهٰذِهٖ؟ هٰذِهٖ دَوَاةٌ

(۳) وَمَاذَا فِي الدَّوَاةِ؟ فِي الدَّوَاةِ حِبْرٌ
(۴) مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا وَلَدٌ
(۵) مَا اسْمُ الْوَلَدِ؟ اِسْمُ الْوَلَدِ مَحْمُوْدٌ
(۶) كَيْفَ حَالُ مَحْمُوْدٍ؟ هُوَ بِخَيْرٍ
(۷) هٰذَا كِتَابُ مَنْ؟ هٰذَا كِتَابُ حَامِدٍ
(۸) اَيْنَ اَخُوْكَ الصَّغِيْرُ؟ هُوَ ذَهَبَ اِلَى الْمَدْرَسَةِ
(۹) مَتٰى ذَهَبَ؟ ذَهَبَ قَبْلَ سَاعَتَيْنِ
(۱۰) مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ؟ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) وہ کیا ہے؟ وہ محمود کی کار ہے۔
(۲) یہ کیا ہے؟ یہ ایک لڑکے کی سائیکل ہے۔
(۳) تیرا بڑا لڑکا کہاں ہے؟
(۴) وہ بازار سے کب آیا؟

اَسماءِ استفہام (حصّہ دوم)

۱ : ۲۶ اسماء استفہام کے شروع میں حروفِ جارّہ لگانے سے ان کے مفہوم میں حروف جارہ کی مناسبت سے کچھ تبدیلی ہو جاتی ہے۔ آپ ان کو یاد کرلیں۔ ان الفاظ کو دائیں سے بائیں پڑھیں تو انہیں سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہوگی۔

لِمَا ۔ لِمَاذَا	کس لئے ۔ کیوں	مِمَّا (مِنْ مَا)	کس چیز سے
فِیْمَا	کس چیز میں	عَمَّا (عَنْ مَا)	کس چیز کی نسبت سے
لِمَنْ	کس کا ۔ کس کے لئے	مِمَّنْ (مِنْ مَنْ)	کس شخص سے
مِنْ اَیْنَ	کہاں سے	اِلٰی اَیْنَ	کہاں کو
اِلٰی مَتٰی	کب تک	بِکَمْ	کتنے میں

۲ : ۲۶ اس سبق کا قاعدہ سمجھنے سے پہلے ایک بات اور نوٹ کرلیں۔ مَا پر جب حروف جارہ داخل ہوتے ہیں تو کبھی مَا الف کے بغیر بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ چنانچہ لِمَا سے لِمَ ' فِیْمَا سے فِیْمَ ' عَمَّا سے عَمَّ ہو جاتا ہے۔

۳ : ۲۶ اسماء استفہام پر لِ (حرف جار) داخل ہو جائے تو پھر اسے جملے کے شروع میں لاتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ بعد والے اسم سے مل کر جملہ مکمل کر دیتا ہے۔ چنانچہ لِمَنِ الْکِتَابُ کا ترجمہ ہوگا "کتاب کس کی ہے"۔

آیئے اب ہم کچھ مشق کرلیں۔ اس کے بعد اگلے سبق میں ہم اسماء استفہام کا ایک اور قاعدہ پڑھیں گے۔

مشق نمبر ۲۵

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

سَاعَةٌ	گھڑی۔ گھنٹہ	حَدِيْقَةُ الْحَيَوَانَاتِ	چڑیا گھر
بَوَّابٌ	دربان	سَمِيْنٌ	موٹا تازہ۔ فربہ
رَاكِبٌ	سوار۔ سواری کرنے والا	نَاقَةٌ	اونٹنی

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) لِمَنْ هٰذَا الْكِتَابُ؟ هٰذَا الْكِتَابُ لِوَلَدٍ

(۲) بِكَمْ هٰذِهِ الْبَقَرَةُ السَّمِيْنَةُ؟

(۳) لِمَ اَنْتَ جَالِسٌ فِي الْبَيْتِ؟

(۴) فِيْمَ مَشْغُوْلٌ إِمَامُ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ؟

(۵) قَالَ اَنّٰى لَكِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

(۶) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

اَسماءِ استفہام (حصہ سوم)

۲۷ : ۱ لفظ کَمْ کے دو استعمال ہیں۔ ایک تو یہ اسم استفہام کے طور پر آتا ہے۔ اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں "کتنا یا کتنے"۔ دوسرے یہ خبر کے طور پر آتا ہے جسے "کَمْ خبریہ" کہتے ہیں۔ اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں "کتنے ہی یا بہت سے۔"

۲۷ : ۲ کَمْ جب استفہام کے لئے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم منصوب، نکرہ اور واحد ہوتا ہے مثلاً کَمْ دِرْھَمًا عِنْدَکُمْ؟ (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟) کَمْ سَنَةً عُمْرُكَ؟ (تیری عمر کتنے سال ہے؟)۔ چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم منصوب اور واحد ہے تو ہمیں سمجھ جانا چاہئے کہ یہ کَمْ استفہامیہ ہے۔

۲۷ : ۳ "کَمْ" جب خبر کے لئے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم حالت جر میں ہوتا ہے۔ یہ واحد بھی ہو سکتا ہے اور جمع بھی۔ مثلاً کَمْ عَبْدٍ اَعْتَقْتُ (کتنے ہی غلام میں نے آزاد کئے) کَمْ مِنْ دَنَانِیْرَ (غیر منصرف) اَنْفَقْتُ عَلَی الْفُقَرَاءِ (بہت سے دینار میں نے فقیروں پر خرچ کئے)۔ چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم مجرور ہے، خواہ وہ واحد ہو یا جمع، تو ہمیں سمجھ جانا چاہئے کہ یہ کَمْ خبریہ ہے۔

مشق نمبر ۲۶

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ترجمہ کریں۔

سَقِیْمٌ	بیمار	تِلْمِیْذٌ (ج تَلَامِذَةٌ)	شاگرد
شَاةٌ (ج شِیَاةٌ)	بکری	مَعْدُوْدَةٌ	گنی ہوئی۔ گنتی کی چند
ذَبَحْتُ	میں نے ذبح کیا۔		

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) كَمْ وَلَدًا لَكَ يَا خَالِدُ؟ لِيْ وَلَدَانِ وَبِنْتٌ وَاحِدَةٌ

(۲) كَمْ تِلْمِيْذًا حَاضِرٌ فِي الْمَدْرَسَةِ؟
وكَمْ تَلَامِيْذَةٍ غَيْرُ حَاضِرٍ مِنَ الْمَدْرَسَةِ؟
وَلِمَاذَا؟ كَمْ مِنْ تِلْمِيْذٍ سَقِيْمٌ۔

(۳) كَمْ شَاةً عِنْدَكَ يَا اُسْتَاذِيْ؟ عِنْدِيْ شِيَاةٌ مَعْدُوْدَةٌ۔
لِمَاذَا؟ كَمْ مِنْ شَاةٍ ذَبَحْتُ لِلْفُقَرَاءِ

آسان عربی گرامر

حصّہ دوم

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

مولوی عبدالستار مرحوم کی قابلِ قدر تالیف "عربی کا معلم" پر مبنی

آسان عربی گرامر

حصہ دوم

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان



مکتبہ خدام القرآن لاہور

36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-03

نام کتاب ———— آسان عربی گرامر (حصہ دوم)

طبع اوّل تا طبع نہم (ستمبر 1992ء تا مئی 2004ء) ———— 10,100

طبع دہم (اگست 2005ء) ———— 2200

ناشر ———— ناظم نشر و اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مقام اشاعت ———— 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 03-5869501

مطبع ———— شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ———— 45 روپے

فہرست



مادّہ اور وزن

۱ : ۲۸ اب تک تقریباً گیارہ اسباق میں، جو ذیلی تقسیم کے ساتھ کل ستائیس اسباق پر مشتمل تھے، ہم نے اسم اور اس پر مبنی مرکبات اور جملہ اسمیہ کے بارے میں پڑھا ہے۔ اب ہم عربی زبان میں فعل کے استعمال کے بارے میں کچھ بتانا شروع کریں گے۔ یعنی اب ہم "علم الصّرف" کی طرف آئیں گے۔ لیکن فعل کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کو "مادہ" اور "وزن" کے بارے میں کچھ بتادیا جائے۔ کیونکہ علم الصرف کے بیان میں ان دو اصطلاحات کا ذکر بار بار آئے گا۔ نیز یہ کہ اگر آپ نے عربی زبان میں "مادہ" اور "وزن" کے نظام کو سمجھ لیا تو پھر آپ کے لئے افعال کے استعمالات کو سمجھنا اور انہیں یاد رکھنا آسان ہوجائے گا۔

۲ : ۲۸ "مادّہ" اور "وزن" پر بات شروع کرنے سے پہلے مناسب ہوگا اگر آپ پہلے ذرا درج ذیل مجموعہ ہائے کلمات کو غور سے دیکھیں۔ یہ عربی الفاظ ہیں لیکن چونکہ ان میں سے بیشتر اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ آپ کو ان کے معانی معلوم کرلینے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

۱۔ عِلْمٌ۔ مَعْلُوْمٌ۔ عَالِمٌ۔ تَعْلِيْمٌ۔ عَلاَّمَةٌ۔ مُعَلِّمٌ۔ اِعْلاَمٌ۔ عُلُوْمٌ۔

۲۔ قِبْلَةٌ۔ قَبُوْلٌ۔ قَابِلٌ۔ مَقْبُوْلٌ۔ اِسْتِقْبَالٌ۔ اِقْبَالٌ۔ مُقَابَلَةٌ۔ تَقَابُلٌ

۳۔ ضَرْبٌ۔ ضَارِبٌ۔ مَضْرُوْبٌ۔ مُضَارَبَةٌ۔ مِضْرَابٌ۔ اِضْطِرَابٌ۔

۴۔ كِتَابٌ۔ كَاتِبٌ۔ مَكْتُوْبٌ۔ كِتَابَةٌ۔ مَكْتَبٌ۔ مَكْتَبَةٌ۔ كُتُبَةٌ۔

۵۔ قَادِرٌ۔ تَقْدِيْرٌ۔ مَقْدُوْرٌ۔ قُدْرَةٌ۔ قَدِيْرٌ۔ مِقْدَارٌ۔ مُقْتَدِرٌ۔

مندرجہ بالا پانچ گروپوں کے الفاظ پر غور کیجئے اور بتائیے کہ ہر ایک گروپ کے الفاظ میں کون سے ایسے حروف ہیں جو اس گروپ کے تمام الفاظ میں پائے جاتے ہیں یعنی مشترک ہیں۔ اگر آپ ایک گروپ کے الفاظ پر نظر ڈال کر [illegible] کہ مشترک

حروف بتا سکتے ہیں تو ماشاء اللہ آپ ذہین ہیں۔

۲۸ : ۳ دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گروپ کے ہر ہر لفظ کے حروف الگ الگ کر کے لکھ لیں۔ مثلاً :

گروپ نمبر۱	گروپ نمبر۲	گروپ نمبر۳	گروپ نمبر۴	گروپ نمبر۵
ع ل م	ق ب ل ۃ	ض ر ب	ک ت ا ب	ق ا دِ ر
م ع ل و م	ق ب و ل	ض ا ر ب	ک ا ت ب	ت ق د ی ر
ع ا ل م	ق ا ب ل	م ض ر و ب	م ک ت و ب	م ق د و ر
ت ع ل ی م	م ق ب و ل	م ض ا ر ب ۃ	ک ت ا ب ۃ	ق د ر ۃ
ع ل ا م ۃ	ا س ت ق ب ا ل	م ض ر ا ب	م ک ت ب ۃ	ق د ی ر
م ع ل ل م	ا ق ب ا ل	ا ض ط ر ا ب	م ک ت ب	م ق د ا ر
ا ع ل ا م	م ق ا ب ل ہ		ک ت ب ۃ	م ق ت د ر
ع ل و م	ت ق ا ب ل			

اب آپ ہر کالم کے الفاظ کے ان تمام حروف کو "کراس" (x) لگا دیں۔ جو تمام الفاظ میں نہیں پائے جاتے، بلکہ بعض میں ہیں اور بعض میں نہیں ہیں، تو آپ کے پاس ہر لفظ کے صرف وہ حروف بچ جائیں گے جو تمام الفاظ میں مشترک ہیں۔

بہرحال آپ جس طرح بھی معلوم کریں بالآخر آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ :

۱۔ گروپ نمبر۱ کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ع ل م" ہیں۔

۲۔ گروپ نمبر۲ کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ق ب ل" ہیں۔

۳۔ گروپ نمبر۳ کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ض ر ب" ہیں۔

۴۔ گروپ نمبر۴ کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ک ت ب" ہیں۔

۵۔ گروپ نمبر۵ کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ق د ر" ہیں۔

گویا ہر گروپ کے الفاظ بنیادی طور پر ان تین حروف سے بنائے گئے ہیں جو ان

میں مشترک ہیں۔ ان مشترک حروف کو ان الفاظ کا "مادّہ" کہتے ہیں۔ یعنی گروپ نمبر ۱ کے تمام الفاظ کا مادہ "ع ل م" ہے۔ اس سے ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ عربی زبان میں تقریباً تمام کلمات (اسم ہوں یا فعل) کی بنیاد ایک تین حرفی "مادہ" ہوتا ہے۔

۲۸ : ۴ عربی زبان کی تعلیم خصوصاً "علم الصرف" میں اس "مادہ" کی بڑی اہمیت ہے۔ "علم الصرف" کا موضوع اور مقصد ہی یہ ہے کہ ایک "مادہ" سے مختلف الفاظ (اسماء اور افعال) کیسے بنائے جاتے ہیں۔ کسی مادہ سے جو مختلف الفاظ بنتے ہیں ان میں سے بیشتر تو مقرر قواعد کے تحت بنتے ہیں۔ یعنی ایک "مادہ" سے ایک خاص معنی دینے والا لفظ جس طرح ایک "مادہ" سے بنے گا، تمام مادوں سے اسی قاعدے کے مطابق اس طرح کا لفظ بنایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے مادہ کے حروف پر نہ صرف بعض حرکات لگانی پڑتی ہیں بلکہ بعض حروف کا اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ جسے آپ پیراگراف ۲۸ : ۲ میں دیئے گئے الفاظ پر نظر ڈال کر معلوم کر سکتے ہیں کیونکہ ان الفاظ کے مادے آپ کو بتائے جا چکے ہیں۔ مثلاً "ع ل م" مادہ سے لفظ "تَعْلِیْمٌ" بنانے کا طریقہ یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ پہلے "تَ" لگاؤ۔ اس کے بعد مادہ کے پہلے حرف "ع" کو سکون دے کر لکھو۔ "تَعْ" بن گیا۔ اب اس کے بعد مادہ کے دوسرے (درمیانی) حرف "ل" کو زیر دے کر لکھو اور اس کے بعد ایک ساکن "یْ" لگاؤ۔ یہاں تک لفظ "تَعْلِیْ" بن گیا۔ اب آخر پر مادہ کا آخری حرف "م" لکھ کر اس پر تنوینِ رفع (ٌ) لگا دو یوں لفظ "تَعْلِیْمٌ" بن گیا۔

۲۸ : ۵ آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ کسی مادہ سے لفظ بنانے کا طریقہ اس طرح سمجھانا تو بڑا مشکل، طویل اور پیچیدہ کام ہے۔ عربی زبان کے قواعد بنانے والوں نے اسی مشکل کو آسان کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالا کہ انہوں نے مادہ کے تین حرفوں (۱، ۲، ۳) کا نام (ف ع ل) مقرر کر دیا۔ یعنی مادہ کے حرفوں کو نمبر لگا کر ۱، ۲، ۳ کہنے یا پہلا، درمیانی اور آخری کہنے کے بجائے نمبر ۱ یا پہلے حرف کو "ف" نمبر ۲ یا

درمیانی کو "ع" اور نمبر ۳ یا آخری کو "ل" کہتے ہیں۔ مثلاً "ق د ر" میں فا کلمہ "ق" ہے، عین کلمہ "د" ہے اور لام کلمہ "ر" ہے۔ جس مادہ سے کوئی لفظ بنانا ہو تو پہلے "ف ع ل" سے اس طرح کا لفظ بطور نمونہ بنالیا جاتا ہے اور پھر کسی بھی متعلقہ مادہ سے اس "نمونے" کے مطابق لفظ بنایا جاسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ نمونے کے "ف" کی جگہ مادہ کا پہلا حرف، "ع" کی جگہ مادہ کا دوسرا حرف اور "ل" کی جگہ تیسرا حرف رکھ دیں باقی حرکات اور زائد حروف "نمونے" کے مطابق لگا دیں۔ مثلاً فَاعِلٌ اور مفعولٌ کے نمونے پر مختلف مادّوں سے جو الفاظ بنتے ہیں ان کی مثال درج ذیل ہے:

مادہ	نمونے	
ف ع ل	فَ ا عِ لٌ	مَ فْ عُ وْ لٌ
ع ل م	عَالِمٌ	مَعْلُوْمٌ
ق ب ل	قَابِلٌ	مَقْبُوْلٌ
ض ر ب	ضَارِبٌ	مَضْرُوْبٌ
ک ت ب	كَاتِبٌ	مَكْتُوْبٌ
ق د ر	قَادِرٌ	مَقْدُوْرٌ

امید ہے کہ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کسی مادہ سے نمونے کے مطابق الفاظ کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ اور اب آپ یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ مادہ ع ل م سے لفظ "تَعْلِيْمٌ"۔ "تَفْعِيْلٌ" کے نمونے پر بنایا گیا ہے۔

۶ : ۲۸ اب ذرا یہ بات بھی سمجھ لیجئے بلکہ یاد رکھئے کہ "ف ع ل" سے نمونے کے طور پر بننے والے لفظ کو عربی گرامر کی زبان میں وزن کہتے ہیں۔ یعنی "فَاعِلٌ" ایک وزن ہے اور "مَفْعُوْلٌ" بھی ایک وزن ہے۔ اب آپ نے یہی سیکھنا ہے کہ کسی مادہ سے مختلف اوزان (وزن کی جمع) کے مطابق لفظ کس طرح بناتے ہیں۔ مادہ اور وزن کی اس پہچان کا تعلق عربی ڈکشنری یعنی لغت کے استعمال سے بھی ہے۔ جس پر

آگے چل کر بات کریں گے۔(ان شاء اللّٰہ تعالیٰ)

مشق نمبر ۲۷ (الف)

ذیل میں کچھ مادّے اور ان کے ساتھ کچھ اوزان دیئے جا رہے ہیں۔ آپ کو ہر مادہ سے اس گروپ میں دیئے گئے تمام اوزان کے مطابق الفاظ بنانے ہیں۔

اوزان	مادّے	
فَعَلَ	ر ف ع	گروپ نمبر ا
يَفْعَلُ	ج ر ح	
فَعَلْتُمْ	ذ ہ ب	
يَفْعَلُوْنَ	ج ح د	
اِفْعَلْ	ق ط ع	
فَعِلَ	ش ر ب	گروپ نمبر ۲
فَعِلَتْ	ح م د	
تَفْعَلُ	ل ب ث	
تَفْعَلِيْنَ	ف ہ م	
اَفْعَلُ	ض ح ک	
فَعُلَ	ق ر ب	گروپ نمبر ۳
فَعُلْنَ	ب ع د	
تَفْعُلْنَ	ث ق ل	
تَفْعُلاَنِ	ح س ن	
اَفْعُلُ	ع ل م	

مشق نمبر ۲۷ (ب)

پیراگراف ۲ : ۲۸ میں الفاظ کے پانچ گروپ دیئے گئے ہیں۔ ہر گروپ کا مادہ پیراگراف ۳ : ۲۸ میں آپ کو بتا دیا گیا ہے۔ اس علم کی بنیاد پر اب آپ ہر گروپ کے ہر لفظ کا وزن لکھیں۔ مثلاً پیراگراف ۲ : ۲۸ کے گروپ نمبر ۴ میں ایک لفظ "مَكْتَبَةٌ" ہے۔ اور آپ کو بتا دیا گیا ہے کہ اس گروپ کے تمام الفاظ کا مادہ "ک ت ب" ہے۔ اب آپ کو کرنا یہ ہے کہ لفظ "مَكْتَبَةٌ" میں مادے کے پہلے حرف "ک" کو "ف" سے تبدیل کر دیں۔ اسی طرح مادے کے دوسرے حرف "ت" کو "ع" سے اور آخری حرف "ب" کو "ل" سے تبدیل کر دیں۔ بقیہ حروف اپنی اپنی جگہ رہنے دیں اور زبر' زیر' پیش میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ اس طرح آپ کو لفظ کا وزن معلوم ہو جائے گا۔ یہ کام اس طرح کریں :

مَ كْ تَ بَ ةٌ = مَكْتَبَةٌ

مَ فْ عَ لَ ةٌ = مَفْعَلَةٌ

ضروری ہدایت :

مذکورہ بالا مشقیں کرتے وقت الفاظ کے معانی کی بالکل فکر نہ کریں۔ آگے چل کر ان شاء اللّٰہ تعالٰی آپ کو ان کے معانی بھی معلوم ہو جائیں گے۔ فی الحال مادہ اور وزن کے نظام (System) کو سمجھنے اور اس کی مشق کرنے پر اپنی پوری توجہ کو مرکوز رکھیں۔ الفاظ کے معانی سمجھے بغیر اس نظام کی مشق کرنے سے آپ بہت جلد اس پر گرفت حاصل کر لیں گے۔

فعل ماضی معروف

تعریف، اوزان اور گردان

۱ : ۲۹ گزشتہ سبق میں مادہ اور وزن کا مفہوم سمجھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ مختلف مادوں سے جو مختلف الفاظ (اسماء و افعال) بنتے ہیں ان کے مخصوص اوزان ہیں۔ عربی میں ایسے اوزان کی تعداد تو خاصی ہے لیکن خوش قسمتی سے زیادہ استعمال ہونے والے اوزان نسبتاً کم ہیں اور ان کو یاد کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے اور آہستہ آہستہ بکثرت استعمال ہونے والے اوزان سے آپ کو آگاہ کرنا ہی ہمارا مقصد ہے۔

۲ : ۲۹ گزشتہ سبق میں آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ کسی مادے سے الفاظ بناتے وقت مادہ کے حروف میں کچھ زائد حروف کا اضافہ کرنا پڑتا ہے اور حرکات لگانی ہوتی ہیں۔ مثلاً "ق ب ل" مادہ سے "قَابِلٌ" بنانے میں حرکات کے علاوہ ایک حرف "الف" کا اضافہ ہوا ہے۔ مگر اسی مادہ سے لفظ "اِسْتِقْبَالٌ" بنانے میں حرکات کے علاوہ "ا س ت ا" کا اضافہ کرنا پڑا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ایک طالب علم کے ذہن میں الجھن پیدا ہوتی ہے کہ وہ کس طرح معلوم کرے کہ کسی فعل یا اسم میں اس کے مادے کے حروف کون سے ہیں؟ اس الجھن کے حل کے لئے یہ بات یاد کر لیں کہ ایسا لفظ جس میں مادے کے حروف سے زائد کوئی حرف نہ ہو عموماً فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہوتا ہے۔ فعل ماضی کے پہلے صیغے کے متعلق اسی سبق میں آگے چل کر بات ہو گی۔

۳ : ۲۹ اب ہم "فعل" پر بحث کا باقاعدہ آغاز کر رہے ہیں۔ چنانچہ اب ہم مختلف مادوں سے فعل بنانا سیکھیں گے اور مختلف افعال کے اوزان پڑھیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں فعل کے استعمال کے متعلق چند

بنیادی باتیں بیان کردی جائیں۔

۲۹ : ۴ اس کتاب کے حصّہ اوّل کے پیراگراف ۹ : ۱ میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ ایسا لفظ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنی میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ ایسے اسم کو "مَصْدَر" کہتے ہیں۔ اس حوالہ سے یہ بات دوبارہ ذہن نشین کرلیں کہ ہر زبان کی طرح عربی زبان کے افعال میں بھی وقت اور زمانہ کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔ محض کام کرنے کا مفہوم کافی نہیں ہے۔ مثلاً "عِلْمٌ" کے معنی ہیں "جاننا" اور "ضَرْبٌ" کے معنی ہیں "مارنا"۔ مگر "عِلْمٌ" یا "ضَرْبٌ" فعل نہیں ہیں بلکہ یہ اسم ہی ہیں اور ان کے آخر پر اسم کی علامت "تنوین" بھی موجود ہے۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں "عَلِمَ" جس کے معنی ہیں "اس نے جان لیا" یا "یَضْرِبُ" جس کے معنی ہیں "وہ مارتا ہے" تو اب "عَلِمَ" اور "یَضْرِبُ" فعل کہلائیں گے کیونکہ ایک میں گزشتہ وقت کا اور دوسرے میں موجودہ وقت کا تصور موجود ہے۔

۲۹ : ۵ دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح عربی میں بھی بلحاظ زمانہ فعل کی تقسیم سہ گانہ ہے۔ یعنی

(۱) فعل ماضی : جس میں کسی کام کے گزشتہ زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو۔

(۲) فعل حال : جس میں کسی کام کے موجودہ زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو۔ اور

(۳) فعل مستقبل : جس میں کسی کام کے آئندہ آنے والے زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو۔ فعل کی بلحاظ زمانہ یہی تقسیم اردو اور فارسی میں بھی مستعمل ہے اور انگریزی میں اسی کو Past Tense, Present Tense اور Future Tense کہتے ہیں۔ کسی فعل سے مختلف زمانوں کا مفہوم رکھنے والے مختلف الفاظ (جنہیں صیغے کہتے ہیں) بنانا کسی زبان کو سیکھنے کا نہایت اہم حصہ ہے۔ ہر زبان میں اس پر طلباء کو کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اب ہم عربی زبان کے فعل ماضی کے صیغوں پر بات کرتے ہیں۔ فعل حال اور مستقبل پر ان شاء اللہ آگے چل کر

بات ہوگی۔

۶ : ۲۹ اس کتاب کے حصہ اوّل کے پیرگراف ۳ : ۱۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عربی میں ضمائر کے استعمال میں نہ صرف "غَائِب" "مُخَاطَب" اور "مُتَکَلِّم" کا فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے بلکہ جنس اور عدد کی بھی تفریق ہوتی ہے۔ پھر عدد کے لئے واحد اور جمع کے علاوہ "تثنیہ" کے لئے بھی الگ ضمیریں ہوتی ہیں۔ اس طرح عربی میں ضمائر کی کل تعداد ۱۴ ہے۔ اسی طرح عربی میں فعل کے مختلف صیغوں کی تعداد بھی ۱۴ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں میں کسی فعل کے مختلف صیغوں کی تعداد اس زبان میں استعمال ہونے والی ضمیروں کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ ضمیروں کے مطابق فعل کے صیغے بنانے کو اردو اور فارسی میں فعل کی "گردان" اور عربی میں فعل کی "تَصْرِیْف" کہتے ہیں جبکہ انگریزی میں اسے Conjugation یا Persons of Verb کا نام دیا گیا ہے۔

۷ : ۲۹ دنیا کی بعض زبانوں میں فعل کی گردان میں ہر صیغے (Person of Verb) کے فعل کی ایک مقررہ شکل کے ساتھ ہر دفعہ ضمیر بھی مذکور ہوتی ہے۔ مثلاً اردو میں ماضی کی گردان عموماً یوں ہوتی ہے : وہ گیا' وہ گئے' تو گیا' تم گئے' میں گیا' ہم گئے' وہ گئی' وہ گئیں' تو گئی' تم گئیں' میں گئی' ہم گئیں۔

جبکہ بعض افعال کی گردان اس طرح ہوتی ہے کہ مذکر مونث یکساں رہتا ہے۔ مثلاً : اس نے مارا' انہوں نے مارا' تو نے مارا' تم نے مارا' میں نے مارا' ہم نے مارا۔ انگریزی میں ماضی کی گردان یوں ہوتی ہے :

I went, We went, You went, He went, They went

آپ نے نوٹ کر لیا ہوگا کہ اردو گردان غائب کی ضمیروں سے شروع ہو کر متکلم کی ضمیرون پر ختم کرتے ہیں۔ اس کے برعکس انگریزی میں متکلم سے شروع کر کے غائب پر ختم کرنے کا رواج ہے۔

۸ : ۲۹ بعض زبانوں میں گردان کے ہر صیغے کے ساتھ بار بار ظاہراً ضمیر نہیں لائی جاتی۔ بلکہ صیغے ہی اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ہر صیغے میں فاعل کی ضمیر اس صیغے کی بناوٹ سے سمجھی جاسکتی ہے۔ عربی اور فارسی میں فعل کی گردان اسی طریقے پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ عربی میں استعمال ہونے والی چودہ ضمیروں کے مطابق فعل کی گردان بھی چودہ صیغوں میں کی جاتی ہے۔ بظاہر یہ تعداد زیادہ نظر آتی ہے لیکن جب آپ اس کی یکسانیت اور باقاعدگی کا مقابلہ اردو افعال کی بے قاعدہ گردانوں اور انگریزی میں افعال کی بکثرت اور پیچیدہ صورتوں (Tenses) سے کریں گے تو اسے بے حد آسان پائیں گے۔

۹ : ۲۹ عربی میں فعل ماضی کی گردان مختلف ضمیروں کے فاعل ہونے کے لحاظ سے یوں ہوگی۔

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر :	فَعَلَ	فَعَلَا	فَعَلُوْا
		اس ایک (مرد) نے کیا	ان دو (مردوں) نے کیا	ان بہت سے (مردوں) نے کیا
	مونث :	فَعَلَتْ	فَعَلَتَا	فَعَلْنَ
		اس ایک (عورت) نے کیا	ان دو (عورتوں) نے کیا	ان بہت سی (عورتوں) نے کیا
حاضر	مذکر :	فَعَلْتَ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُم
		تو ایک (مرد) نے کیا	تم دو (مردوں) نے کیا	تم بہت سے (مردوں) نے کیا
	مونث :	فَعَلْتِ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُنَّ
		تو ایک (عورت) نے کیا	تم دو (عورتوں) نے کیا	تم بہت سی (عورتوں) نے کیا

متکلم مذکر و مؤنث :	فَعَلْتُ	فَعَلْنَا	فَعَلْنَا
	میں نے کیا	ہم نے کیا	ہم نے کیا

۱۰ : ۲۹ اس گردان کو یاد کرنے اور ذہن میں بٹھانے کے لئے اسے کئی دفعہ زبان سے دہرانا بھی ضروری ہے۔ مگر ہر ایک صیغے میں ہونے والی تبدیلی کو ذیل کے نقشے کی مدد سے بھی ذہن میں رکھا جا سکتا ہے۔ اس نقشہ میں ف ع ل کلمات کو تین چھوٹی لائنوں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے آپ تینوں کلمات کی حرکات (یعنی زبر' زیر وغیرہ) اور ان کے ساتھ ہر صیغے میں ہونے والے اضافے کو سمجھ سکتے ہیں۔

غائب	مذکر :	ـَـ ـَـ ـَـ	ـَـ ـَـ ـَـ ا	ـَـ ـَـ ـُـ وْا
	مونث :	ـَـ ـَـ ـَـ تْ	ـَـ ـَـ ـَـ تَا	ـَـ ـَـ ـْـ نَ
مخاطب	مذکر :	ـَـ ـَـ ـْـ تَ	ـَـ ـَـ ـْـ تُمَا	ـَـ ـَـ ـْـ تُمْ
	مونث :	ـَـ ـَـ ـْـ تِ	ـَـ ـَـ ـْـ تُمَا	ـَـ ـَـ ـْـ تُنَّ
متکلم	مذکر و مؤنث :	ـَـ ـَـ ـْـ تُ	ـَـ ـَـ ـْـ نَا	ـَـ ـَـ ـْـ نَا

۱۱ : ۲۹ اس نقشہ میں آپ نوٹ کریں کہ پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک ہے۔ اس کے چھٹے صیغے سے جب لام کلمہ ساکن ہوتا ہے تو پھر آخر تک ساکن ہی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ضمائر مرفوعہ میں مخاطب کی چھ ضمیروں کو ذہن میں تازہ کریں جو یہ ہیں۔ اَنْتَ' اَنْتُمَا' اَنْتُمْ' اَنْتِ' اَنْتُمَا' اَنْتُنَّ۔ اب نوٹ کریں کہ مذکورہ گردان میں مخاطب کے صیغوں میں انہیں ضمائر کے آخری حروف کا اضافہ ہوا ہے۔

۱۲ : ۲۹ اسی سبق کے پیراگراف ۲ : ۲۹ میں ہم نے کہا تھا کہ کسی لفظ کے مادوں کی پہچان فعل ماضی کے پہلے صیغے سے ممکن ہوتی ہے۔ اب اس نقشہ پر غور کرنے سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں صرف پہلا یعنی واحد مذکر غائب کا صیغہ ایسا ہے

جس میں (ف ع ل) کلمات یعنی مادے کے حروف کے ساتھ کسی اور حرف کا اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اسی لئے الفاظ کے مادوں کی پہچان ان کے فعل ماضی کے پہلے صیغے سے کی جاتی ہے۔ جیسے طَلَبَ "اس (ایک مرد) نے طلب کیا" کا مادہ (ط ل ب) ہے۔ فَتَحَ "اس (ایک مرد) نے کھولا۔" کا مادہ (ف ت ح) ہے وغیرہ۔

۱۳ : ۲۹ دوسری بات یہ سمجھ لیں کہ فعل ماضی کے تین اوزان ہیں : فَعَلَ ' فَعِلَ ' فَعُلَ۔ اوپر صرف فَعَلَ کی گردان دی گئی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کو تین گردانیں یاد کرنی ہوں گی۔ گردان تو صرف ایک یاد کرنی ہے۔ اس لئے کہ گردان کا طریقہ ایک ہی ہے۔ بس یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ جو فعل فَعِلَ کے وزن پر آتا ہے اس کے تمام صیغوں میں مادے کے دوسرے حرف یعنی عین کلمہ پر کسرہ یعنی زیر (ـِ) لگانی اور پڑھنی ہوگی۔ جیسے فَعِلَ ' فَعِلاَ ' فَعِلُوْا سے آخر تک۔ اسی طرح فَعُلَ کے وزن میں ہر جگہ عین کلمہ پر پیش (ـُ) لگے گا۔ فَعُلَ ' فَعُلاَ ' فَعُلُوْا سے آخر تک۔

۱۴ : ۲۹ ضمنی طور پر ایک بات اور سمجھ لیں کہ عربی میں زیادہ تر افعال کا مادہ تین حروف پر مشتمل ہوتا ہے جنہیں "ثُلاثی" کہتے ہیں جبکہ کچھ افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اصل مادہ ہی چار حروف پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان کو "رُباعی" کہتے ہیں۔ چونکہ عربی کے تقریباً ۹۰ فی صد افعال سہ حرفی مادوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لئے فی الحال ہم خود کو "ثلاثی" تک ہی محدود رکھیں گے۔

مشق نمبر ۲۸

مندرجہ ذیل افعال کی ماضی کی گردان لکھیں اور صیغہ کے معانی بھی لکھیں۔ گردان لکھتے وقت عین کلمہ کی حرکت کا خیال رکھیں۔

دَخَلَ	:	وہ داخل ہوا
غَلَبَ	:	وہ غالب ہوا
فَرِحَ	:	وہ خوش ہوا
ضَحِكَ	:	وہ ہنسا
قَرُبَ	:	وہ قریب ہوا
بَعُدَ	:	وہ دور رہوا

ضروری ہدایت :

کچھ طلبہ اور زیادہ عمر کے اکثر طلبہ کا خیال یہ ہوتا ہے کہ رٹا لگانا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لئے وہ یہ گردانیں یاد نہیں کرسکتے حالانکہ ضمائر کی دو گردانیں یاد کر چکے ہوتے ہیں۔ بہرحال ایسے طلبہ سے اتفاق نہ کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ خود میں نے پچاس سال کی عمر میں یہ گردانیں یاد کی تھیں۔ چنانچہ ایسے طلبہ کو میرا مشورہ یہ ہے کہ خود یاد کرنے کے بجائے یہ گردانیں وہ اپنے قلم کو یاد کرادیں۔ اس کا طریقہ سمجھ لیں۔

گردان کو سامنے رکھ کر پانچ' سات مرتبہ اسے زبان سے دہرائیں۔ پھر ایک کاغذ پر یادداشت سے اسے لکھنا شروع کریں۔ جہاں ذہن اٹک جائے وہاں گردان میں سے دیکھ کر لکھیں۔ اس طرح جب پوری گردان لکھ لیں تو وہ کاغذ پھاڑ کر پھینک دیں اور دوسرے کاغذ پر لکھنا شروع کریں۔ جہاں بھولیں گردان میں دیکھ لیں۔ اس طرح آپ پانچ' سات کاغذ پھاڑیں گے تو ان شاء اللہ آپ کے قلم کو گردان یاد ہو جائے گی۔ اگر کچھ کمزوری رہ جائے گی تو اگلے اسباق میں ترجمے کی مشقیں کرنے سے وہ دور ہو جائے گی۔

اساتذۂ کرام کے لئے مشورہ یہ ہے کہ کلاس میں طلباء سے زبانی گردان نہ سنیں بلکہ ان سے کاغذ پر لکھوائیں اور غلطیوں کی اصلاح کر کے کاغذ ان کو واپس کر دیں۔ اس طرح طلبہ دوسروں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ جائیں گے اور ان میں بددلی بھی پیدا نہ ہوگی۔

فعل ماضی کے ساتھ فاعل کا استعمال

۳۰ : ۱ اس مرحلہ پر ضروری ہے کہ اب ہم چند ایسے جملوں کی مشق کرلیں جس میں فعل ماضی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس سے پہلے درج ذیل چند باتیں سمجھنا ضروری ہیں تاکہ آپ کو جملے بنانے میں آسانی ہو۔

۳۰ : ۲ اس کتاب کے حصہ اوّل کے پیراگراف ۵ : ۷ میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ جس جملہ کی ابتدا کسی اسم سے ہو وہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور جس کی ابتدا کسی فعل سے ہو وہ جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لیں کہ جس طرح جملہ اسمیہ کے کم از کم دو حصے (مبتدا اور خبر) ہوتے ہیں اسی طرح ہر ایک جملہ فعلیہ کے بھی کم از کم دو حصے ہوتے ہیں یعنی فعل اور فاعل۔ کسی جملہ کے دو سے زیادہ حصے ہوسکتے ہیں لیکن کم از کم دو ضروری ہیں، جملہ اسمیہ میں مبتدا، خبر اور جملہ فعلیہ میں فعل، فاعل۔

۳۰ : ۳ اب آپ غور کریں کہ گردان کے جو چودہ صیغے آپ نے یاد کئے ہیں ان میں سے ہر ایک صیغہ مستقل جملہ فعلیہ ہے۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک میں فعل کے علاوہ فاعل بصورتِ ضمیر موجود ہے۔ گردان کے دوسرے نقشے میں مادے (ف ع ل) کے بعد جہاں کہیں "ا" "تَ" "نَا" وغیرہ آئے ہیں تو وہ دراصل متعلقہ فاعل ضمیر کی علامت ہیں۔ اور ان صیغوں کا ترجمہ کرتے وقت اس ضمیر کا ترجمہ ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور اگر فاعل ضمیر والے اردو جملہ کا عربی میں ترجمہ کرنا ہو تو فعل کا متعلقہ صیغہ بنالینا ہی کافی ہوتا ہے۔ مثلاً "ہم خوش ہوئے"۔ "فَرِحْنَا" "تو بیٹھا" "جَلَسْتَ" وغیرہ۔

۳۰ : ۴ لیکن اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ فاعل کوئی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ضمیر کے بجائے کسی شخص یا چیز کا نام ہوتا ہے۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں عموماً

فاعل، فعل کے بعد آتا ہے اور وہ ہمیشہ حالتِ رفع میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَرِحَ الْوَلَدُ (لڑکا خوش ہوا)، سَمِعَ اللّٰہُ (اللہ نے سن لیا) وغیرہ۔

۵ : ۳۰ فعل ماضی پر "مَا" لگا دینے سے اس میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مَا فَرِحَ "وہ (ایک مرد) خوش نہیں ہوا" مَا کَتَبْتَ "تو نے نہیں لکھا" مَا کَتَبَتِ الْمُعَلِّمَةُ (اُستانی نے نہیں لکھا) جو دراصل کَتَبَتْ اَلْمُعَلِّمَةُ تھا، جس میں اَلْمُعَلِّمَةُ کے ھمزۃ الوصل کی وجہ سے کَتَبَتْ کی ساکن "ت" کو آگے ملانے کے لئے حسب قاعدہ کسرہ (زیر) دی گئی ہے۔ یہ قاعدہ آپ حصہ اول کے پیرگراف ۷ : ۷ میں پڑھ چکے ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

قَرَاَ = اس (ایک مرد) نے پڑھا	کَتَبَ = اس (ایک مرد) نے لکھا
فَتَحَ = اس (ایک مرد) نے کھولا	اَکَلَ = اس (ایک مرد) نے کھایا
لِمَ = کیوں	اَلْاٰنَ = اب، ابھی۔ (نصب پر مبنی ہے)
اِلَی الْاٰنَ = اب تک	

مشق نمبر ۲۹

اردو میں ترجمہ کریں :

(۱) دَخَلَ مُعَلِّمٌ (۲) فَرِحْتُنَّ (۳) ضَحِکْتَا (۴) کَتَبَ الْمُعَلِّمُ (۵) لِمَ مَا اَکَلُوْا اِلَی الْاٰنَ (۶) فَتَحَ الْبَوَّابُ (۷) قَرَاَتْ فَاطِمَةُ (۸) فَرِحْتَ الْاٰنَ (۹) لِمَ بَعُدْتُمْ (۱۰) کَتَبْنَ (۱۱) غَلَبْتُمَا (۱۲) اَکَلَتْ طِفْلَةٌ (۱۳) قَرُبَ بَوَّابٌ (۱۴) ضَحِکَتِ الْاُمُّ (۱۵) مَا ضَحِکَتِ الْمُعَلِّمَةُ (۱۶) لِمَ مَا کَتَبْتُمْ اِلَی الْاٰنَ

عربی میں ترجمہ کریں :

(۱) ہم سب لوگ ہنسے (۲) تو خوش ہوئی (۳) ایک استانی نے پڑھا (۴) تم لوگوں نے کیوں کھایا (۵) ایک دربان دور ہوا (٦) میں نے کھولا (۷) تم سب داخل ہوئیں (۸) جماعت غالب ہوئی۔

جملہ فعلیہ کے مزید قواعد

۱ : ۳۱ گزشتہ سبق میں آپ نے سادہ جملہ فعلیہ کی کچھ مشق کر لی ہے۔ اب جملہ فعلیہ کا ایک اہم قاعدہ یاد کر لیں اور وہ یہ کہ جب فاعل کوئی اسم ظاہر ہو تو جملہ فعلیہ میں فعل ہمیشہ صیغہ واحد میں آئے گا۔ فاعل چاہے واحد ہو' تثنیہ ہو' یا جمع ہو۔ یہ بات آپ آگے دی ہوئی مثالوں کی مدد سے خوب ذہن نشین کر لیں۔

۲ : ۳۱ مثلاً ہم کہیں گے دَخَلَ الْمُعَلِّمُ (استاد داخل ہوا)' دَخَلَ الْمُعَلِّمَانِ (دو استاد داخل ہوئے) اور دَخَلَ الْمُعَلِّمُوْنَ (اساتذہ داخل ہوئے)۔ ان جملوں میں فاعل اسم ظاہر ہے اور وہ ہے لفظ "اَلْمُعَلِّمُ"۔ پہلے جملہ میں یہ واحد ہے' دوسرے میں تثنیہ اور تیسرے میں جمع ہے۔ اب آپ غور کریں کہ تینوں جملوں میں فعل صیغہ واحد میں آیا ہے۔

۳ : ۳۱ مذکورہ بالا قاعدہ میں فعل واحد تو آئے گا لیکن جنس میں اس کا صیغہ فاعل کی جنس کے مطابق ہو گا۔ یعنی فاعل اگر مذکر ہے تو فعل واحد مذکر آئے گا۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں ہے۔ لیکن فاعل اگر مؤنث ہے تو فعل واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً کَتَبَتْ مُعَلِّمَةٌ (ایک استانی نے لکھا)' کَتَبَتْ مُعَلِّمَتَانِ (کوئی سی دو استانیوں نے لکھا) اور "کَتَبَتْ مُعَلِّمَاتٌ" (کچھ استانیوں نے لکھا)۔ مندرجہ بالا مثالوں میں فاعل کے معرفہ یا نکرہ ہونے کا فرق نوٹ کر لیں۔

۴ : ۳۱ اب مذکورہ قاعدہ کے دو استثناء بھی نوٹ کر لیں۔ اولاً یہ کہ اسم ظاہر (فاعل) اگر غیر عاقل کی جمع مکسر ہو تو فعل عموماً واحد مؤنث آیا کرتا ہے۔ مثلاً ذَهَبَتِ الْجِمَالُ (اونٹ گئے)' ذَهَبَتِ النُّوْقُ (اونٹنیاں گئیں) وغیرہ۔ ثانیاً یہ کہ تین صورتیں ایسی ہیں جب فعل واحد مذکر یا واحد مؤنث' دونوں میں سے کسی طرح بھی لانا جائز ہوتا ہے۔ وہ صورتیں حسب ذیل ہیں۔

(i) اگر اسم ظاہر (فاعل) کسی عاقل کی جمع مکسر ہو۔ مثلاً طَلَبَ الرِّجَالُ یا طَلَبَتِ

الرِّجَالُ (مردوں نے طلب کیا) اور طَلَبَ نِسْوَةٌ یا طَلَبَتْ نِسْوَةٌ (کچھ عورتوں نے طلب کیا) وغیرہ' سب جملے درست ہیں۔

(ii) اگر اسم ظاہر فاعل کوئی اسم جمع ہو۔ مثلاً غَلَبَ الْقَوْمُ یا غَلَبَتِ الْقَوْمُ (قوم غالب ہوئی) دونوں جملے درست ہیں۔

(iii) اگر اسم ظاہر فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو۔ مثلاً طَلَعَ الشَّمْسُ یا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (سورج طلوع ہوا)۔ یہ دونوں جملے درست ہیں۔

۵ : ۳۱ ایک اہم بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فاعل اگر فعل سے پہلے آئے تو وہ جملہ اسمیہ ہو گا اور ایسی صورت میں فعل عدد اور جنس دونوں پہلوؤں سے فاعل کے مطابق ہو گا۔ مثلاً اَلْمُعَلِّمُ ضَرَبَ (استاد نے مارا) اَلْمُعَلِّمَانِ ضَرَبَا (دو استادوں نے مارا) اَلْمُعَلِّمَاتُ ضَرَبْنَ (استانیوں نے مارا) وغیرہ۔ ان مثالوں میں اسم "اَلْمُعَلِّمُ" مبتدا ہے اور "ضَرَبَ" اس کی خبر ہے۔ دراصل ضَرَبَ فعل اور پوشیدہ ضمیر فاعل کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہے اور یہ پورا جملہ فعلیہ خبر بن رہا ہے۔ اسی لئے صیغۂ فعل عدد اور جنس دونوں لحاظ سے مبتدا کے مطابق ہے۔

۶ : ۳۱ امید ہے اوپر دی گئی مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کر لی ہو گی کہ فاعل چاہے فعل سے پہلے آئے یا بعد میں' ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً ضَحِكَ الرَّجُلَانِ اور "اَلرَّجُلَانِ ضَحِكَا" دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہے یعنی "دو آدمی ہنسے"۔ البتہ دونوں میں یہ باریک فرق ضرور ہے کہ ضَحِكَ الرَّجُلَانِ جملہ فعلیہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے کہ کون ہنسا؟ جبکہ اَلرَّجُلَانِ ضَحِكَا جملہ اسمیہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے کہ دو مردوں نے کیا کیا؟

۷ : ۳۱ یہ قاعدہ بھی نوٹ کر لیں کہ اگر فاعل ایک سے زیادہ (تثنیہ یا جمع) ہوں اور ان کے ایک کام کے بعد دوسرے کام کا ذکر بھی ہو تو پہلے کام کے لئے فعل کا صیغہ واحد رہے گا کیونکہ وہ جملے کے شروع میں آ رہا ہے مگر دوسرے کام کے لئے فاعلوں کے مطابق صیغہ لگے گا مثلاً جَلَسَ الرِّجَالُ وَ اَكَلُوْا (مرد بیٹھے اور انہوں نے کھایا)

اور کَتَبَتِ الْبَنَاتُ ثُم قَرَأْنَ (لڑکیوں نے لکھا پھر پڑھا) وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

جَلَسَ = وہ (ایک مرد) بیٹھا	ذَهَبَ = وہ (ایک مرد) گیا
قَدِمَ = وہ (ایک مرد) آیا	نَجَحَ = وہ (ایک مرد) کامیاب ہوا
وَفْدٌ (ج) وُفُوْدٌ = وفد	مَرِضَ = وہ (ایک مرد) بیمار ہوا
ثُمَّ = پھر	عَدُوٌّ (ج) اَعْدَاءٌ = دشمن

مشق نمبر ۳۰

اردو میں ترجمہ کریں اور ترجمہ میں معرفہ اور نکرہ کا فرق ضرور واضح کریں۔

(۱) قَرُبَ اَوْلِيَاءُ (۲) اَلْاَوْلِيَاءُ قَرُبُوْا (۳) دَخَلَ وَلَدَانِ صَالِحَانِ (۴) اَلْوَلَدَانِ الصَّالِحَانِ دَخَلَا (۵) اَلْمُعَلِمَةُ الْمُجْتَهِدَةُ جَلَسَتْ عَلَى الْكُرْسِيِّ (۶) جَلَسَتْ مُعَلِّمَةٌ مُجْتَهِدَةٌ عَلَى الْكُرْسِيِّ (۷) كَتَبَ الْمُعَلِّمُوْنَ عَلَى الْوَرَقِ ثُمَّ قَرَءُوْا (۸) دَخَلَ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَحَامِدٌ فِي الْبَيْتِ وَجَلَسُوْا عَلَى الْفَرْشِ (۹) نَجَحَتِ الْبَنَاتُ فِي الْاِمْتِحَانِ وَفَرِحْنَ جِدًّا (۱۰) قَدِمَتِ الْوُفُوْدُ فِي الْمَدْرَسَةِ۔

قوسین میں دی گئی ہدایت کے مطابق عربی میں ترجمہ کریں۔

(۱) دشمن (جمع) دور ہوئے (جملہ اسمیہ و فعلیہ) (۲) محنتی درزی بیمار ہوئے (جملہ اسمیہ و فعلیہ) (۳) دو نیک لڑکیاں آئیں پھر وہ بازار کی طرف گئیں (جملہ اسمیہ و فعلیہ) (۴) دل خوش ہوئے (جملہ فعلیہ)

فعل لازم اور فعل متعدّی

۱ : ۳۲ بعض فعل ایسے ہوتے ہیں جنہیں بات مکمل کرنے کے لئے کسی مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا)۔ ایسے افعال کو فعل لَازِم کہتے ہیں۔ جبکہ بعض فعل بات مکمل کرنے کے لئے ایک مفعول بھی چاہتے ہیں جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) ایسے افعال کو فعل مُتَعَدِّی کہتے ہیں۔

۲ : ۳۲ اسی بات کو عام فہم بنانے کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس فعل میں کام کا اثر خود فاعل پر ہو رہا ہو وہ فعل لازم ہے' جیسے جَلَسَ (وہ بیٹھا) میں بیٹھنے کا اثر خود بیٹھنے والے پر ہو رہا ہے۔ اس لئے یہاں بات مفعول کے بغیر مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن جس فعل میں کام کا اثر فاعل کی بجائے کسی دوسرے پر ہو رہا ہو تو وہ فعل متعدی ہے' جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) میں مارنے والا کوئی اور ہے اور جس کو مارا جا رہا ہے وہ کوئی اور ہے۔ اس لئے یہاں پر بات مفعول کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی۔

۳ : ۳۲ اردو زبان میں کسی فعل کے بارے میں یہ جاننا کہ وہ لازم ہے یا متعدی' بہت آسان ہے بلکہ درج بالا مثالوں کے مشاہدے سے آپ نے نوٹ بھی کر لیا ہو گا کہ اردو میں فعل لازم کے لئے غائب کے صیغوں میں "وہ" آتا ہے۔ جیسے "وہ بیٹھا"۔ جبکہ فعل متعدی کے لئے "اس نے" آتا ہے۔ جیسے "اس نے مارا"۔ دونوں قسم کے افعال کو پہچاننے کا ایک دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ فعل پر "کس کو؟" کا سوال کریں۔ اگر جواب ممکن ہے تو فعل متعدی ہے ورنہ لازم۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) پر سوال کریں "کس کو؟" اس کا جواب ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جَلَسَ فعل لازم ہے۔ جبکہ ضَرَبَ (اس نے مارا) پر سوال کریں "کس کو؟" یہاں جواب ممکن ہے کہ فلاں کو مارا۔ اس طرح معلوم ہو گیا کہ ضَرَبَ فعل متعدی ہے (انگریزی گرامر میں فعل لازم کو Intransitive Verb اور فعل متعدی کو Transitive Verb کہتے ہیں)۔

۴ : ۳۲ پیراگراف نمبر۲ : ۳۰ میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ کسی جملے کے کم از کم دو اجزاء ہوتے ہیں۔ جملہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کے علاوہ کچھ اور اجزاء بھی ہوتے ہیں، جنہیں "مُتَعَلِّق خبر" کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی جملہ فعلیہ اگر فعل لازم سے شروع ہو رہا ہے تو اس میں بات مفعول کے بغیر مکمل ہو جائے گی۔ ایسے جملے میں اگر کچھ مزید اجزاء ہوں گے تو وہ "مُتَعَلِّق فعل" کہلائیں گے۔ مثلاً جَلَسَ زَیْدٌ عَلَی الْکُرْسِیِّ (زید کرسی پر بیٹھا)۔ اس جملے میں عَلَی الْکُرْسِیِّ (مرکب جاری) متعلق فعل ہے۔ لیکن کوئی جملہ فعلیہ اگر فعل متعدی سے شروع ہو گا تو اس میں فاعل کے ساتھ کسی مفعول کی بھی ضرورت ہو گی۔ ایسے جملے میں فاعل اور مفعول کے علاوہ جو اجزاء ہوں گے وہ متعلق فعل کہلائیں گے۔

۵ : ۳۲ اب آپ دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اولاً یہ کہ مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہو گا۔ ثانیاً یہ کہ جملہ فعلیہ میں عام طور پر پہلے فعل آتا ہے پھر فاعل اور اس کے بعد مفعول اور جملے میں اگر کوئی متعلق فعل ہو تو وہ مفعول کے بعد آتا ہے، مثلاً ضَرَبَ زَیْدٌ وَلَدًا بِالسَّوْطِ (زید نے ایک لڑکے کو کوڑے سے مارا)۔ اس جملے میں ضَرَبَ فعل ہے۔ زَیْدٌ حالت رفع میں ہے اس لئے فاعل ہے۔ وَلَدًا حالت نصب میں ہے اس لئے مفعول ہے۔ اور بِالسَّوْطِ مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔

۶ : ۳۲ آپ کے ذہن میں یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ جملہ فعلیہ کی جو ترتیب آپ کو اوپر بتائی گئی ہے۔ وہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طرز تحریر یا طرز خطاب کی مناسبت سے یا کسی اور وجہ سے یہ ترتیب حسب ضرورت بدل دی جاتی ہے۔ لیکن سادہ جملہ میں ترتیب عموماً وہی ہوتی ہے جو آپ کو بتائی گئی ہے چنانچہ اس وقت ہم اپنی مشق کو سادہ جملوں تک محدود رکھیں گے تاکہ جملوں کے مختلف اجزاء کی پہچان ہو جائے۔ اس کے بعد جملوں میں یہ اجزاء کسی بھی ترتیب سے آئیں آپ کو انہیں شناخت کرنے میں اور جملے کا صحیح مفہوم سمجھنے میں مشکل نہیں ہو گی۔

۷ : ۳۲ آخری بات یہ ہے کہ گزشتہ اسباق میں افعال کے معانی ہم نے صیغے کے مطابق لکھے تھے۔ لیکن اب ہم افعال کے سامنے ان کے "مصدری" معانی لکھا کریں گے، مثلاً دَخَلَ کے معنی "وہ ایک مرد داخل ہوا" کی بجائے "داخل ہونا" لکھیں گے۔ اس طرح مصدر کے معنی یاد کرنے سے آپ کو صیغہ کے مطابق ترجمہ کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

ذخیرۂ الفاظ

گزشتہ اسباق میں آپ نے جتنے افعال یاد کیے ہیں ان ہی کو ذیل میں دوبارہ لکھ کر ان کے سامنے ان کے مصدری معنی دیئے گئے ہیں۔ نیز ان میں جو افعال لازم ہیں ان کے سامنے قوسین میں لام (ل) اور جو متعدی ہیں ان کے سامنے میم (م) بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ آپ نوٹ کر لیں کہ کون سا فعل لازم ہے اور کون سا متعدی۔ نیز ان کے مابین فرق کو بھی آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

دَخَلَ (ل) = داخل ہونا	فَرِحَ (ل) = خوش ہونا
غَلَبَ (ل) = غالب ہونا	ضَحِكَ (ل) = ہنسنا
قَرُبَ (ل) = قریب ہونا	بَعُدَ (ل) = دور ہونا
قَرَءَ (م) = پڑھنا	فَتَحَ (م) = کھولنا
كَتَبَ (م) = لکھنا	اَكَلَ (م) = کھانا
جَلَسَ (ل) = بیٹھنا	نَجَحَ (ل) = کامیاب ہونا
قَدِمَ (ل) = آنا	ذَهَبَ (ل) = جانا
مَرِضَ (ل) = بیمار ہونا	طِفْلٌ (ج اَطْفَالٌ) = بچہ

مشق نمبر ۳۱

اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) کَتَبَ مُعَلِّمٌ کِتَابًا بِقَلَمِ الرَّصَاصِ۔

(۲) قَرَئَتِ الرِّجَالُ الْقُرْاٰنَ فِی الْمَسَاجِدِ۔

(۳) اَلرِّجَالُ قَرَءُوْا الْقُرْاٰنَ فِی الْمَسَاجِدِ۔

(۴) ذَهَبَ النِّسَاءُ اِلَى السُّوْقِ۔

(۵) اَلنِّسَاءُ ذَهَبْنَ اِلَى السُّوْقِ۔

(۶) قَدِمَ الْاَوْلَادُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ ذَهَبُوْا بَعْدَ الصَّلٰوۃِ۔

(۷) دَخَلَتْ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ فِی الْبَيْتِ وَاَكَلَتَا الطَّعَامَ۔

(۸) فَاطِمَةُ وَحَامِدٌ دَخَلَا فِی الْبَيْتِ وَاَكَلَا الطَّعَامَ۔

(۹) اَفَتَحْتِ الْبَابَ؟ لَا! مَا فَتَحْتُ الْبَابَ۔

(۱۰) اَفَتَحْتِ الْبَابَ؟ نَعَمْ! فَتَحْتِ الْبَابَ۔

(۱۱) اَقَرَئْتُنَّ الْقُرْاٰنَ الْيَوْمَ؟

(۱۲) نَعَمْ! قَرَئْنَا الْقُرْاٰنَ الْيَوْمَ۔

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) دربان آیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

(۲) اساتذہ مسجد میں آئے اور انہوں نے قرآن پڑھا پھر وہ لوگ نماز کے بعد گئے۔ (جملہ فعلیہ و اسمیہ)

(۳) بچوں نے انجیر کھائی۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

(۴) کیا تو نے انار کھایا؟ جی نہیں! میں نے نہیں کھایا۔ (جملہ فعلیہ)

جملہ فعلیہ میں مرکّبات کا استعمال

ا : ۳۳ گزشتہ سبق میں آپ نے سادہ جملہ فعلیہ میں اس کے اجزاء کی ترتیب سمجھی تھی۔ اس ضمن میں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جملہ فعلیہ میں فاعل، مفعول کبھی مفرد الفاظ ہوتے ہیں۔ مثلاً "استاد نے ایک لڑکے کو بلایا" کا عربی ترجمہ طَلَبَ الْاُسْتَاذُ وَلَدًا ہے اور اس میں اَلْاُسْتَاذُ اور وَلَدًا دونوں مفرد الفاظ ہیں۔ اَلْاُسْتَاذُ فاعل ہونے کی وجہ سے رفع میں ہے اور وَلَدًا مفعول ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی مرکبات بھی فاعل یا مفعول ہوتے ہیں۔

۲ : ۳۳ اگر کسی جملہ فعلیہ میں مرکبات فاعل یا مفعول کے طور پر آرہے ہوں تو ان کی اعرابی حالت بھی اسی لحاظ سے تبدیل ہوگی مثلاً طَلَبَ الْاُسْتَاذُ الصَّالِحُ وَلَدًا صَالِحًا (نیک استاد نے ایک نیک لڑکے کو بلایا) میں اَلْاُسْتَاذُ الصَّالِحُ مرکب توصیفی ہے اور فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے جب کہ وَلَدًا صَالِحًا بھی مرکب توصیفی ہے لیکن مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

۳ : ۳۳ مرکب توصیفی کا اعراب معلوم کرنے میں عموماً مشکل پیش نہیں آتی۔ البتہ مرکب اضافی کا اعراب معلوم کرنے کے لئے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مرکب اضافی کا اعراب صرف مضاف پر ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً "اسکول کے لڑکے نے محلے کے لڑکے کو مارا"۔ اس کا ترجمہ ہوگا ضَرَبَ وَلَدُ الْمَدْرَسَةِ وَلَدَ الْحَارَةِ۔ اس مثال میں وَلَدُ الْمَدْرَسَةِ میں وَلَدُ کی رفع بتا رہی ہے کہ پورا مرکب اضافی حالت رفع میں ہے اس لئے فاعل ہے اور وَلَدَ الْحَارَةِ میں وَلَدَ کی نصب بتا رہی ہے کہ پورا مرکب اضافی حالت نصب میں ہے اس لئے مفعول ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرکب اضافی کے واحد، تثنیہ یا جمع میں ہونے کا فیصلہ بھی مضاف کے عدد سے کیا جاتا ہے۔

۴ : ۳۳ ہم پڑھ چکے "ہیں کہ فعل کے ہر صیغے" میں فاعل کی ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ مثلاً ضَرَبَ کے معنی ہیں "اس (ایک مرد) نے مارا" یعنی اس میں هُوَ کی ضمیر پوشیدہ ہے۔ اسی طرح ضَرَبُوْا میں هُمْ اور ضَرَبْتَ میں اَنْتَ کی ضمیریں پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ آپ نوٹ کرلیں کہ اس کتاب کے حصہ اول کے پیراگراف نمبر ۴ : ۱۴ میں جو ضمائر مرفوعہ دی ہوئی ہیں وہ کبھی بطور فاعل بھی استعمال ہوتی ہیں۔

۵ : ۳۳ کسی جملہ فعلیہ میں اگر مفعول کی جگہ اس کی ضمیر استعمال کرنی ہو تو اس کتاب کے حصہ اول کے پیراگراف نمبر ۲ : ۱۹ میں دی گئی ضمائر استعمال ہوتی ہیں۔ یہ ضمیریں جب بطور مفعول استعمال ہوتی ہیں تو موقع محل کے لحاظ سے یعنی محلاً منصوب مانی جاتی ہیں اسی لئے ان کو "ضَمَائِرِ مُتَّصِلَه مَنْصُوْبَه" بھی کہتے ہیں۔ مثلاً ضَرَبَهُ "اس (ایک مرد) نے اس (ایک مرد) کو مارا" ضَرَبَهَا "اس (ایک مرد) نے اس (ایک عورت) کو مارا" اور ضَرَبَكِ "اس (ایک مرد) نے تجھ (ایک مؤنث) کو مارا" وغیرہ۔

۶ : ۳۳ ضمیر کے بطور مفعول استعمال کے سلسلے میں دو باتیں مزید نوٹ کرلیں۔ (۱) اگر یہ کہنا ہو کہ "تم لوگوں نے اس ایک مرد کی مدد کی" تو اس کا ترجمہ نَصَرْتُمْهُ نہیں بلکہ نَصَرْتُمُوْهُ ہوگا یعنی مفعول ضمیر کے استعمال کے لئے جمع مخاطب مذکر کی فاعل ضمیر "تُمْ" سے "تُمُوْ" ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر مفعول اسم ظاہر ہو تو صیغۂ فعل اصلی حالت میں رہے گا۔ مثلاً "نَصَرْتُمْ زَيْدًا" وغیرہ۔ (۲) واحد متکلم کی مفعول ضمیر "یْ" کے بجائے "نِیْ" لگائی جاتی ہے۔ مثلاً نَصَرَنِیْ "اس (ایک مرد) نے میری مدد کی" وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

قَعَدَ (ل) = بیٹھنا	رَفَعَ (م) = اٹھانا، بلند کرنا
ذَكَرَ (ل/م) = یاد کرنا/یاد کرانا	سَمِعَ (م) = سننا
حَمِدَ (م) = تعریف کرنا	حَسِبَ (م) = گمان کرنا، سمجھنا
خَلَقَ (م) = پیدا کرنا	شَرِبَ (م) = پینا
خَرَجَ (ل) = نکلنا	مَكْتُوْبٌ = خط
طَعَامٌ = کھانا	فَ = پس، تو
دِيْوَانٌ = کچہری، عدالت	ذِكْرٌ = یاد
اَنَّمَا، اِنَّمَا = کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	عَبَثٌ = بے کار، بے مقصد

مشق نمبر ۳۲

اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ

(۲) قَرَءَ الْاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ الْقُرْاٰنَ

(۳) قَدِمَ بَوَّابُ الْمَدْرَسَةِ وَفَتَحَ اَبْوَابَ الْمَدْرَسَةِ

(۴) هَلْ اَكَلْتِ طَعَامَكِ؟ نَعَمْ! اَكَلْتُ طَعَامِيْ

(۵) هَلْ كَتَبْتُمْ دَرْسَكُمْ وَقَرَءْتُمُوْهُ؟ نَعَمْ! كَتَبْنَا دَرْسَنَا لٰكِنْ مَا قَرَءْنَاهُ اِلَى الْاٰنَ

(۶) لِمَ ضَرَبْتُمُوْنِيْ؟ ضَرَبْنَاكَ بِالْحَقِّ

(۷) ذَهَبْتُمْ اِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ وَضَحِكْتُمْ عَلٰى نَاقَةٍ سَمِيْنَةٍ۔

(۸) اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ جَلَسَ فِي الدِّيْوَانِ اَمَامَ الرِّجَالِ۔

(۹) لِمَ قَعَدْتَ اَمَامَ بَابِ الْحَدِيْقَةِ؟ ذَهَبَ بَوَّابُهَا اِلَى السُّوْقِ فَقَعَدْتُ مَقَامَهٗ

(۱۰) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

(۱۱) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (مِنَ الْقُرْآنِ)

(۱۲) اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (مِنَ الْقُرْآنِ)

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) نیک بچی نے اپنا سبق پڑھا۔ (جملہ اسمیہ)

(۲) محلّہ کی عورتیں مدرسہ میں داخل ہوئیں اور انہوں نے قرآن پڑھا۔ (جملہ فعلیہ)

(۳) مدرسہ کے اِس لڑکے نے اُس مدرسہ کے لڑکے کو مارا۔ (جملہ فعلیہ)

(۴) حامد اور محمود مدرسہ میں آئے اور اپنا سبق پڑھا۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

(۵) دو شاگرد اپنے مدرسہ سے نکلے۔ (جملہ فعلیہ)

(۶) کچھ مرد آئے پھر وہ بیٹھے اور انہوں نے دودھ پیا۔ (جملہ فعلیہ)

فعل ماضی مجہول

گردان اور نائب فاعل کا تصور

۱ : ۳۴ اب تک ہم نے جتنے افعال پڑھے ہیں وہ "فعل معروف" یا "فعل معلوم" کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے افعال کا فاعل جانا پہچانا یعنی معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "حامد نے خط لکھا" (كَتَبَ حَامِدٌ مَكْتُوْبًا) یہاں ہمیں معلوم ہے کہ خط لکھنے والا یعنی فاعل حامد ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں "اس نے خط لکھا" (كَتَبَ مَكْتُوْبًا) تو یہاں بھی (هُوَ) کی پوشیدہ ضمیر بتا رہی ہے کہ فاعل یعنی خط لکھنے والا کون ہے۔ لیکن اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ خط لکھنے والا کون ہے۔ صرف اتنا معلوم ہو کہ "خط لکھا گیا" تو اس جملہ میں فاعل نامعلوم یعنی مجہول ہے۔ اس لئے ایسے فعل کو "فعل مجہول" کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں "فعل معروف" کو Active Voice اور "فعل مجہول" کو Passive Voice کہا جاتا ہے۔

۲ : ۳۴ کسی فعل کا ماضی مجہول بنانا بہت ہی آسان ہے۔ اس لئے کہ عربی میں ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے اور وہ ہے "فُعِلَ" یعنی ماضی معروف کو کوئی بھی وزن ہو' مجہول ہمیشہ فُعِلَ کے وزن پر ہی آئے گا۔ مثلاً نَصَرَ (اُس نے مدد کی) سے نُصِرَ (اس کی مدد کی گئی) وغیرہ۔

۳ : ۳۴ فعل مجہول میں چونکہ فاعل مذکور نہیں ہوتا بلکہ اس کی بجائے مفعول کا ذکر ہوتا ہے' اس لئے عربی گرامر میں مجہول کے ساتھ مذکور مفعول کو مختصراً "نَائِبُ الْفَاعِلِ" کہہ دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقرہ میں وہ فاعل کی طرح فعل کے بعد آتا ہے یعنی اس کی جگہ لیتا ہے۔ ویسے عربی گرامر میں نائب الفاعل کو مَفْعُوْلٌ مَالَمْ

یُسَمَّ فَاعِلُهٗ" کہتے ہیں۔ یعنی وہ مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو۔

۳۴ : ۴ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ نائب الفاعل 'فاعل کی طرح حالت رفع میں ہوتا ہے۔ مثلاً کُتِبَ مَکْتُوْبٌ (ایک خط لکھا گیا) وغیرہ۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر جملہ میں یہ مذکور ہو کہ فاعل کون ہے تو اس صورت میں مفعول کو نائب الفاعل نہیں کہتے بلکہ اس صورت میں مفعول حالت نصب میں ہی آتا ہے۔ مثلاً کَتَبَ زَیْدٌ مَکْتُوْبًا میں فاعل "زَیْدٌ" مذکور ہے یا کَتَبْتُ مَکْتُوْبًا میں پوشیدہ ضمیر اَنَا بتا رہی ہے کہ فاعل کون ہے۔ اسی طرح کَتَبْتَ مَکْتُوْبًا میں اَنْتَ کی ضمیر جبکہ کَتَبَ مَکْتُوْبًا میں هُوَ کی ضمیر فاعل کی نشاندہی کر رہی ہے۔ اسی لئے ان سب جملوں میں مَکْتُوْبًا مفعول ہے اور حالت نصب میں ہے۔

۳۴ : ۵ چنانچہ مذکورہ مثالوں کو ذہن میں رکھ کر یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ مَکْتُوْبٌ صرف اور صرف اس حالت میں نائب الفاعل کہلائے گا جب اس سے پہلے کوئی فعل مجہول ہو۔ مثلاً کُتِبَ (لکھا گیا)' قُرِءَ (پڑھا گیا)' سُمِعَ (سنا گیا) اور فُهِمَ (سمجھا گیا) وغیرہ کے بعد اگر (مَکْتُوْبٌ) آئے گا تو نائب الفاعل کہلائے گا اور ہمیشہ حالت رفع میں ہو گا۔

۳۴ : ۶ یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ کسی جملہ میں اگر نائب الفاعل مذکور نہ ہو تو مجہول صیغہ میں موجود ضمیریں ہی نائب الفاعل کی نشاندہی کریں گی۔ مثلاً شُرِبَ مَاءٌ (پانی پیا گیا) میں تو مَاءٌ نائب الفاعل ہے لیکن اگر ہم صرف شُرِبَ کہیں جس کا مطلب ہے وہ پیا گیا تو یہاں "وہ" کی ضمیر اُس چیز کی نشاندہی کر رہی ہے جو پی گئی ہے۔ اس لئے شُرِبَ میں هُوَ کی ضمیر نائب الفاعل ہے۔ اسی طرح ضُرِبْتَ (تو مارا گیا) میں اَنْتَ کی ضمیر نائب الفاعل ہے۔

۳۴ : ۷ آپ ماضی معروف کی گردان سیکھ چکے ہیں اب نوٹ کر لیں کہ ماضی مجہول کی گردان بھی اسی طرح کی جاتی ہے بلکہ اس میں یہ آسانی بھی ہے کہ صرف

ایک ہی وزن فُعِلَ کی گردان ہو گی۔ یعنی فُعِلَ، فُعِلاَ، فُعِلُوْا، فُعِلَتْ، فُعِلَتَا، فُعِلْنَ سے لے کر فُعِلْتُ، فُعِلْنَا تک۔ دوبارہ نوٹ کر لیں کہ ماضی معروف کی گردان کے ہر صیغہ میں موجود ضمیر فاعل کا کام دیتی ہے جبکہ ماضی مجہول کے ہر صیغہ میں موجود ضمیر نائب الفاعل کا کام دے رہی ہوتی ہے۔

مشق نمبر ۳۳ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے مجہول کی گردان کریں اور ہر صیغہ کا ترجمہ لکھیں :

(۱) طَلَبَ (۲) حَمِدَ (۳) نَصَرَ

مشق نمبر ۳۳ (ب)

مندرجہ ذیل افعال کے متعلق پہلے بتائیں کہ وہ لازم ہیں یا متعدی، معروف ہیں یا مجہول اور ان کا صیغہ کیا ہے، پھر ان کا ترجمہ کریں۔

(۱) شَرِبْنَا (۲) خُلِقَا (۳) حُمِدْتَ (۴) طُلِبْنَ (۵) قَعَدْتُ (۶) خَلَقْتَ
(۷) رُفِعُوْا (۸) ضَرَبْتُمْ (۹) سَمِعْتِ (۱۰) غَفَرْتُنَّ (۱۱) سُمِعْتِ

دُو مفعول والے متعدّی افعال کی مشق

۱ : ۳۵ پیراگراف ۱ : ۳۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ فعل لازم میں مفعول کے بغیر صرف فاعل سے بات پوری ہو جاتی ہے۔ جبکہ فعل متعدی میں مفعول کے بغیر بات پوری نہیں ہوتی۔ اب نوٹ کرلیں کہ بعض متعدی افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو بات پوری کرنے کے لئے دو مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ حامد نے گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ) تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کے متعلق گمان کیا؟ اب اگر ہم کہیں کہ حامد نے محمود کو گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ مَحْمُوْدًا) تب بھی بات ادھوری ہے۔ سوال باقی رہتا ہے کہ محمود کو کیا گمان کیا؟ جب ہم کہتے ہیں کہ حامد نے محمود کو عالم گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ مَحْمُوْدًا عَالِمًا) تب بات پوری ہوتی ہے۔ ایسے افعال کو "اَلْمُتَعَدِّیْ اِلٰی مَفْعُوْلَیْنِ" کہتے ہیں اور دوسرا مفعول بھی حالت نصب میں ہوتا ہے۔

۲ : ۳۵ اب یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ دو مفعول والے متعدی افعال کے لئے جب مجہول کا صیغہ آتا ہے تو پہلا مفعول قاعدے کے مطابق نائب الفاعل بن کر حالت رفع میں آتا ہے لیکن دوسرا مفعول بدستور حالت نصب میں ہی رہتا ہے۔ مثلاً حُسِبَ مَحْمُوْدٌ عَالِمًا (محمود کو عالم گمان کیا گیا) وغیرہ۔

۳ : ۳۵ فعل لازم کی تعریف ایک مرتبہ پھر ذہن میں تازہ کریں۔ یعنی فعل لازم وہ فعل ہے جس کے ساتھ مفعول آ ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ فعل لازم کا مجہول بھی نہیں آتا۔

۴ : ۳۵ خیال رہے کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی فعل متعدی کا مفعول مذکور نہ ہو۔ مگر فعل لازم کے ساتھ تو مفعول آ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً بَعَثَ مُعَلِّمٌ (ایک استاد نے بھیجا) ایک جملہ ہے مگر ہم اس میں مفعول کا اضافہ کر کے بَعَثَ مُعَلِّمٌ وَلَدًا (ایک استاد

نے ایک لڑکے کو بھیجا) کہہ سکتے ہیں مگر جَلَسَ الْمُعَلِّمُ (استاد بیٹھا) کے بعد کوئی مفعول نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لئے کہ جَلَسَ فعل لازم ہے۔ چنانچہ جَلَسَ کا مجہول جُلِسَ استعمال نہیں ہو سکتا۔ جبکہ بَعَثَ چونکہ فعل متعدی ہے اس لئے اس کا مجہول بُعِثَ استعمال کیا جا سکتا ہے باوجود اس کے کہ جملے میں اس کا مفعول نہ آیا ہو۔

۵ : ۳۵ اب آپ نوٹ کریں کہ مشق نمبر ۳۳ (الف) میں آپ سے فَعَلَ اور فَعِلَ کے وزن پر آنے والے افعال کی مجہولی گردان کرائی گئی لیکن فَعُلَ کے وزن پر آنے والے کسی فعل کی مجہولی گردان نہیں کرائی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فَعُلَ کے وزن پر آنے والے تمام افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں جبکہ فَعَلَ اور فَعِلَ کے وزن پر لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) لازم ہے اور رَفَعَ (اس نے بلند کیا) متعدی ہے۔ اسی طرح فَرِحَ (وہ خوش ہوا) لازم ہے اور شَرِبَ (اس نے پیا) متعدی ہے۔ لیکن فَعُلَ کے وزن پر آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں مثلاً بَعُدَ (وہ دور رہا)، ثَقُلَ (وہ بھاری ہوا) وغیرہ۔ اس لئے اس وزن پر آنے والے کسی فعل کا مجہول استعمال نہیں ہوتا۔

ذخیرۂ الفاظ

سَئَلَ = پوچھنا، مانگنا	وَجِلَ = خوف محسوس کرنا
بَعَثَ = اٹھانا، بھیجنا	اَلْيَوْمَ = آج
غَدًا = (آنے والا) کل	اَمْسِ = (گزرا ہوا) کل
شَهَادَةٌ = گواہی	وَاجِبَاتُ الْمَدْرَسَةِ = ہوم ورک
صِيَامٌ = روزہ رکھنا	ذِلَّةٌ = ذلت، خواری
مَسْكَنَةٌ = فقیری، کمزوری	ثَقُلَ = بھاری ہونا

مشق نمبر ۳۴

اردو میں ترجمہ کریں

(۱) هَلْ طَلَبْتَنِیْ فِی الدِّیْوَانِ؟ لَا! مَا طَلَبْتُكَ فِی الدِّیْوَانِ

(۲) لِمَ طُلِبْتَ فِی الدِّیْوَانِ؟ طُلِبْتُ لِلشَّهَادَةِ

(۳) حَسِبُوْا حَامِدًا عَالِمًا

(۴) حُسِبَ حَامِدٌ عَالِمًا

(۵) کَتَبَ وَلَدُكَ وَوَلَدُهٗ وَاجِبَاتِ الْمَدْرَسَةِ ثُمَّ بُعِثَا اِلَی السُّوْقِ

(۶) أَ اَنْتَ شَرِبْتَ لَبَنًا؟

(۷) شُرِبَ لَبَنٌ

——(مِنَ الْقُرْاٰنِ)——

(۸) کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

(۹) ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ

(۱۰) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) ایک شخص نے ایک بڑے شیر کو قتل کیا۔

(۲) ایک بڑا شیر قتل کیا گیا۔

(۳) میں نے حامد کے لڑکے کو طلب کیا۔

(۴) حامد کا لڑکا طلب کیا گیا۔

(۵) حامد نے محمود کو نیک گمان کیا۔

(۶) محمود کو نیک گمان کیا گیا۔

فعل مضارع

مضارع معروف کی گردان اور اوزان

۱ : ۳۶ سبق نمبر۲۹ کے پیراگراف ۵ : ۲۹ میں ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ عربی میں بھی بلحاظ زمانہ فعل کی تقسیم سہ گانہ ہے یعنی ماضی' حال اور مستقبل۔ اس کے بعد ہم نے فعل ماضی کے متعلق کچھ باتیں سمجھی تھیں۔ اب ہم نے حال اور مستقبل کے متعلق کچھ باتیں سمجھنی ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ عربی میں حال اور مستقبل دونوں کے لئے ایک ہی فعل استعمال ہوتا ہے جسے "فعل مُضَارِع" کہتے ہیں۔ مثلاً فعل ماضی "فَتَحَ" (اس نے کھولا) کا مضارع "يَفْتَحُ" بنتا ہے اور اس کے معنی ہیں "وہ کھولتا ہے یا وہ کھولے گا"۔ گویا فعل مضارع میں بیک وقت حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔

۲ : ۳۶ فعل ماضی سے فعل مضارع بنانے کے لئے کچھ علامتیں استعمال ہوتی ہیں جو چار ہیں یعنی ی۔ ت۔ ا۔ ن۔ (ان کو ملا کر "يَتَانِ" بھی کہتے ہیں)۔ کس صیغے پر کون سی علامت لگائی جاتی ہے؟ اس کا علم آپ کو ذیل میں دی گئی فعل مضارع کی گردان سے ہوگا۔ اس لئے پہلے آپ گردان کا مطالعہ کرلیں پھر اس کے حوالہ سے کچھ باتیں آپ کو سمجھنی ہوں گی۔

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر:	يَفْعَلُ	يَفْعَلَانِ	يَفْعَلُوْنَ
غائب	وہ ایک (مرد) کرتا ہے یا کریگا	وہ دو (مرد) کرتے ہیں یا کرینگے	وہ سب (مرد) کرتے ہیں یا کرینگے
مونث:	تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	يَفْعَلْنَ
	وہ ایک (عورت) کرتی ہے یا کریگی	وہ دو (عورتیں) کرتی ہیں یا کرینگی	وہ سب (عورتیں) کرتی ہیں یا کرینگی

		جمع	تثنیہ	واحد
مخاطب	مذکر:	تَفْعَلُوْنَ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلُ
		تم سب (مرد) کرتے ہو یا کرو گے	تم دو (مرد) کرتے ہو یا کرو گے	تو ایک (مرد) کرتا ہے یا کرے گا
	مونث:	تَفْعَلْنَ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلِیْنَ
		تم سب (عورتیں) کرتی ہو یا کرو گی	تم دو (عورتیں) کرتی ہو یا کرو گی	تو ایک (عورت) کرتی ہے یا کرے گی
متکلم	مذکر مونث:	نَفْعَلُ	نَفْعَلُ	اَفْعَلُ
		ہم کرتے ہیں یا کریں گے اور	ہم کرتے ہیں یا کریں گے اور	میں کرتا ہوں یا کروں گا اور
		ہم کرتی ہیں یا کریں گے	ہم کرتی ہیں یا کریں گی	میں کرتی ہوں یا کروں گی

٣ : ٣٦ اب ذیل میں دیئے ہوئے نقشے پر غور کرکے مختلف صیغوں میں ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن نشین کرلیں۔ حسب معمول اس میں ف ع ل کلمات کو تین چھوٹی لکیروں سے ظاہر کیا گیا ہے۔

		جمع	تثنیہ	واحد
غائب	مذکر :	یَ ـْـ ـَـ ـُـ وْنَ	یَ ـْـ ـَـ ـَـ انِ	یَ ـْـ ـَـ ـُـ
	مؤنث :	یَ ـْـ ـَـ ـْـ نَ	تَ ـْـ ـَـ ـَـ انِ	تَ ـْـ ـَـ ـُـ
مخاطب	مذکر :	تَ ـْـ ـَـ ـُـ وْنَ	تَ ـْـ ـَـ ـَـ انِ	تَ ـْـ ـَـ ـُـ
	مونث :	تَ ـْـ ـَـ ـْـ نَ	تَ ـْـ ـَـ ـَـ انِ	تَ ـْـ ـَـ ـِـ یْنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	نَ ـْـ ـَـ ـُـ	نَ ـْـ ـَـ ـُـ	اَ ـْـ ـَـ ـُـ

٤ : ٣٦ مذکورہ نقشہ پر غور کرنے سے ایک بات یہ سمجھنی چاہیئے کہ ماضی سے فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانے کے لئے ماضی پر علامت مضارع "ی" لگا کر فا کلمہ کو جزم دیتے ہیں اور لام کلمہ پر ضمہ (پیش) لگاتے ہیں۔ صیغوں کی تبدیلی کی وجہ سے لام کلمہ

کی حرکات میں تبدیلی ہوتی ہے لیکن علامت مضارع کی فتحہ (زَبَر) اور فا کلمہ کی جزم برقرار رہتی ہیں۔ جبکہ عین کلمہ پر تینوں حرکتیں یعنی ضمہ (پیش)، فتحہ (زَبَر) اور کسرہ (زِیر) آتی ہیں۔ گویا جس طرح ماضی کے تین اوزان فَعَلَ، فَعِلَ اور فَعُلَ تھے، اسی طرح مضارع کے بھی تین اوزان یَفْعَلُ، یَفْعِلُ اور یَفْعُلُ ہیں۔ جن کے متعلق تفصیلی بات ان شاء اللہ اگلے سبق میں ہوگی۔ (اس سبق کی مشق کرتے وقت آپ مشق میں دیئے گئے فعل مضارع کی عین کلمہ کی حرکت کا خاص خیال رکھیں اور اس کے مطابق گردان کریں۔)

۳۶ : ۵ مذکورہ بالا نقشہ کی مدد سے دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ علامت مضارع "ی" مذکر غائب کے تینوں صیغوں کے علاوہ صرف جمع مؤنث غائب کے صیغہ میں لگائی جاتی ہے جبکہ علامت "ا" صرف واحد متکلم اور علامت "ن" صرف جمع متکلم میں لگتی ہے اور باقی آٹھ صیغوں میں علامت "ت" لگتی ہے۔

۳۶ : ۶ امید ہے کہ آپ نے یہ بھی نوٹ کرلیا ہوگا کہ گردان میں "تَفْعَلُ" دو صیغوں میں اور تَفْعَلَانِ تین صیغوں میں مشترک ہے۔ اس کی وجہ سے پریشان نہ ہوں کیونکہ یہ جب جملوں میں استعمال ہوتے ہیں تو عبارت کے سیاق و سباق کی مدد سے صحیح صیغہ کے تعین میں مشکل پیش نہیں آتی۔

۳۶ : ۷ فعل مضارع کے متعلق مزید باتیں سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ مضارع کی گردان یاد کرلیں (یا اپنے قلم کو یاد کروا دیں) اور اس کی مشق کرلیں۔ ذیل میں چھ افعال مضارع ایسے دیئے جا رہے ہیں جن کے ماضی کے معنی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان سب کی مضارع کی گردان (مع ترجمہ) کرتے وقت عین کلمہ کی حرکت کا خاص خیال رکھیں۔

مشق نمبر ۳۵

(۱) یَشْکُرُ (۲) یَخْرُجُ (۳) یَضْرِبُ (۴) یَغْلِبُ (۵) یَدْخُلُ (۶) یَقْرُبُ

مضارع میں صرف مستقبل یا نفی

کے معنی پیدا کرنا اور مضارع مجہول بنانا

۱ : ۳۷ . مضارع کی گردان یاد کر لینے اور اس کے صیغوں کو پہچان لینے کے بعد مناسب ہے کہ آپ ان کو جملوں میں استعمال کرنے کی مشق کر لیں۔ لیکن مشق شروع کرنے سے پہلے مضارع کے متعلق چند مزید باتیں ذہن نشین کر لیں۔

۲ : ۳۷ اگر فعل مضارع میں مستقبل کے معنی مخصوص کرنے ہوں تو مضارع سے پہلے سَ لگا دیتے ہیں۔ مثلاً یَفْتَحُ کے معنی ہیں "وہ کھولتا ہے یا کھولے گا"۔ لیکن سَیَفْتَحُ کے صرف ایک معنی ہیں "وہ کھولے گا"۔

۳ : ۳۷ مضارع کو مستقبل سے مخصوص کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس سے قبل سَوْفَ کا اضافہ کر دیتے ہیں جس کے معنی ہیں (عنقریب) مثلاً سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (عنقریب یعنی جلد ہی تم جان لوگے) وغیرہ۔

۴ : ۳۷ ماضی میں اگر نفی کے معنی پیدا کرنے ہوں تو اس سے پہلے مَا لگاتے تھے۔ جیسے مَاذَهَبْتُ (میں نہیں گیا)۔ اب نوٹ کریں مضارع میں نفی کے معنی پیدا کرنے کے لئے لَا لگایا جاتا ہے۔ مثلاً لَا تَذْهَبُ (تو نہیں جاتا ہے یا نہیں جائے گا)۔ استثنائی صورتوں میں مَا بھی لگا دیا جاتا ہے جیسے مَا یَعْلَمُ (وہ نہیں جانتا ہے یا نہیں جانے گا)۔

۵ : ۳۷ مضارع کا مجہول بنانے میں بھی وہی آسانی ہے جو ماضی مجہول میں ہے یعنی مضارع معروف یَفْعَلُ، یَفْعِلُ اور یَفْعُلُ میں سے کسی وزن پر بھی آئے ان سب کے مجہول کا ایک ہی وزن یُفْعَلُ ہوگا۔ مثلاً یَفْتَحُ (وہ کھولتا ہے یا کھولے گا) سے یُفْتَحُ (وہ کھولا جاتا ہے یا کھولا جائے گا) یَضْرِبُ (وہ مارتا ہے یا مارے گا) سے یُضْرَبُ (وہ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا) اور یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا مدد کرے گا) سے یُنْصَرُ (وہ مدد کیا جاتا ہے یا مدد کیا جائے گا) وغیرہ۔

مشق نمبر ۳۶

(۱) هَلْ تَفْهَمُ الْقُرْآنَ؟ لَا أَفْهَمُ الْقُرْآنَ

(۲) هَلْ يَفْهَمُوْنَ اللِّسَانَ الْعَرَبِيَّ؟ نَعَمْ! يَفْهَمُوْنَهُ

(۳) هَلْ كَتَبْتُمْ وَاجِبَاتِ الْمَدْرَسَةِ؟ لَا! بَلْ سَوْفَ نَكْتُبُهَا

(۴) هَلْ تَشْرَبْنَ الْقَهْوَةَ؟ نَحْنُ لَا نَشْرَبُ الْقَهْوَةَ۔

(۵) هَلْ بُعِثْتُمَا اِلَى الدِّيْوَانِ الْيَوْمَ؟ لَا! بَلْ نُبْعَثُ غَدًا

مِنَ الْقُرْآنِ

(۶) اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ

(۷) فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(۸) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

(۹) قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

(۱) آج باغ کا دروازہ کھولا جائے گا۔

(۲) آج باغ کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔

(۳) دربان کہاں گیا؟ میں نہیں جانتا وہ کہاں گیا۔

(۴) تم سب کس کی عبادت کرتے ہو؟ ہم سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵) کیا تو جانتا ہے کس نے تجھ کو پیدا کیا؟ میں جانتا ہوں اللہ نے مجھ کو پیدا کیا۔

(۶) تم لوگ جانتے ہو جو میں کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو تم لوگ کرتے ہو۔

ابواب ثلاثی مجرّد

۳۸ : ۱ گزشتہ اسباق میں آپ نے یہ سمجھا تھا کہ عین کلمہ پر حرکات کی تبدیلی کی وجہ سے ماضی کے تین وزن ہیں یعنی فَعَلَ، فَعِلَ اور فَعُلَ۔ اور اسی طرح مضارع کے بھی تین وزن ہیں یعنی یَفْعَلُ، یَفْعِلُ اور یَفْعُلُ۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی فعل کا ماضی ہمیں معلوم ہو تو اس کا مضارع ہم کس وزن پر بنائیں؟ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی اور سیکھنی ہے۔

۳۸ : ۲ اگر ایسا ہوتا کہ ماضی میں عین کلمہ پر جو حرکت ہے مضارع میں بھی وہی رہتی یعنی فَعَلَ سے یَفْعَلُ، فَعِلَ سے یَفْعِلُ اور فَعُلَ سے یَفْعُلُ بنتا تو ہمارا اور آپ کا کام بہت آسان ہو جاتا۔ لیکن صورت حال ایسی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ مثال کے طور جو افعال ماضی میں فَعَلَ کے وزن پر آتے ہیں ان میں سے کچھ کا مضارع تو یَفْعَلُ کے وزن پر ہی بھی آتا ہے لیکن کچھ کا یَفْعِلُ اور کچھ کا یَفْعُلُ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر طلباء کی اکثریت پریشان ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ اتنی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ اس سبق میں ہمارا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کی پریشانی دور کی جائے اور آپ کو بتایا جائے کہ آپ مضارع کا وزن کیسے معلوم کریں گے اور اسے کیسے یاد رکھیں گے۔ لیکن یہ طریقے سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ اطمینان سے اور پوری توجہ کے ساتھ حقیقی صورت حال کا مکمل خاکہ ذہن نشین کر لیں۔ پھر ان شاء اللہ آپ کو مشکل پیش نہیں آئے گی۔

۳۸ : ۳ اوپر دی ہوئی مثال میں آپ نے دیکھا کہ فَعَلَ کے وزن پر آنے والے ماضی کے تمام افعال تین گروپ میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور یہ تقسیم ان کے مضارع کے وزن کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یعنی (۱) فَعَلَ، یَفْعَلُ (۲) فَعَلَ، یَفْعِلُ اور (۳) فَعَلَ، یَفْعُلُ۔ اسی طرح اگر ہم فَعِلَ اور فَعُلَ کے وزن پر آنے والے ماضی کے تمام

افعال تین تین کے گروپ میں تقسیم کرلیں تو کل نو گروپ وجود میں آتے ہیں۔ یعنی (۴) فَعِلَ یَفْعَلُ (۵) فَعِلَ یَفْعِلُ (۶) فَعِلَ یَفْعُلُ اور (۷) فَعُلَ یَفْعَلُ (۸) فَعُلَ یَفْعِلُ (۹) فَعُلَ یَفْعُلُ۔ لیکن نوٹ کرلیں کہ عربی میں نو نہیں بلکہ صرف چھ گروپ استعمال ہوتے ہیں۔

۴ : ۳۸ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا نو گروپ میں سے کون سے چھ گروپ استعمال ہوتے ہیں اور کون سے تین گروپ استعمال نہیں ہوتے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کو سمجھ کر ذہن نشین کرلیں تو ان شاء اللہ باقی باتیں سمجھنا اور یاد رکھنا آسان ہو جائیں گی۔

(الف) فَعَلَ کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں تینوں گروپ استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی (۱) فَعَلَ یَفْعَلُ (۲) فَعَلَ یَفْعِلُ اور (۳) فَعَلَ یَفْعُلُ۔

(ب) فَعِلَ کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں دو گروپ استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی (۴) فَعِلَ یَفْعَلُ اور (۵) فَعِلَ یَفْعِلُ۔ جبکہ فَعِلَ یَفْعُلُ استعمال نہیں ہوتا۔

(ج) فَعُلَ کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں صرف ایک گروپ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی (۶) فَعُلَ یَفْعُلُ جبکہ فَعُلَ یَفْعَلُ اور فَعُلَ یَفْعِلُ استعمال نہیں ہوتے۔

۵ : ۳۸ اب مسئلہ آتا ہے چھ میں سے ہر گروپ کی پہچان مقرر کرنے کا۔ اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر ہمیں بتایا جاتا کہ مادہ ف ت ح گروپ نمبر۱ سے متعلق ہے تو ہم سمجھ جاتے کہ اس کا ماضی فَتَحَ اور مضارع یَفْتَحُ آئے گا۔ اسی طرح اگر بتایا جاتا کہ مادہ ض ر ب کا تعلق گروپ نمبر۲ سے ہے تو ہم ماضی ضَرَبَ اور مضارع یَضْرِبُ بنا لیتے۔ علیٰ ھذا القیاس۔

۶ : ۳۸ لیکن عربی قواعد مرتب کرنے والوں نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ ہر گروپ کا نام "باب" رکھا اور ہر باب میں استعمال ہونے والے افعال میں سے کسی ایک فعل

کو منتخب کر کے اسے اس باب (گروپ) کا نمائندہ مقرر کر دیا اور اسی پر اس باب کا نام رکھ دیا۔ مثلاً گروپ نمبر۱ کا نام باب فَتَحَ اور گروپ نمبر۲ کا باب ضَرَبَ رکھ دیا وغیرہ۔ اب ذیل میں ہر "مستعمل گروپ" کے مقرر کردہ نام دیئے جارہے ہیں اور ہر ایک باب کے ساتھ اس کے لئے استعمال کی جانے والی مختصر علامت بھی دی جارہی ہے جو کہ متعلقہ باب کے نام کا پہلا حرف ہی ہے۔ ان کو مجموعی طور پر "اَبْوَاب ثُلَاثِی مُجَرَّد" (صرف مادے کے تین حروف سے بننے والے ابواب) کا نام دیا گیا ہے۔

گروپ نمبر	وزن	عین کلمہ کی حرکت		باب کا نام	علامت
		ماضی	مضارع		
(۱)	فَعَلَ-يَفْعَلُ	َ	َ	فَتَحَ - يَفْتَحُ	(ف)
(۲)	فَعَلَ - يَفْعِلُ	َ	ِ	ضَرَبَ - يَضْرِبُ	(ض)
(۳)	فَعَلَ - يَفْعُلُ	َ	ُ	نَصَرَ - يَنْصُرُ	(ن)
(۴)	فَعِلَ - يَفْعَلُ	ِ	َ	سَمِعَ - يَسْمَعُ	(س)
(۵)	فَعِلَ - يَفْعِلُ	ِ	ِ	حَسِبَ - يَحْسِبُ	(ح)
(۶)	فَعُلَ - يَفْعُلُ	ُ	ُ	كَرُمَ - يَكْرُمُ	(ک)

۷ : ۳۸ ثلاثی مجرد کے ابواب کا نام عموماً ماضی اور مضارع کا پہلا پہلا صیغہ بول کر لیا جاتا ہے جیسا کہ اوپر نقشے میں لکھا گیا ہے۔ تاہم اختصار کے لئے کبھی صرف ماضی کا صیغہ بول دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے مثلاً باب نصر، باب سمع وغیرہ۔ گویا یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ سننے والا ماضی کے صیغے سے اس کا مضارع سمجھ جاتا ہے۔ اس لئے آپ ان ابواب کو مندرجہ بالا نقشے کی مدد سے خوب اچھی طرح یاد کر لیں۔ کیونکہ ان کی آگے کافی ضرورت پڑے گی۔

۸ : ۳۸ امید ہے عربی میں استعمال ہونے والے افعال کے چھ گروپ یا چھ ابواب کا خاکہ آپ کے ذہن میں واضح ہو گیا ہو گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ کس طرح معلوم ہو کہ کوئی فعل کس باب سے آتا ہے یعنی ماضی اور مضارع میں اس کے عین کلمہ کی حرکت کیا ہو گی؟ تو اب نوٹ کر لیجئے کہ اس علم کا ذریعہ اہل زبان ہیں۔ یعنی وہ کسی فعل کا ماضی اور مضارع جس طرح استعمال کرتے ہیں، ہمیں اسی طرح سیکھنا اور یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس کی مثال انگریزی کے فعل کی تین شکلیں ہیں جو اہل زبان کے استعمال کے مطابق یاد کرنی پڑتی ہیں۔ اور اہل زبان کے اس استعمال کا پتہ لغت یعنی ڈکشنری سے چلتا ہے۔ ڈکشنری سے جہاں ہم کسی فعل کے معنی یاد کرتے ہیں وہیں اس کا باب بھی یاد کر لیتے ہیں اور اگر کسی فعل کے معنی اور باب ہم نے کسی کتاب وغیرہ سے یاد کئے تھے لیکن بھول گئے یا شبہ میں پڑ گئے، تو اس وقت بھی ڈکشنری سے مدد لے لیتے ہیں۔

۹ : ۳۸ عربی لغت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں الفاظ حروف تہجی کی ترتیب سے نہیں لکھے ہوتے بلکہ ان کے مادے حروف تہجی کی ترتیب سے دیئے ہوتے ہیں۔ مثلاً تَفْرَحْنَ کا لفظ آپ کو "ت" کی پٹی میں نہیں ملے گا۔ اس کا مادہ ف ر ح ہے۔ اس لئے یہ آپ کو ف کی پٹی میں مادہ ف ر ح کے تحت ملے گا اور اس کے ساتھ ہی یہ نشاندہی بھی موجود ہو گی کہ یہ مادہ کس باب سے آتا ہے۔

۱۰ : ۳۸ عربی لغت میں مادہ کے ساتھ باب کا نام ظاہر کرنے کے دو طریقے ہیں۔ (۱) پرانی ڈکشنریوں میں عموماً مادہ کے ساتھ قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ باب کی علامت لکھ دی جاتی ہے۔ مثلاً فَرِحَ (س) خوش ہونا یعنی باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے فَرِحَ یَفْرَحُ آتا ہے۔ اب آپ گردان کے صیغے کو سمجھ کر تَفْرَحْنَ کا ترجمہ "تم سب عورتیں خوش ہوں گی" کر لیں گے (۲) جدید ڈکشنریوں میں ماضی کا صیغہ تو عین کلمہ کی حرکت سے لکھتے ہیں پھر ایک لکیر دے کر اس پر مضارع کی عین کلمہ کی حرکت لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً فَرِحَ (ـَ) کا مطلب بھی فَرِحَ یَفْرَحُ ہے۔ ہم اس کتاب میں آپ کو

کسی فعل کا باب بتانے کے لئے پہلا طریقہ استعمال کریں گے مثلاً فَرِحَ کے آگے (س) لکھا ہو گا اور معنی لکھے ہوں گے "خوش ہونا" اور (س) دیکھ کر آپ سمجھ جائیں گے کہ اس کا ماضی فَرِحَ اور مضارع یَفْرَحُ ہے۔ اسی طرح باب فَتَحَ کے لئے (ف) ضَرَبَ کے لئے (ض) وغیرہ لکھا ہوا ملے گا۔ اس سبق کے ذخیرۃ الفاظ میں ہم گزشتہ اسباق کے افعال دوبارہ لکھ کر ان کے ابواب کی نشاندہی کر رہے ہیں تاکہ ان کے معانی آپ اس طریقہ سے یاد کریں جو آپ کو بتایا جا رہا ہے۔

۳۸ : ۱۱ اب ہم اس سوال پر آ گئے ہیں کہ کسی فعل کے باب کو یاد کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اب آپ افعال کے معنی پرانے طریقے سے یاد نہ کریں۔ یعنی یوں نہ کہیں کہ "فَرِحَ" کے معنی خوش ہونا اور کَتَبَ کے معنی لکھنا وغیرہ' بلکہ ماضی مضارع دونوں بول کر مصدری معنی بولیں۔ یعنی یوں کہیں کہ "فَرِحَ یَفْرَحُ کے معنی خوش ہونا۔ کَتَبَ یَکْتُبُ کے معنی لکھنا" وغیرہ۔ ذخیرۃ الفاظ میں لکھا ہو گا "دَخَلَ (ن) = داخل ہونا" لیکن آپ اس کو اس طرح یاد کریں کہ دَخَلَ۔ یَدْخُلُ کے معنی داخل ہونا۔ کہیں بھول چوک لگ جائے تو ڈکشنری دیکھیں گویا اب آپ ڈکشنری دیکھنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ابھی سے لغت کے استعمال کو عادت بنا لیں۔

۳۸ : ۱۲ اگرچہ یہ سبق کافی طویل ہو گیا ہے لیکن آپ کی دلچسپی اور سہولت کی خاطر چند ابواب کی خصوصیات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نوٹ کر لیں کہ باب سَمِعَ سے آنے والے ابواب میں زیادہ تر (ہمیشہ نہیں) کسی ایسی صفت یا بات کا ذکر ہوتا ہے جو وقتی اور عارضی ہوتی ہیں مثلاً فَرِحَ (خوش ہونا)' حَزِنَ (غمگین ہونا) وغیرہ۔ نیز یہ کہ اس باب میں آنے والے افعال زیادہ تر (تمام نہیں) لازم ہوتے ہیں جبکہ باب کَرُمَ سے آنے والے افعال میں کسی ایسی صفت یا بات کا ذکر ہوتا ہے جو عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوتی ہیں مثلاً حَسُنَ (خوبصورت ہونا)' شَجُعَ (بہادر ہونا)۔ نیز یہ کہ اس باب سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔ باب فَتَحَ کی

خصوصیت کا تعلق مادہ کے حروف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں عین کلمہ یا لام کلمہ کی جگہ حروف حلقی (ء، ھ۔ع، ح۔غ، خ) میں سے کوئی ایک حرف ضرور ہوتا ہے۔ صرف چند مادے اس سے مستثنٰی ہیں۔ باب حَسِبَ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے گنتی کے صرف چند افعال آتے ہیں۔ اس لئے اس کا استعمال بہت کم ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

دَخَلَ (ن) = داخل ہونا	فَرِحَ (س) = خوش ہونا
غَلَبَ (ض) = غالب ہونا	ضَحِكَ (س) = ہنسنا
قَرُبَ (ک) = قریب ہونا	بَعُدَ (ک) = دور ہونا
قَرَءَ (ف) = پڑھنا	فَتَحَ (ف) = کھولنا
كَتَبَ (ن) = لکھنا	اَكَلَ (ن) = کھانا
جَلَسَ (ض) = بیٹھنا	نَجَحَ (ف) = کامیاب ہونا
قَدِمَ (س) = آنا	مَرِضَ (س) = بیمار ہونا
ذَهَبَ (ف) = جانا	قَعَدَ (ن) = بیٹھنا
ذَكَرَ (ن) = یاد کرنا	رَفَعَ (ف) = بلند کرنا
حَمِدَ (س) = تعریف کرنا	سَمِعَ (س) = سننا
خَلَقَ (ن) = پیدا کرنا	حَسِبَ (ح) = گمان کرنا
بَعَثَ (ف) = بھیجنا۔اٹھانا	شَرِبَ (س) = پینا
سَئَلَ (ف) = سوال کرنا۔مانگنا	وَجِلَ (س) = خوف محسوس کرنا
طَلَبَ (ن) = مانگنا۔بلانا	خَرَجَ (ن) = نکلنا
نَصَرَ (ن) = مدد کرنا	ثَقُلَ (ک) = بھاری ہونا

مشق نمبر ۳۷

مندرجہ ذیل جملوں میں نمبر(۱) افعال کا مادہ بتائیں۔ نمبر(۲) ماضی / مضارع اور معروف / مجہول کی وضاحت کریں۔ نمبر(۳) صیغہ بتائیں اور جہاں ایک سے زیادہ کا امکان ہو وہاں تمام ممکنہ صیغے لکھیں۔ اور نمبر(۴) پھر اسی لحاظ سے ترجمہ کریں۔

(۱) تَفْتَحَانِ (۲) نَصْدُقُ (۳) يَلْعَبْنَ (۴) طَلَبْتُمُوْهُمْ (۵) هَزَمْتُمُوْنِيْ
(۶) تُرْزَقِيْنَ (۷) تَطْلُعُ الشَّمْسُ (۸) رُزِقُوْا (۹) طَلَبْنَا (۱۰) طَلَبَنَا
(۱۱) طَلَبْنَ (۱۲) دَخَلْتَ (۱۳) سَيَغْلِبُوْنَ (۱۴) ذُكِرَ (۱۵) ثَقُلَتْ

ماضی کی اقسام (حصہ اول)

۱ : ۳۹ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ماضی کے بعد تو مضارع شروع ہو گیا تھا۔ لیکن اب درمیان میں پھر ماضی کا سبق کیوں آگیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ چونکہ ماضی کی مختلف اقسام میں ایک خاص فعل استعمال ہوتا ہے۔ جس کا ماضی کَانَ (وہ تھا) اور مضارع یَکُوْنُ (وہ ہوتا ہے یا ہو گا) ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کو کَانَ سے متعارف کرانے سے قبل مضارع بھی سمجھا دیا جائے۔

۲ : ۳۹ دوسری وجہ یہ تھی کہ کَانَ' یَکُوْنُ کی گردانیں ماضی' مضارع کی عام گردانوں سے تھوڑی سی مختلف ہیں ایسا کیوں ہے۔ اس کی وجہ تو ان شاءاللہ آپ کو اس وقت سمجھ میں آئے گی جب آپ "حروف علت" اور ان کے قواعد پڑھ لیں گے۔ فی الحال آپ معمولی فرق کے ساتھ ہی ان کی گردانیں یاد کر لیں تاکہ اگلے سبق میں آپ ماضی کی اقسام کے بیان میں ان کا استعمال سمجھ سکیں۔

فعل ماضی کَانَ کی گردان

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر:	کَانَ	کَانَا	کَانُوْا
غائب	وہ ایک (مذکر) تھا	وہ دو (مذکر) تھے	وہ سب (مذکر) تھے
مؤنث:	کَانَتْ	کَانَتَا	کُنَّ
	وہ ایک (مؤنث) تھی	وہ دو (مؤنث) تھیں	وہ سب (مؤنث) تھیں

	واحد	تثنیہ	جمع
حاضر: مذکر:	كُنْتَ	كُنْتُمَا	كُنْتُمْ
	تو ایک (مذکر) تھا	تم دو (مذکر) تھے	تم سب (مذکر) تھے
مؤنث:	كُنْتِ	كُنْتُمَا	كُنْتُنَّ
	تو ایک (مؤنث) تھی	تم دو (مؤنث) تھیں	تم سب (مؤنث) تھیں
متکلم	كُنْتُ	كُنَّا	كُنَّا
	میں تھا/تھی	ہم دو تھے/تھیں	ہم سب تھے/تھیں

فعل مضارع يَكُوْنُ کی گردان

	واحد	تثنیہ	جمع
غائب مذکر:	يَكُوْنُ	يَكُوْنَانِ	يَكُوْنُوْنَ
	وہ ایک (مذکر) ہوگا	وہ دو (مذکر) ہوں گے	وہ سب (مذکر) ہوں گے
مؤنث:	تَكُوْنُ	تَكُوْنَانِ	يَكُنَّ
	وہ ایک (مؤنث) ہوگی	وہ دو (مؤنث) ہوں گی	وہ سب (مؤنث) ہوں گی
حاضر: مذکر:	تَكُوْنُ	تَكُوْنَانِ	تَكُوْنُوْنَ
	تو ایک (مذکر) ہوگا	تم دو (مذکر) ہوگے	تم سب (مذکر) ہوگے
مؤنث:	تَكُوْنِيْنَ	تَكُوْنَانِ	تَكُنَّ
	تو ایک (مؤنث) ہوگی	تم دو (مؤنث) ہوگی	تم سب (مؤنث) ہوگی
متکلم	اَكُوْنُ	نَكُوْنُ	نَكُوْنُ
	میں ہوں گا/گی	ہم دو ہوں گے/گی	ہم سب ہوں گے/گی

۳ : ۳۹ یاد رکھئے کہ کَانَ (ماضی) بمعنی "تھا" عموماً ماضی ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یَکُوْنُ (مضارع) بمعنی "ہوگا یا ہو جائے گا" عموماً صرف مستقبل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی حال کے لئے بمعنی "ہے" یَکُوْنُ استعمال نہیں ہوتا' بلکہ اس کے لئے زیادہ تر جملہ اسمیہ استعمال کیا جاتا ہے۔ "مثلاً زید بیمار تھا" کے لئے آپ کَانَ استعمال کریں گے اور "زید بیمار ہو جائے گا" کے لئے یَکُوْنَ استعمال ہوگا۔ کَانَ۔ یَکُوْنُ کے استعمال کے کچھ قواعد ہیں جو آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ مگر "زید بیمار ہے" کا ترجمہ آپ "زَیْدٌ مَرِیْضٌ" ہی کریں گے۔

۴ : ۳۹ شاید آپ کو یاد ہو کہ سبق نمبر ۱۱ میں جب ہم آپ کو جملہ اسمیہ منفی بنانا سکھا رہے تھے تو ہم نے "لَیْسَ" کے استعمال کے سلسلے میں یہ پابندی لگا دی تھی کہ صرف واحد مذکر غائب کے صیغہ میں اس کا استعمال کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ "لَیْسَ" کا استعمال صیغہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اب موقع ہے کہ آپ اس کی گردان بھی یاد کرلیں تاکہ جملہ اسمیہ میں آپ "لَیْسَ" کا درست استعمال کر سکیں۔

لَیْسَ کی گردان

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر:	لَیْسَ	لَیْسَا	لَیْسُوْا
		وہ ایک (مذکر) نہیں ہے	وہ دو (مذکر) نہیں ہیں	وہ سب (مذکر) نہیں ہیں
	مؤنث:	لَیْسَتْ	لَیْسَتَا	لَسْنَ
		وہ ایک (مؤنث) نہیں ہے	وہ دو (مؤنث) نہیں ہیں	وہ سب (مؤنث) نہیں ہیں
حاضر:	مذکر:	لَسْتَ	لَسْتُمَا	لَسْتُمْ
		تو ایک (مذکر) نہیں ہے	تم دو (مذکر) نہیں ہو	تم سب (مذکر) نہیں ہو
	مؤنث:	لَسْتِ	لَسْتُمَا	لَسْتُنَّ
		تو ایک (مؤنث) نہیں ہے	تم دو (مؤنث) نہیں ہو	تم سب (مؤنث) نہیں ہو

متکلم:	لَسْتُ	لَسْنَا	لَسْنَا
	میں نہیں ہوں	ہم دو نہیں ہیں	ہم سب نہیں ہیں

۵ : ۳۹ کَانَ اور لَیْسَ کی گردان میں یہ بنیادی فرق ذہن نشین کرلیں کہ کَانَ سے ماضی اور مضارع دونوں کی گردان ہوتی ہے۔ یعنی یہ فعل دونوں طرح آتا ہے۔ جبکہ لَیْسَ سے صرف ماضی کی گردان ہوتی ہے۔ یعنی اس فعل کا مضارع استعمال نہیں ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ لَیْسَ کے معنی "نہیں تھا" کے بجائے "نہیں ہے، نہیں ہیں" وغیرہ ہوتے ہیں۔ یعنی اس فعل کی گردان تو ماضی جیسی ہے مگر یہ ہمیشہ حال کے معنی دیتا ہے۔

۶ : ۳۹ سبق نمبر ۱۰ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ پر جب لَیْسَ داخل ہوتا ہے تو معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ جملہ میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور اعرابی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ خبر حالت نصب میں آجاتی ہے یا خبر پر "بِ" لگا کر اسے مجرور کردیا جاتا ہے۔ یعنی لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ قَائِمَةً اور لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ بِقَائِمَةٍ دونوں کا ترجمہ "استانی کھڑی نہیں ہے" ہوگا۔ اب آپ یہ بات بھی یاد کرلیں کہ جملہ اسمیہ پر کَانَ بھی داخل ہوتا ہے۔ اور جب کسی جملہ اسمیہ پر کَانَ داخل ہوتا ہے تو معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ جملہ میں عموماً "ہے" کی بجائے "تھا" کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور لَیْسَ کی طرح کَانَ بھی خبر کو حالت نصب میں لے جاتا ہے۔ مثلاً کَانَ الْمُعَلِّمُ قَائِمًا (استاد کھڑا تھا) وغیرہ۔ تاہم لَیْسَ کی مانند کَانَ کی خبر پر "بِ" نہیں لگا سکتے۔ یہ فرق اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

۷ : ۳۹ کَانَ اور لَیْسَ کے بارے میں ایک بات اور نوٹ کریں کہ یہ دونوں فعل کی طرح استعمال تو ہوتے ہیں مگر ان کے فاعل کو "اسم" کہتے ہیں۔ یعنی لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ قَائِمَةً میں اَلْمُعَلِّمَةُ کو لَیْسَتْ کا فاعل نہیں بلکہ نحو کی اصطلاح کے مطابق

لَیْسَ کا اسم کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کَانَ الْمُعَلِّمُ قَائِمًا میں بھی اَلْمُعَلِّمُ کو کَانَ کا فاعل نہیں بلکہ کَانَ کا اسم کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ قَائِمَۃٌ اور قَائِمًا بھی مفعول نہیں بلکہ بالترتیب لَیْسَ اور کَانَ کی خبر ہیں۔ اور اگرچہ لَیْسَ اور کَانَ ایک طرح کے فعل ہیں لیکن ان کے جملے کے شروع میں آنے سے جملہ 'فعلیہ' نہیں بنتا۔ بلکہ جیسا کہ آپ کو بتایا جاچکا ہے کہ لَیْسَ اور کَانَ دونوں جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس میں معنوی اور اعرابی تبدیلی لاتے ہیں۔

۳۹ : ۸ کَانَ اور لَیْسَ بھی دیگر افعال کی طرح دونوں طریقوں سے استعمال ہوتے ہیں یعنی اگر کَانَ یا لَیْسَ کا اسم کوئی اسم ظاہر ہو تو ان کا صیغہ واحد ہی رہے گا۔ البتہ مذکر کے لئے واحد مذکر اور مؤنث کے لئے واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً کَانَ الْوَلَدَانِ صَالِحَیْنِ (دونوں لڑکے نیک تھے)' کَانَتِ الْبَنَاتُ صَالِحَاتٍ (لڑکیاں نیک تھیں)' لَیْسَ الرِّجَالُ مُجْتَھِدِیْنَ (مرد محنتی نہیں ہیں) اور لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَاتُ مُجْتَھِدَاتٍ (استانیاں محنتی نہیں ہیں) وغیرہ۔

۳۹ : ۹ اور اگر کَانَ اور لَیْسَ کا اسم' ظاہر نہ ہو بلکہ صیغہ میں ضمیر کی صورت میں پوشیدہ ہو تو ایسی صورت میں جو ضمیر پوشیدہ ہوگی اسی کے مطابق صیغہ استعمال ہوگا۔ مثلاً کُنْتُمْ ظَالِمِیْنَ (تم لوگ ظالم تھے)۔ یہاں کُنْتُمْ میں اَنْتُمْ کی ضمیر کَانَ کا اسم ہے۔ اسی طرح لَسْنَا ظَالِمِیْنَ (ہم لوگ ظالم نہیں ہیں) میں نَحْنُ کی ضمیر لَیْسَ کا اسم ہے۔

مشق نمبر ۳۸

اردو میں ترجمہ کریں : (نمبر ۷ سے آخر تک "مِنَ الْقُرْآنِ" ہے)

(۱) کَانَتْ زَیْنَبُ قَائِمَۃً (۲) کَانَ الرِّجَالُ جَالِسِیْنَ (۳) ھَلْ کُنْتُمْ مُعَلِّمِیْنَ؟ (۴) مَتٰی تَکُوْنُ مُعَلِّمًا؟ اَکُوْنُ مُعَلِّمًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذَا الْعَامِ (۵) لَسْنَا کَاذِبِیْنَ (۶) لَیْسُوْا صَادِقِیْنَ (۷) لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ

(۸) وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۹) لَسْتَ مُؤْمِنًا (۱۰) اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ
(۱۱) كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (۱۲) اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (۱۳) اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ
(۱۴) وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ (۱۵) اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ (۱۶) وَكَانَ وَعْدُ
رَبِّيْ حَقًّا (۱۷) وَمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (۱۸) اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا (۱۹) وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ماضی کی اقسام (حصہ دوم)

١ : ٤٠ ماضی کی جو چھ اقسام ہیں ان کا تعلق اصلاً تو اردو اور فارسی گرامر سے ہے۔ کیونکہ عربی گرامر میں ماضی کی اقسام کو اس انداز سے بیان ہی نہیں کیا جاتا۔ البتہ ان اقسام کے مفہوم کو عربی میں کیسے بیان کیا جاتا ہے' یہ سمجھانے کے لئے ہم ذیل میں ان اقسام کے قواعد بیان کر رہے ہیں۔ دراصل ماضی کی چھ اقسام اردو اور فارسی گرامر کی چیز ہے۔ عربی میں اس طرح ماضی کی اقسام نہیں ہیں۔ مگر اردو کی ماضی کی اقسام کے مفہوم کو عربی میں ظاہر کرنے کے لئے یہ قسمیں اور ان کے قواعد لکھے جا رہے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :

٢ : ٤٠ (ا) ماضی بعید :

فعل ماضی پر کَانَ لگا دینے سے اس میں ماضی بعید کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے ذَھَبَ کے معنی ہیں "وہ گیا"۔ جبکہ کَانَ ذَھَبَ کے معنی ہوں گے "وہ گیا تھا"۔ یاد رہے کہ کَانَ کی گردان متعلقہ فعل ماضی کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ بات ذیل میں دی گئی ماضی بعید کی گردان سے مزید واضح ہو جائے گی۔

کَانَ ذَھَبَ	کَانَا ذَھَبَا	کَانُوْا ذَھَبُوْا
وہ (ایک مرد) گیا تھا	وہ (دو مرد) گئے تھے	وہ (سب مرد) گئے تھے
کَانَتْ ذَھَبَتْ	کَانَتَا ذَھَبَتَا	کُنَّ ذَھَبْنَ
وہ (ایک عورت) گئی تھی	وہ (دو عورتیں) گئی تھیں	وہ (سب عورتیں) گئی تھیں
کُنْتَ ذَھَبْتَ	کُنْتُمَا ذَھَبْتُمَا	کُنْتُمْ ذَھَبْتُمْ
تو (ایک مرد) گیا تھا	تم (دو مرد) گئے تھے	تم (سب مرد) گئے تھے
کُنْتِ ذَھَبْتِ	کُنْتُمَا ذَھَبْتُمَا	کُنْتُنَّ ذَھَبْتُنَّ
تو (ایک عورت) گئی تھی	تم (دو عورتیں) گئی تھیں	تم (سب عورتیں) گئی تھیں

كُنْتُ ذَهَبْتُ	كُنَّا ذَهَبْنَا	كُنَّا ذَهَبْنَا
میں گیا تھا/ گئی تھی	ہم (دو) گئے تھے/ گئی تھیں	ہم (سب) گئے تھے/ گئی تھیں

۳ : ۴۰ (۲) ماضی استمراری :

ماضی استمراری اس کو کہتے ہیں جس میں ماضی میں کام کے مسلسل ہوتے رہنے کا مفہوم ہو۔ مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں "وہ لکھتا تھا" مراد یہ ہے کہ "وہ لکھا کرتا تھا" یا "لکھ رہا تھا"۔ عربی میں فعل مضارع پر کَانَ لگانے سے ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کَانَ یَکْتُبُ (وہ لکھتا تھا یا لکھ رہا تھا یا لکھا کرتا تھا)۔ یہاں بھی کَانَ اور متعلقہ فعل مضارع کی گردان ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ذیل میں دی گئی ماضی استمراری کی گردان سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔

کَانَ یَکْتُبُ	کَانَا یَکْتُبَانِ	کَانُوْا یَکْتُبُوْنَ
وہ (ایک مرد) لکھتا تھا	وہ (دو مرد) لکھتے تھے	وہ (سب مرد) لکھتے تھے
کَانَتْ تَکْتُبُ	کَانَتَا تَکْتُبَانِ	کُنَّ یَکْتُبْنَ
وہ (ایک عورت) لکھتی تھی	وہ (دو عورتیں) لکھتی تھیں	وہ (سب عورتیں) لکھتی تھیں
کُنْتَ تَکْتُبُ	کُنْتُمَا تَکْتُبَانِ	کُنْتُمْ تَکْتُبُوْنَ
تو (ایک مرد) لکھتا تھا	تم (دو مرد) لکھتے تھے	تم (سب مرد) لکھتے تھے
کُنْتِ تَکْتُبِیْنَ	کُنْتُمَا تَکْتُبَانِ	کُنْتُنَّ تَکْتُبْنَ
تو (ایک عورت) لکھتی تھی	تم (دو عورتیں) لکھتی تھیں	تم (سب عورتیں) لکھتی تھیں
کُنْتُ اَکْتُبُ	کُنَّا نَکْتُبُ	کُنَّا نَکْتُبُ
میں لکھتا تھا/ لکھتی تھی	ہم (دو) لکھتے تھے/ لکھتی تھیں	ہم (سب) لکھتے تھے/ لکھتی تھیں

ماضی بعید اور ماضی استمراری میں موجود اس فرق کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر

لیجئے کہ ماضی بعید میں کَانَ کے ساتھ اصل فعل کا ماضی آتا ہے جبکہ ماضی استمراری میں کَانَ کے ساتھ اصل فعل کا مضارع آتا ہے۔

۴ : ۴۰ (۳) ماضی قریب :

اس میں کسی کام کے زمانہ حال میں مکمل ہو جانے کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "وہ گیا ہے' اس نے لکھا ہے یا وہ لکھ چکا ہے" وغیرہ۔ یعنی جانے یا لکھنے کا کام تھوڑی دیر پہلے یعنی ماضی قریب میں ہوا ہے۔ فعل ماضی کے شروع میں حرف "قَدْ" لگانے سے نہ صرف یہ کہ ماضی قریب کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ اس میں ایک زور (تاکید کا مفہوم) بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً قَدْ ذَهَبَ (وہ گیا ہے یا وہ جا چکا ہے) وغیرہ۔

۵ : ۴۰ (۴) ماضی شکیۃ :

جب زمانہ ماضی میں کسی کام کے ہونے کے متعلق شک پایا جاتا ہو تو اسے ماضی شکیہ کہتے ہیں۔ جیسے "اس نے لکھا ہو گا یا وہ لکھ چکا ہو گا" وغیرہ۔ عربی میں ماضی شکیہ کے معنی پیدا کرنے کے لئے اصل فعل کے ماضی سے پہلے یَکُوْنُ لگاتے ہیں۔ جیسے یَکُوْنُ کَتَبَ (اس نے لکھا ہو گا یا وہ لکھ چکا ہو گا)۔ نوٹ کرلیں کہ اس میں کَانَ کے مضارع یَکُوْنُ اور اصل فعل کے صیغہ ماضی کی گردان ساتھ ساتھ چلے گی۔ مثلاً یَکُوْنُ کَتَبَ۔ یَکُوْنُوْنَ کَتَبُوْا۔ تَکُوْنُ کَتَبَتْ وغیرہ۔

۶ : ۴۰ یہاں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو : (i) یَکُوْنُ یا تَکُوْنُ (مذکر یا مؤنث) صیغہ واحد ہی لگے گا۔ (ii) اس کے بعد فاعل یعنی اسم ظاہر آئے گا جو اب کَانَ کا اسم کہلائے گا۔ (iii) اس کے بعد اصل فعل اسم ظاہر کے صیغہ کے مطابق (واحد جمع مذکر مؤنث وغیرہ) آئے گا۔ مثلاً یَکُوْنُ الْمُعَلِّمُ کَتَبَ۔ یَکُوْنُ الْمُعَلِّمُوْنَ کَتَبُوْا۔ تَکُوْنُ الْمُعَلِّمَاتُ کَتَبْنَ وغیرہ۔

۴۰ : ۷ لفظ لَعَلَّ (شاید) کے استعمال سے بھی ماضی شکیہ کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن لَعَلَّ کے استعمال کے متعلق دو اہم باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اولاً یہ کہ لَعَلَّ کبھی کسی فعل سے پہلے نہیں آتا بلکہ یہ ہمیشہ کسی اسم ظاہر یا کسی ضمیر پر داخل ہوگا۔ ثانیاً یہ کہ لَعَلَّ بھی اِنَّ کی طرح اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ کَتَبَ مَکْتُوْبًا (شاید استاد نے ایک خط لکھا ہوگا) یا لَعَلَّهٗ کَتَبَ مَکْتُوْبًا (شاید اس نے ایک خط لکھا ہوگا) وغیرہ۔

۴۰ : ۸ مذکورہ مثالوں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کے جملوں کو عربی میں "فعل ماضی" کی کوئی قسم کہنا درست نہیں ہے۔ یہ دراصل جملہ اسمیہ پر لَعَلَّ داخل کرنے کا مسئلہ ہے جس کے ذریعہ عربی میں فعل ماضی شکیہ کا مفہوم پیدا ہوتا ہے وہ بھی اس صورت میں جب جملہ اسمیہ کی خبر کوئی فعل ماضی کا صیغہ ہو۔ جیسے اَلْمُعَلِّمُ کَتَبَ (استاد نے لکھا) سے لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ کَتَبَ (شاید استاد نے لکھا ہوگا) ایسے جملہ اسمیہ کی خبر کوئی فعل مضارع ہو تو مفہوم تو شک کا پیدا ہوگا مگر وہ زمانہ مستقبل میں۔ یعنی لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ یَکْتُبُ (شاید استاد لکھے گا)۔

۴۰ : ۹ (۵) ماضی شرطیہ :

ماضی شرطیہ میں ہمیشہ دو فعل آتے ہیں۔ پہلے میں شرط بیان ہوتی ہے اور دوسرے میں اس کا جواب ہوتا ہے۔ مثلاً "اگر تو بوتا تو کاٹتا"۔ اس میں "بوتا" اور "کاٹتا" دو فعل ہیں۔ "بوتا" شرط ہے اور "کاٹتا" جواب شرط ہے۔ عربی میں فعل ماضی میں شرط کے معنی پیدا کرنے کے لئے پہلے فعل یعنی شرط پر "لَوْ" (اگر) لگاتے ہیں جبکہ دوسرے فعل کے شروع میں اکثر (ہمیشہ نہیں) حرف تاکید "لَ" لگاتے ہیں جس کا ترجمہ عموماً "ضرور" کیا جاتا ہے۔ مثلاً لَوْ زَرَعْتَ لَحَصَدْتَ (اگر تو بوتا تو ضرور کاٹتا)۔

۴۰ : ۱۰ ماضی شرطیہ میں کبھی لَوْ کے بعد کَانَ کا اضافہ بھی کرتے ہیں اور کَانَ کے

بعد اگر فعل ماضی آئے تو شرط کے ساتھ ماضی بعید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے اور اگر کَانَ کے بعد فعل مضارع آئے تو شرط کے ساتھ ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں معانی کا جو فرق پڑتا ہے اُسے ذیل کی مثالوں سے سمجھ لیں۔

(i) لَوْكُنْتَ حَفِظْتَ دُرُوْسَكَ لَنَجَحْتَ ترجمہ : اگر تو نے اپنے اسباق یاد کئے ہوتے تو ضرور کامیاب ہوتا۔ (ii) لَوْكُنْتَ تَحْفَظُ دُرُوْسَكَ لَنَجَحْتَ ترجمہ : اگر تو اپنے اسباق یاد کرتا رہتا تو ضرور کامیاب ہوتا ۔

۴۰ : ۱۱ (۶) ماضی تَمَنِّی یا تَمَنَّائی :

فعل ماضی کے شروع میں لَيْتَ لگانے سے جملہ میں خواہش اور تمنا کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ لَعَلَّ کی طرح لَيْتَ بھی کسی فعل پر داخل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کسی اسم یا ضمیر پر داخل ہوتا ہے اور اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً لَيْتَ زَيْدًا نَجَحَ (کاش کہ زید کامیاب ہوتا)۔ يَالَيْتَنِيْ نَجَحْتُ (اے کاش میں کامیاب ہوتا)۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی دراصل جملہ اسمیہ ہی ہوتا ہے جس کی خبر کوئی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ مبتدا کے شروع میں "لَيْتَ" لگتا ہے اور اب مبتدا کو لَيْتَ کا اسم کہتے ہیں جو اِنَّ اور لَعَلَّ کے اسم کی طرح منصوب ہوتا ہے۔

۴۰ : ۱۲ لفظ "لَوْ" کبھی "کاش" کے معنی بھی دیتا ہے۔ جس سے جملہ میں ماضی تمنی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ ایسی صورت میں جملے میں جواب شرط نہیں آتا۔ جیسے لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کاش وہ لوگ جانتے ہوتے)۔

ذخیرۂ الفاظ

حَفِظَ(س) = یاد کرنا	سَمِعَ(س) = سننا
غَضِبَ(س) = غصہ ہونا	عَقَلَ(ض) = سمجھنا
رَجَعَ(ض) = لوٹنا	زَرَعَ(ف) = کھیتی بونا

حَصَدَ(ن) = کھیتی کاٹنا	نَجَحَ(ف) = کامیاب ہونا
سَعِيْرٌ = دہکتی آگ۔دوزخ	صَاحِبٌ (ج اَصْحَابٌ) = ساتھی۔والا
قُبَيْلٌ = ذرا پہلے	كُلَّ يَوْمٍ = ہر روز

مشق نمبر ۳۹

اردو میں ترجمہ کریں : (نمبر ۵ سے آخر تک مِنَ الْقُرْآنِ ہے)

(۱) يَازَيْدُ! لِمَ غَضِبَتِ الْمُعَلِّمَةُ عَلٰی اُخْتِكَ؟ مَاكَانَتْ حَفِظَتْ دُرُوْسَهَا۔

(۲) هَلْ اَنْتَ تَحْفَظُ كُلَّ يَوْمٍ دَرْسَكَ؟ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظُ كُلَّ يَوْمٍ لٰكِنْ بِالْاَمْسِ مَاحَفِظْتُ۔

(۳) هَلْ وَلَدُكَ فِي الْبَيْتِ؟ قَدْ خَرَجَ الْاٰنَ۔

(۴) وَاَيْنَ يُوْسُفُ؟ لَعَلَّهٗ ذَهَبَ اِلَى الْمَسْجِدِ۔

(۵) لَوْكُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَاكُنَّا فِيْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ۔

(۶) وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا۔

(۷) ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(۸) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

(۹) يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ۔

(۱۰) ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۔

(۱۱) يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ۔

(۱۲) لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ۔

(۱۳) وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

(۱۴) لَوْكَانُوْا عِنْدَنَا مَامَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا۔

(۱۵) لَوْكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔

(۱۶) وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

عربی میں ترجمہ کریں :

(۱) اسکول کے لڑکے باغ میں گئے ہیں۔ شاید وہ مغرب سے ذرا پہلے لوٹ آئیں۔
(۲) کیا تم نے کل اپنا سبق یاد نہیں کیا تھا؟ (۳) میں نے کل اپنا سبق یاد کیا تھا۔
(۴) کیا مریم نے آج ہوم ورک لکھ لیا ہے؟ (۵) جی ہاں! اس نے لکھ لیا ہے۔
(۶) ہم لوگ ہوم ورک کل کریں گے۔ (۷) محلّہ کے لڑکے ہر روز اپنے اسباق یاد کیا کرتے تھے۔ وہ سب امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

ضروری ہدایت :

اب ضرورت ہے کہ اردو سے عربی ترجمہ کرنے سے پہلے آپ اردو جملے کے اجزاء کو پہچان کر انہیں عربی جملہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کرلیا کریں پھر اسی ترتیب سے ترجمہ کریں یعنی پہلے فعل، پھر فاعل (اگر اسم ظاہر ہو)، پھر مفعول (اگر مذکور ہو) اور پھر متعلق فعل۔ مثلاً مشق کے پہلے جملہ پر غور کریں۔ اس میں دو جملے شامل ہیں۔ عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے پہلے جملہ کی ترتیب اس طرح ہوگی۔ گئے ہیں (فعل ماضی قریب)، اسکول کے لڑکے (فاعل) باغ میں (متعلق فعل)۔ اب آپ اسی ترتیب سے ترجمہ کریں۔ اسی طرح دوسرے جملہ میں پہلے آپ "شاید وہ لوٹ آئیں" کا ترجمہ کریں، اس کے بعد "مغرب سے ذرا پہلے" کا ترجمہ کریں۔

مضارع کے تغیّرات

۱ : ۴۱ فعل کے اعراب کے حوالے سے نوٹ کرلیں کہ عربی کے افعال میں سے فعل ماضی مبنی ہوتا ہے۔ یعنی اس کے پہلے صیغہ واحد مذکر غائب (فَعَلَ) میں لام کلمہ کی فتحہ (زَبر) تبدیل نہیں ہوتی۔ گردان میں اگرچہ اس پر ضمہ (پیش) بھی آتا ہے۔ جیسے صیغہ جمع مذکر غائب (فَعَلُوْا) میں۔ اور بہت سے صیغوں میں یہ ساکن بھی ہو جاتا ہے مگر چونکہ پہلے صیغے میں فعل ماضی کے لام کلمہ کی حرکت فتحہ (زبر) ہی رہتی ہے اور کسی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتی اس لئے کہا جاتا ہے کہ فعل ماضی فتحہ (زبر) پر مبنی ہوتا ہے۔

۲ : ۴۱ فعل ماضی کے برعکس فعل مضارع معرب ہے۔ یعنی اس کے پہلے صیغے یَفْعَلُ میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے لام کلمہ پر عموماً تو ضمہ (پیش) ہوتا ہے۔ تاہم بعض صورتوں میں ضمہ کے بجائے اس پر فتحہ (زبر) بھی آسکتی ہے اور بعض صورتوں میں اس پر علامت سکون (جزم) بھی لگ سکتی ہے یعنی مضارع کا پہلا صیغہ یَفْعَلُ سے تبدیل ہو کر یَفْعَلَ بھی ہو سکتا ہے اور یَفْعَلْ بھی ہو سکتا ہے۔ مضارع میں ان تبدیلیوں کا اس کی گردان پر بھی اثر پڑتا ہے۔ جو بعد میں بیان ہو گا۔

۳ : ۴۱ جس طرح اسم کی تین اعرابی حالتیں رفع' نصب اور جر ہوتی ہیں۔ اسی طرح فعل مضارع کی بھی تین اعرابی حالتیں ہوتی ہیں۔ ان کو رفع' نصب اور جزم کہتے ہیں۔ فعل مضارع جب حالت رفع میں ہو تو مضارع مرفوع کہلاتا ہے۔ اسی طرح نصب کی حالت میں مضارع منصوب اور جزم کی صورت میں مضارع مجزوم کہلاتا ہے۔

۴ : ۴۱ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی عبارت میں کسی اسم کے مرفوع' منصوب یا مجرور ہونے کی کچھ وجوہ ہوتی ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیجئے کہ فعل مضارع میں نصب اور

جزم کی تو کچھ وجوہ ہوتی ہیں مگر فعل مضارع میں رفع کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب نصب یا جزم کی کوئی وجہ نہ ہو تو مضارع مرفوع ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ جب فعل مضارع اپنی اصلی حالت میں ہو (جیسا کہ آپ گردان میں پڑھ آئے ہیں) تو وہ مرفوع کہلاتا ہے۔ البتہ کسی وجہ کی بنیاد پر یہ منصوب یا مجزوم ہو جاتا ہے۔ دراصل گرامر والوں نے اسم کی تین حالتوں کے مقابلہ پر فعل مضارع کی تین حالتیں مقرر کی ہیں ورنہ فعل مضارع کی حالت رفع کسی تبدیلی کے نتیجے میں نہیں ہوتی۔ تبدیلی کی وجہ صرف نصب اور جزم میں ہوتی ہے (جس کا بیان آگے آرہا ہے)۔

۵ : ۴۱ یہ بھی نوٹ کیجئے کہ رفع اور نصب تو اسم میں بھی ہوتا ہے اور فعل مضارع میں بھی۔ مگر جزم صرف مضارع کی ایک حالت ہوتی ہے جبکہ جر صرف اسم میں ہوتی ہے۔ اسم میں رفع، نصب اور جر کی پہلے آپ نے علامات یعنی آخری حرف کی تبدیلی کے لحاظ سے اسم کی مختلف شکلیں پڑھی تھیں۔ اس کے بعد رفع، نصب اور جر کے بعض اسباب کا مطالعہ کیا تھا۔ اسی طرح فعل مضارع میں بھی پہلے ہم آپ کو اس میں رفع، نصب اور جزم کی صورت یا شکل کے بارے میں بتائیں گے پھر ان کے اسباب کی بات کریں گے۔

۶ : ۴۱ مضارع مرفوع وہی ہے جو آپ "فعل مضارع" کے نام سے پڑھ چکے ہیں۔ اور اس کی گردان کے صیغوں سے بھی آپ واقف ہیں۔ جبکہ مضارع منصوب یا اس کی حالت نصب ایک تبدیلی ہے جو فعل مضارع کے آخری حصہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کی تین علامات یا شکلیں ہیں جو درج ذیل نقشہ سے سمجھی جا سکتی ہیں۔

یَفْعَلَ	یَفْعَلَا	یَفْعَلُوْا
تَفْعَلَ	تَفْعَلَا	یَفْعَلْنَ
تَفْعَلَ	تَفْعَلَا	تَفْعَلُوْا

تَفْعَلِیْ	تَفْعَلاَ	تَفْعَلْنَ
اَفْعَلَ	نَفْعَلَ	نَفْعَلَ

امید ہے مذکورہ نقشہ میں آپ نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ :

(۱) مضارع مرفوع کے جن پانچ صیغوں میں لام کلمہ پر ضمّہ (پیش) آتا ہے، حالت نصب میں ان پر فتحہ (زبر) لگتی ہے۔ یعنی یَفْعَلُ سے یَفْعَلَ اور تَفْعَلُ سے تَفْعَلَ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اَفْعَلَ اور نَفْعَلَ بھی۔

(۲) مضارع کی گردان میں جن نو (۹) صیغوں کے آخر پر نون (ن) آتا ہے، ان میں سے دو کو چھوڑ کر باقی سات صیغوں کا یہ نون، جس کو "نون اعرابی" کہتے ہیں، حالتِ نصب میں گر جاتا ہے۔ مثلاً یَفْعَلُوْنَ سے یَفْعَلُوْا اور تَفْعَلِیْنَ سے تَفْعَلِیْ وغیرہ رہ جاتا ہے۔

(۳) نون والے باقی دو صیغے ایسے ہیں جن کا نون حالت نصب میں نہیں گرتا۔ یعنی یہ دو صیغے حالت نصب میں بھی حالت رفع کی طرح رہتے ہیں۔ اور یہ دونوں جمع مونث غائب اور جمع مونث حاضر کے صیغے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں صیغے جمع مونث (عورتوں) کے لئے آتے ہیں اس لئے ان صیغوں کے آخری نون کو "نُوْنُ النِّسْوَۃ" (عورتوں والا نون) کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مضارع منصوب کی گردان میں آنے والے نون —— ماسوائے نون النسوۃ کے —— گر جاتے ہیں۔

۷ : ۴۱ مضارع مجزوم یا اس کی حالت جزم بھی مضارع مرفوع میں ایک تبدیلی ہے جو فعل مضارع کے آخری حصہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کی بھی تین علامات یا شکلیں ہیں۔ یعنی :

(۱) مضارع مرفوع کے جن پانچ صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (پیش) آتا ہے، حالت جزم میں ان پر علامتِ سکون (جزم) لگتی ہے۔ یعنی یَفْعَلُ سے یَفْعَلْ اور اَفْعَلُ

سے اَفْعَلْ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

(۲) مضارع مرفوع کی گردان میں جن نو (۹) صیغوں کے آخر پر نون آتا ہے ان میں سے دو کو چھوڑ کر باقی سات صیغوں کا نون (جو نون اعرابی کہلاتا ہے) گر جاتا ہے یعنی یَکْتُبُوْنَ سے یَکْتُبُوْا اور تَکْتُبِیْنَ سے تَکْتُبِیْ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

(۳) نصب کی طرح حالت جزم میں بھی "نون النسوۃ" والے دونوں صیغے اپنی اصلی حالت پر یعنی مضارع مرفوع کی طرح ہی رہتے ہیں۔ مضارع مجزوم کی گردان کی صورت یوں ہوگی :

یَکْتُبْ	یَکْتُبَا	یَکْتُبُوْا
تَکْتُبْ	تَکْتُبَا	یَکْتُبْنَ
تَکْتُبْ	تَکْتُبَا	تَکْتُبُوْا
تَکْتُبِیْ	تَکْتُبَا	تَکْتُبْنَ
اَکْتُبْ	نَکْتُبْ	قَ ـْ ـَ ـُ ـْ

۸ : ۴۱ مندرجہ بالا بیان سے آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ :

(۱) مضارع منصوب اور مضارع مجزوم میں مشترک بات یہ ہے کہ دونوں کی گردان میں سات صیغوں کا نون اعرابی گر جاتا ہے جبکہ نون النسوۃ والے دونوں صیغوں کا نون برقرار رہتا ہے۔

(۲) اور دونوں گردانوں میں فرق یہ ہے کہ مضارع مرفوع میں لام کلمہ کے ضمہ (پیش) والے پانچ صیغوں میں مضارع کی حالت نصب میں فتحہ (زبر) اور حالت جزم میں علامت سکون (جزم) لگتی ہے۔

۹ : ۴۱ یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیجئے کہ چونکہ مضارع مجزوم کے پانچ صیغوں میں آخر پر علامتِ سکون (ـْ) آتی ہے اس لئے علامتِ سکون (ـْ) کو جزم کہنے کی غلطی عام

ہو گئی۔ جس طرح حرکات کو غلطی سے اعراب کہہ دیا جاتا ہے۔ یاد رہے "جزم" تو فعل مضارع کی حالت کا نام ہے جس کا اثر اس کی گردان پر بھی پڑتا ہے۔ جزم (حرکات کی طرح) کوئی علامت ضبط نہیں ہے۔ مضارع مجزوم کے مذکورہ پانچ صیغوں کے لام کلمہ پر جزم نہیں بلکہ علامتِ سکون (ـْ) ہوتی ہے جو ان پانچ صیغوں میں فعل کے مجزوم ہونے کی علامت ہے یہ بھی یاد رہے کہ جس حرف پر علامتِ سکون ہوتی ہے اسے مجزوم نہیں بلکہ "ساکن" کہتے ہیں۔

۱۰ : ۴۱ یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ بعض دفعہ کسی اسم یا فعل ماضی کے پہلے صیغہ کے بعد کوئی علامت وقف ہو (یعنی آیت پر ٹھہرنا ہو) تو ایسی صورت میں آخری حرف کو ساکن ہی پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً کِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○ وَمَا كَسَبَ ○ ایسی صورت میں "ن" یا "ب" کو ساکن تو پڑھتے ہیں لیکن اس سے وہ اسم یا فعل مجزوم نہیں کہلاتا۔ اسی طرح بعض دفعہ مضارع مجزوم کے آخری ساکن حرف کو آگے ملانے کے لئے کسرہ (زیر) دی جاتی ہے جیسے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ۔ یہاں دراصل "نَجْعَلْ" ہے جسے آگے ملانے کے لئے کسرہ (زیر) دی گئی ہے۔ ایسی صورت میں مضارع مجرور نہیں کہلاتا۔ اس لئے کہ حالت جر کا تو فعل سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ تو اسم کی ایک حالت ہوتی ہے جس کی ایک علامت بعض دفعہ کسرہ (زیر) ہوتی ہے۔

۱۱ : ۴۱ اب ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ کن اسباب اور عوامل کی بناء پر مضارع میں یہ تغیرات ہوتے ہیں۔ بتایا جا چکا ہے کہ مضارع مرفوع کا تو کوئی سبب نہیں ہوتا۔ البتہ مضارع مرفوع کے حالت نصب یا حالت جزم میں تبدیل ہونے کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم مضارع میں نصب یا جزم کے اسباب اور عوامل کی بات کریں آپ کچھ مشق کر لیں۔

مشق نمبر ۴۰

مندرجہ ذیل افعال میں سے مرفوع اور منصوب کو علیحدہ علیحدہ کریں :

يَنْجَحُوْنَ۔ نَسْمَعَ۔ تَكْتُبِىْ۔ يَأْكُلْنَ۔ تَنْصُرُ۔ يَضْحَكَا۔ تَدْخُلاَنِ۔
تَضْرِبُوْا۔ اَفْتَحَ۔ تَشْرَبُوْا۔ يَذْبَحُ۔ تَجْلِسْنَ۔

مندرجہ ذیل افعال میں سے مرفوع اور مجزوم کو علیحدہ علیحدہ کریں۔

نَقْعُدْ۔ يَشْرَبْنَ۔ يَشْكُرُوْنَ۔ تَطْلُبِىْ۔ تَضْرِبِيْنَ۔ اَفْتَحْ۔ نَعْلَمُ۔ يَشْرَبْ۔
نَفْتَحُ۔ تَلْعَبَانِ۔ تَسْمَعْنَ۔

نواصبِ مضارع

۴۲ : ۱ فعل مضارع کے منصوب ہونے کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے صرف بعض اہم وجوہ کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ نوٹ کیجئے کہ چار حروف فعل مضارع کے "ناصب" کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ اگر مضارع کے شروع میں آجائیں تو مضارع منصوب ہو جاتا ہے۔ وہ چار حروف یہ ہیں۔ (۱) لَنْ (۲) اَنْ (۳) اِذَنْ (جو قرآن کریم میں اِذًا لکھا جاتا ہے) اور (۴) کَیْ۔ اب ہم ان سب پر الگ الگ بات کر کے ان حروف سے پیدا ہونے والی لفظی اور معنوی تبدیلیوں کا بیان کریں گے۔ البتہ آپ یہ یاد رکھیں کہ اصل نواصب یہی چار حروف ہیں۔ چونکہ ان میں سے زیادہ کثیرالاستعمال "لَنْ" ہے اس لئے پہلے اس پر بات کرتے ہیں۔

۴۲ : ۲ حرف "لَنْ" کے اپنے کوئی الگ معنی نہیں ہیں مگر مضارع پر "لَنْ" داخل ہونے سے اس میں دو طرح کی معنوی تبدیلی آتی ہے۔ اولاً یہ کہ اس میں زوردار نفی کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور ثانیاً یہ کہ اس کے معنی زمانہ مستقبل کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ یعنی لَنْ یَّفْعَلَ کا ترجمہ ہوگا (وہ ہرگز نہیں کرے گا)۔ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ "لَنْ" کے معنی ایک طرح سے "ہرگز نہیں ہوگا کہ"....ہوتے ہیں ——

اب ہم ذیل میں مضارع مرفوع اور مضارع منصوب بِلَنْ (بِ+لَنْ=لَنْ کے ساتھ) کی گردان دے رہے ہیں۔ تاکہ آپ ہر صیغہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو ایک دفعہ پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

مضارع مرفوع	مضارع منصوب بِلَنْ
یَفْعَلُ (وہ ایک مرد کرتا ہے یا کرے گا)	لَنْ یَّفْعَلَ (وہ ایک مرد ہرگز نہیں کرے گا)
یَفْعَلَانِ (وہ دو مرد کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ یَّفْعَلَا (وہ دو مرد ہرگز نہیں کریں گے)
یَفْعَلُوْنَ (وہ سب مرد کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ یَّفْعَلُوْا (وہ سب مرد ہرگز نہیں کریں گے)

مضارع منصوب	مضارع مرفوع
لَنْ تَفْعَلَ (وہ ایک عورت ہرگز نہیں کرے گی)	تَفْعَلُ (وہ ایک عورت کرتی ہے یا کرے گی)
لَنْ تَفْعَلَا (وہ دو عورتیں ہرگز نہیں کریں گی)	تَفْعَلَانِ (وہ دو عورتیں کرتی ہیں یا کریں گی)
لَنْ يَّفْعَلْنَ (وہ عورتیں ہرگز نہیں کریں گی)	يَفْعَلْنَ (وہ سب عورتیں کرتی ہیں یا کریں گی)

لَنْ تَفْعَلَ (تو ایک مرد ہرگز نہیں کرے گا)	تَفْعَلُ (تو ایک مرد کرتا ہے یا کرے گا)
لَنْ تَفْعَلَا (تم دو مرد ہرگز نہیں کرو گے)	تَفْعَلَانِ (تم دو مرد کرتے ہو یا کرو گے)
لَنْ تَفْعَلُوْا (تم سب مرد ہرگز نہیں کرو گے)	تَفْعَلُوْنَ (تم سب مرد کرتے ہو یا کرے گے)

لَنْ تَفْعَلِيْ (تو ایک عورت ہرگز نہیں کرے گی)	تَفْعَلِيْنَ (تو ایک عورت کرتی ہے یا کرے گی)
لَنْ تَفْعَلَا (تم دو عورتیں ہرگز نہیں کرو گی)	تَفْعَلَانِ (تم دو عورتیں کرتی ہو یا کرو گی)
لَنْ تَفْعَلْنَ (تم سب عورتیں ہرگز نہیں کرو گی)	تَفْعَلْنَ (تم سب عورتیں کرتی ہو یا کرو گی)

لَنْ اَفْعَلَ (میں ہرگز نہیں کروں گا/گی)	اَفْعَلُ (میں کرتا/کرتی ہوں یا کروں گا/گی)
لَنْ نَّفْعَلَ (ہم ہرگز نہیں کریں گے/گی)	نَفْعَلُ (ہم کرتے/کرتی ہیں یا کریں گے/گی)

۳ : ۴۲ امید ہے کہ مذکورہ گردانوں میں آپ نے نوٹ کرلیا ہوگا(۱) لام کلمہ کے ضمہ (پیش) والے صیغوں میں اب فتحہ (زبر) آگئی (۲) جمع مونث کے دونوں صیغوں نے تبدیلی قبول نہیں کی اور ان کے نون نسوہ برقرار رہے۔ جبکہ (۳) باقی سات صیغوں سے ان کے نون اعرابی گر گئے۔ یہاں ایک اور اہم بات یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جمع مذکر سالم کے دونوں صیغوں سے جب نون اعرابی گرتا ہے (یعنی مضارع منصوب یا مجزوم میں) تو ان کے آگے ایک الف کا اضافہ کردیا جاتا ہے۔ یہ الف پڑھا نہیں جاتا صرف لکھا جاتا ہے۔ یعنی يَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ سے نون اعرابی گرنے کے

بعد انہیں یَفْعَلُوْ اور تَفْعَلُوْ ہونا چاہئے تھا لیکن ان کے آگے ایک الف کا اضافہ کر کے یَفْعَلُوْا اور تَفْعَلُوْا لکھا جاتا ہے۔

۴ : ۴۲ یہی قاعدہ فعل ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب (فَعَلُوْا) کا بھی تھا۔ جمع مذکر کے ان سب صیغوں میں آنے والی واؤ کو "وَاوُ الْجَمْعِ" کہتے ہیں۔ نوٹ کرلیں کہ اگر واو الجمع والے صیغۂ فعل (ماضی یا مضارع منصوب و مجزوم) کے بعد اگر کوئی ضمیر مفعول بن کر آئے تو یہ الف نہیں لکھا جاتا۔ مثلاً ضَرَبُوْهُ (ان سب مردوں نے اسے مارا)۔ اسی طرح لَنْ یَّنْصُرُوْهُ (وہ سب مرد اس کی ہرگز مدد نہیں کریں گے)۔

۵ : ۴۲ یہ بھی نوٹ کیجئے کہ واوَ الجمع کے آگے ایک زائد الف لکھنے کا قاعدہ صرف افعال میں جمع مذکر کے صیغوں کے لئے ہے۔ کسی اسم کے جمع مذکر سالم سے بھی ـــــ جب وہ مضاف بنتا ہے ـــــ نون اعرابی گرتا ہے لیکن وہاں الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یعنی مُسْلِمُوْن سے مُسْلِمُوْ ہوگا۔ جیسے مُسْلِمُوْ مَدِیْنَةٍ (کسی شہر کے مسلمان)۔ اسی طرح صَالِحُوْنَ سے صَالِحُوْ ہوگا۔ جیسے صَالِحُو الْمَدِیْنَةِ (مدینہ کے نیک لوگ) وغیرہ۔

۶ : ۴۲ لَنْ کے علاوہ باقی تین نواصب مضارع (جو شروع میں دیئے گئے ہیں) بھی جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو اسے نصب دیتے ہیں اور اس کے مختلف صیغوں میں اوپر بیان کردہ تبدیلیاں لاتے ہیں۔ یعنی ان کے ساتھ بھی مضارع کی گردان اسی طرح ہوگی جیسے لَنْ کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اب آپ ان حروف کے معانی اور مضارع کے ساتھ ان کے استعمال سے پیدا ہونے والی معنوی تبدیلی کو سمجھ لیں۔

۷ : ۴۲ حرف اَنْ (کہ) کسی فعل کے بعد آتا ہے۔ جیسے اَمَرْتُهٗ اَنْ یَّذْهَبَ (میں نے اسے حکم دیا کہ وہ جائے)۔ جبکہ حرف اِذَنْ (تب تو، پھر تو) ـــــ جو قرآن میں اِذًا لکھا جاتا ہے ـــــ سے پہلے ایک جملہ آتا ہے جس کا نتیجہ یا ردعمل اِذَنْ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی اِذَنْ یَنْجِحَ (پھر تو وہ کامیاب ہوگا) یا اِذَنْ تَفْرَحُوْا (تب تو تم سب خوش ہو

جاؤ گے) وغیرہ سے قبل کوئی جملہ تھا جس کا نتیجہ یا رد عمل اِذَنْ کے بعد آیا ہے۔ اور آخری حرف کَیْ (تاکہ) بھی کسی فعل کے بعد آتا ہے اور اس فعل کا مقصد بیان کرتا ہے۔ مثلاً اَقْرَءُ الْقُرْآنَ کَیْ اَفْهَمَهٗ (میں قرآن پڑھتا ہوں تاکہ میں اسے سمجھوں) وغیرہ۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ اصل نواصب مضارع تو مذکورہ بالا یہی چار حروف ہیں۔ ان کے علاوہ جو دو حروف ناصب ہیں، دراصل ان کے ساتھ مذکورہ چار نواصب میں سے کوئی ایک "مُقَدَّرْ" (یعنی خود بخود موجود یا Understood) ہوتا ہے۔ وہ دو حروف یہ ہیں : (۱) "لِ" (تاکہ) اور (۲) "حتّٰی" (یہاں تک کہ)۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۸ : ۴۲ "لِ" کو لام کَیْ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کَیْ (تاکہ) کا ہی کام دیتا ہے۔ معنی کے لحاظ سے بھی اور مضارع کو منصوب کرنے کے لحاظ سے بھی۔ جیسے مَنَحْتُكِ کِتَابًا لِتَقْرَئِیْ (میں نے تجھ عورت کو ایک کتاب دی تاکہ تو پڑھے)۔ نوٹ کر لیں کہ "لِ"۔ "کَیْ" اور "لِکَیْ" ایک ہی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

۹ : ۴۲ بعض دفعہ "لِ"۔ "اَنْ" کے ساتھ مل کر بصورت "لِاَنْ" (تاکہ) بھی استعمال ہوتا ہے۔ "لِاَنْ" عموماً مضارع منفی سے پہلے آتا ہے اور اس صورت میں "لِاَنْ لَا" کو "لِئَلاَّ" لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ مثلاً مَنَحْتُكَ کِتَابًا لِئَلاَّ تَجْهَلَ (میں نے تجھ کو ایک کتاب دی تاکہ تو جاہل نہ رہے)۔

۱۰ : ۴۲ اس طرح کا دوسرا ناصب مضارع "حتّٰی" ہے۔ یہ بھی دراصل "حتّٰی اَنْ" (یہاں تک کہ) ہوتا ہے جس میں اَنْ محذوف (غیر مذکور) ہو جاتا ہے اور صرف "حتّٰی" استعمال ہوتا ہے لیکن مضارع کو نصب اسی محذوف اَنْ کی وجہ سے آتی ہے۔ جیسے حتّٰی یَفْرَحَ (یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے)۔ نوٹ کر لیں کہ حتّٰی کا استعمال بھی اِذَنْ اور کَیْ کی طرح ایک سابقہ جملہ کے بعد آنے والے جملے میں ہوتا ہے کیونکہ یہ شروع میں نہیں آ سکتے۔ ناصب مضارع ہونے کے علاوہ بھی "حتّٰی" کے کچھ اور استعمالات ہیں جو آپ آگے چل کر پڑھیں گے (ان شاء اللہ)۔

ذخیرۂ الفاظ

اَذِنَ(س) = اجازت دینا	اَمَرَ(ن) = حکم دینا
بَرِحَ(س) = ٹلنا۔ ہٹنا	قَرَعَ(ف) = کھٹکھٹانا
بَلَغَ(ن) = پہنچنا	ذَبَحَ(ف) = ذبح کرنا
حَزَنَ(ن) = غمگین کرنا	حَزِنَ(س) = غمگین ہونا
لَعِقَ(س) = چاٹنا	نَفَعَ(ف) = فائدہ دینا
مَجْدٌ = بزرگی	اَعُوْذُ = میں پناہ مانگتا ہوں

مشق نمبر ۴۱ (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں :

(۱) لَنْ یَّکْتُبَ (۲) اَنْ یَّضْرِبَ (۳) لِیَفْهَمَ

مشق نمبر ۴۱ (ب)

اردو میں ترجمہ کریں : (نمبر ۵ تا ۷ مِنَ الْقُرآن ہیں)

(۱) لَنْ تَبْلُغَ الْمَجْدَ حَتّٰی تَلْعَقَ الصَّبْرَ

(۲) لِمَ لَا تَشْرَبُ اللَّبَنَ کَیْ یَنْفَعَكَ

(۳) کَانَ سَعِیْدٌ یَقْرَعُ الْبَابَ فَفَتَحْتُ لَهُ الْبَابَ لِیَدْخُلَ عَلَیْنَا

(۴) اَذِنْتُ لَهُ لِئَلَّا یَحْزَنَ

(مِنَ الْقُرْاٰنِ)

(۵) قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً

(۶) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ

(۷) أُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰهَ

عربی میں ترجمہ کریں :

(۱) میں آج ہرگز قہوہ نہیں پیوں گی۔

(۲) اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا تاکہ وہ (سب) اس کی عبادت کریں۔

(۳) ہم قرآن پڑھتے ہیں تاکہ اس کو سمجھیں۔

(۴) وہ دونوں ہرگز نہ ٹلیں گے یہاں تک کہ تم ان کو اجازت دو۔

(۵) تم دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے تو اس نے تمہارے لئے دروازہ کھول دیا تاکہ تم غمگین نہ ہو۔

مضارع مجزوم

۱ : ۴۳ گزشتہ سبق میں ہم بعض ایسے حروفِ عاملہ کا مطالعہ کر چکے ہیں جو مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے بعض ایسے "عوامل" کا مطالعہ کرنا ہے جو مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ ایسے حروف واسماء کو "جَوَازِم مضارع" کہتے ہیں جو دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صرف ایک فعل کو جزم دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں۔

۲ : ۴۳ صرف ایک فعل کو جزم دینے والے حروف بھی نواصب کی طرح اصلاً تو چار ہی ہیں۔ یعنی (۱) لَمْ (۲) لَمَّا (۳) لِ (جسے "لام امر" کہتے ہیں) اور (۴) لَا (جسے "لائے نہی" کہتے ہیں)۔ جبکہ دو فعلوں کو جزم دینے والا اہم ترین حرف جازم تو "اِنْ" (اگر) شرطیہ ہے البتہ بعض اسماء استفہام مثلاً مَنْ، مَا، متٰی، اَیْنَ، اَیَّانَ، اَیٌّ وغیرہ بھی مضارع کے دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں۔ اور اس وقت ان کو بھی "اَسماءُ الشرط" کہتے ہیں۔ یہ سب جملہ شرطیہ میں استعمال ہوتے ہیں اور شرط اور جواب شرط میں آنے والے دونوں مضارع افعال کو جزم دیتے ہیں۔ اس سبق میں ہم ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف جازمہ میں سے صرف پہلے دو یعنی لَمْ اور لَمَّا کے استعمال اور معنی کی بات کریں گے۔ باقی دو حروف یعنی لام امر اور لائے نہی پر ان شاء اللہ فعل امر اور فعل نہی کے اسباق میں بات ہوگی۔

۳ : ۴۳ کسی فعل مضارع پر جب "لَمْ" داخل ہوتا ہے تو وہ بھی اعرابی اور معنوی دونوں تبدیلیاں لاتا ہے۔ اعرابی تبدیلی یہ آتی ہے کہ مضارع مجزوم ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے لام کلمہ پر ضمہ (پیش) والے صیغوں میں علامت سکون (جزم) لگ جاتی ہے۔ اور نون النسوہ کے علاوہ باقی صیغوں میں "نون اعرابی" گر جاتا ہے۔

۴ : ۴۳ حرف ناصب لَنْ کی طرح حرف جازم لَمْ کے بھی الگ کوئی معنی نہیں ہیں مگر جب یہ (لَمْ) مضارع پر داخل ہوتا ہے تو لَنْ ہی کی مانند دو طرح کی معنوی تبدیلی لاتا ہے۔ اولاً یہ کہ مضارع میں زوردار نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور ثانیاً یہ کہ مضارع کے معنی ماضی کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لَمْ یَفْعَلْ (اس نے کیا ہی نہیں)۔ ماضی کے شروع میں "مَا" لگانے سے بھی ماضی منفی ہو جاتا ہے جیسے مَافَعَلَ (اس نے نہیں کیا)۔ مگر "لَمْ" میں زور اور تاکید کے ساتھ نفی کا مفہوم ہوتا ہے۔ جسے ہم اردو میں "ہی" اور "بالکل" کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں یعنی لَمْ یَفْعَلْ کا درست ترجمہ ہو گا "اس نے کیا ہی نہیں" یا "اس نے بالکل نہیں کیا"۔ اب ہم ذیل میں مضارع مرفوع اور مضارع مجزوم کی گردان دے رہے ہیں تاکہ آپ ہر صیغہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن نشین کر لیں۔

مضارع مرفوع	مضارع مجزوم
یَفْعَلُ (وہ ایک مرد کرتا ہے یا کرے گا)	لَمْ یَفْعَلْ (اس ایک مرد نے کیا ہی نہیں)
یَفْعَلَانِ	لَمْ یَفْعَلَا
یَفْعَلُوْنَ	لَمْ یَفْعَلُوْا

تَفْعَلُ (وہ ایک عورت کرتی ہے یا کرے گی)	لَمْ تَفْعَلْ (اس ایک عورت نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	لَمْ تَفْعَلَا
یَفْعَلْنَ	لَمْ یَفْعَلْنَ

تَفْعَلُ (تو ایک مرد کرتا ہے یا کریگا)	لَمْ تَفْعَلْ (تو ایک مرد نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	لَمْ تَفْعَلَا
تَفْعَلُوْنَ	لَمْ تَفْعَلُوْا

مضارع مرفوع	مضارع مجزوم
تَفْعَلِيْنَ (تو ایک عورت کرتی ہے یا کرے گی)	لَمْ تَفْعَلِيْ (تو ایک عورت نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	لَمْ تَفْعَلَا
تَفْعَلْنَ	لَمْ تَفْعَلْنَ

اَفْعَلُ (میں کرتا ہوں یا کروں گا)	لَمْ اَفْعَلْ (میں نے کیا ہی نہیں)
نَفْعَلُ	لَمْ نَفْعَلْ

۴۳ : ۵ امید ہے کہ مذکورہ بالا گردانوں کے تقابل سے آپ نے مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کر لی ہوں گی۔

(۱) جن صیغوں میں مضارع کے لام کلمہ پر ضمہ (پیش) ہے وہاں لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے لام کلمہ پر علامت سکون آ گئی۔

(۲) جن سات صیغوں میں نون اعرابی آتے ہیں ان سب میں لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گئے۔

(۳) جمع مذکر غائب اور مخاطب کے صیغوں سے جب نون اعرابی گرا تو اس کی آخری واوَ (واوَ الجمع) کے بعد حسب قاعدہ ایک الف کا اضافہ کر دیا گیا جو پڑھا نہیں جاتا۔

(۴) جمع مؤنث غائب اور مخاطب کے دونوں صیغوں میں "نون النسوہ" نے کوئی تبدیلی قبول نہیں کی۔

۴۳ : ۶ دوسرا حرف جازم "لَمَّا" ہے۔ بحیثیتِ جازم اس کا ترجمہ "ابھی تک نہیں...." کر سکتے ہیں۔ (خیال رہے لَمَّا کے کچھ اور معنی بھی ہیں جو ان شاء اللہ ہم آگے چل کر پڑھیں گے)۔ مضارع پر جب لَمَّا داخل ہوتا ہے تو اس میں معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ ماضی کے ساتھ "ابھی تک نہیں" کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً

لَمَّا يَفْعَلْ (اس ایک مرد نے ابھی تک نہیں کیا)۔

۷ : ۴۳ دو فعلوں کو جزم دینے والے حروف و اسماء میں سے ہم یہاں صرف اہم ترین حرف "اِنْ" (اگر) شرطیہ کا ذکر کریں گے۔ باقی کے استعمال آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ تاہم اگر آپ نے اِنْ کا استعمال سمجھ لیا تو باقی حروف و اسماءِ شرط کا استعمال سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہ ہو گا۔

۸ : ۴۳ اِنْ (اگر) بلحاظ عمل جازم مضارع ہے اور بلحاظ معنی حرف شرط ہے۔ جس جملہ میں اِنْ آئے وہ جملہ شرطیہ ہوتا ہے جس کا پہلا حصہ "بیان شرط" یا صرف "شرط" کہلاتا ہے۔ اس کے بعد لازماً ایک اور جملہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسے "جواب شرط" یا "جزاء" کہتے ہیں۔ مثلاً "اگر تو مجھے مارے گا ـــــ تو میں تجھے ماروں گا"۔ اس میں پہلا حصہ "اگر تو مجھے مارے گا" شرط ہے اور دوسرا حصہ "تو میں تجھے ماروں گا" جواب شرط یا جزاء ہے۔ اگر شرط اور جواب شرط دونوں میں فعل مضارع آئے (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اور شرط بھی اِنْ سے بیان کرنی ہو تو شرط والے مضارع سے پہلے اِنْ لگے گا اور مضارع مجزوم ہو گا اور جواب شرط والا فعل مضارع خود بخود مجزوم ہو جائے گا۔ (یہی صورت تمام حروف شرط اور اسماء شرط میں بھی ہو گی) اس قاعدہ کی روشنی میں اب آپ مذکورہ جملہ "اگر تو مجھے مارے گا تو میں تجھے ماروں گا" کا عربی میں ترجمہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ یعنی اِنْ تَضْرِبْنِی اَضْرِبْكَ۔

۹ : ۴۳ اِنْ فعل ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے لیکن ـــــ فعل ماضی کے مبنی ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی اعرابی تغیر نہیں ہوتا۔ البتہ اِنْ کی وجہ سے معنوی تبدیلی یہ آتی ہے کہ ماضی میں مستقبل کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ شرط کا تعلق تو مستقبل سے ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اِنْ قَرَأْتَ فَهِمْتَ (اگر تو پڑھے گا تو سمجھے گا)۔

ذخیرۂ الفاظ

بَذَلَ(ن) = خرچ کرنا	کَسِلَ(س) = سستی کرنا
نَدِمَ(س) = شرمندہ ہونا	نَظَرَ(ن) = دیکھنا
طَلَعَ(ن) = طلوع ہونا	جُهْدٌ = کوشش، محنت

مشق نمبر ۴۲ (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں۔

(۱) لَمْ يَفْهَمْ (۲) لَمَّا يَكْتُبْ (۳) إِنْ يَضْرِبْ

مشق نمبر ۴۲ (ب)

اردو میں ترجمہ کریں :

(۱) إِنْ لَّمْ تَبْذُلْ جُهْدَكَ لَنْ تَنْجَحَ۔ (۲) إِنْ تَكْسَلْ تَنْدَمْ۔

(۳) إِنْ تَذْهَبْ إِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ تَنْظُرْ عَجَائِبَ خَلْقِ اللّٰهِ۔

مِنَ الْقُرْاٰنِ

(۴) وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (۵) فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا۔

(۶) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (۷) إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔

عربی میں ترجمہ کریں :

(۱) اگر تو میری مدد کرے گا تو میں تیری مدد کروں گا۔

(۲) ہم نے قہوہ بالکل نہیں پیا اور ہم اسے ہرگز نہیں پئیں گے۔

(۳) سورج اب تک طلوع نہیں ہوا۔

(۴) کیا ہم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ غفور، رحیم ہے۔

فعل مضارع کا تاکیدی اسلوب

۱ : ۴۴ اس کتاب کے حصہ اول کے سبق نمبر ۱۲ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو حرف "إِنَّ" کا استعمال ہوتا ہے۔ اب اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ کسی فعل مضارع میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہو گا۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے ہم تھوڑا سا مختلف انداز اختیار کریں گے تاکہ بات پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔ پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ یہ عام طور پر کس طرح استعمال ہوتا ہے۔

۲ : ۴۴ دیکھیں یَفْعَلُ کے معنی ہیں "وہ کرتا ہے یا کرے گا" اب اگر اس میں تاکید کے معنی پیدا کرنا ہوں تو اس کے لام کلمہ کو فتحہ (زبر) دے کر ایک نون ساکن (جسے "نون خفیفہ" کہتے ہیں) بڑھا دیں گے۔ اس طرح یَفْعَلَنْ کے معنی ہو جائیں گے "وہ ضرور کرے گا"۔ اب اگر دوہری تاکید کرنی ہو تو نون ساکن کے بجائے نون مشدد (جسے "نون ثقیلہ" کہتے ہیں) بڑھائیں گے۔ اس طرح یَفْعَلَنَّ کے معنی ہوں گے "وہ ضرور ہی کرے گا"۔ اب اگر اس پر بھی مزید تاکید مقصود ہو تو مضارع سے قبل لام تاکید "لَ" کا اضافہ کر دیں تو یہ لَیَفْعَلَنَّ ہو جائے گا یعنی "وہ لازماً کرے گا"۔

۳ : ۴۴ وضاحت کے لئے مذکورہ بالا ترتیب اختیار کرنے سے دراصل یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود تھا کہ فعل مضارع پر جب شروع میں لام تاکید اور آخر پر نون ثقیلہ لگا ہوا ہو تو یہ انتہائی تاکید کا اسلوب ہے۔ ورنہ نون خفیفہ اور ثقیلہ دونوں عام طور پر لام تاکید کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ نون ثقیلہ یعنی لَیَفْعَلَنَّ کا اسلوب زیادہ مستعمل ہے جبکہ نون خفیفہ یعنی لَیَفْعَلَنْ کا استعمال کافی کم ہے اور دونوں سے ایک جیسی ہی تاکید ہوتی ہے۔

۴ : ۴۴ ایک اہم بات یہ نوٹ کر لیں کہ نون خفیفہ اور ثقیلہ کے بغیر اگر صرف

(اِلَ) لام تاکید مضارع پر آئے تو اس کی وجہ سے نہ تو مضارع میں اعرابی تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی تاکید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ البتہ مضارع زمانہ حال کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔ یعنی لَيَفْعَلُ کے معنی ہوں گے "وہ کر رہا ہے"۔

۵ : ۴۴ لام تاکید اور نون خفیفہ یا ثقیلہ لگنے سے فعل مضارع کے صرف پہلے صیغہ میں ہی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ اس کی پوری گردان پر اثر پڑتا ہے۔ اب ہم ذیل میں لام تاکید اور نون ثقیلہ کے ساتھ مضارع کی گردان دے رہے ہیں تاکہ آپ مختلف صیغوں میں ہونے والی تبدیلی کو نوٹ کر لیں۔ اس کی وضاحت کے لئے پہلے کالم میں سادہ مضارع دیا گیا ہے۔ دوسرے کالم میں وہ شکل دی گئی ہے جو بظاہر تبدیلی کے بغیر ہونی چاہئے تھی۔ تیسرے کالم میں وہ شکل دی گئی ہے جو تبدیلی کی وجہ سے مستعمل ہے اور آخری کالم میں ہونے والی تبدیلی کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱	۲	۳	۴
يَفْعَلُ	لَيَفْعَلُنَّ	لَيَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح (زبر والا) ہو گیا۔
يَفْعَلاَنِ	لَيَفْعَلاَنِنَّ	لَيَفْعَلاَنِّ	نون اعرابی گر گیا اور نون ثقیلہ مکسور (زیر والا) ہو گیا
يَفْعَلُوْنَ	لَيَفْعَلُوْنَنَّ	لَيَفْعَلُنَّ	واو الجمع اور نون اعرابی گر گئے۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُنَّ	لَتَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلاَنِ	لَتَفْعَلاَنِنَّ	لَتَفْعَلاَنِّ	یہاں بھی نون اعرابی گر گیا اور نون ثقیلہ مکسور ہو گیا
يَفْعَلْنَ	لَيَفْعَلْنَنَّ	لَيَفْعَلْنَانِّ	یہاں نون النسوہ نہیں گرا۔ اسے نون ثقیلہ سے ملانے کے لئے ایک الف کا اضافہ کیا گیا اور نون ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُنَّ	لَتَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلاَنِ	لَتَفْعَلاَنِنَّ	لَتَفْعَلاَنِّ	نون اعرابی گر گیا اور نون ثقیلہ مکسور ہو گیا
تَفْعَلُوْنَ	لَتَفْعَلُوْنَنَّ	لَتَفْعَلُنَّ	واو الجمع اور نون اعرابی گر گئے۔

تَفْعَلِيْنَ	لَتَفْعَلِيْنَنَّ	لَتَفْعَلِنَّ	یہاں ی اور نون اعرابی گر گئے۔
تَفْعَلاَنِ	لَتَفْعَلانِنَّ	لَتَفْعَلاَنِّ	نون اعرابی گر گیا اور نون ثقیلہ مکسور ہو گیا
تَفْعَلْنَ	لَتَفْعَلْنَنَّ	لَتَفْعَلْنَانِّ	نون النسوہ نہیں گرا۔ اسے نون ثقیلہ سے ملانے کے لئے ایک الف کا اضافہ کیا گیا اور نون ثقیلہ مکسور ہو گیا
اَفْعَلُ	لَاَفْعَلُنَّ	لَاَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا
نَفْعَلُ	لَنَفْعَلُنَّ	لَنَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا

۴۴ : ۶ نون ثقیلہ قرآن مجید میں کافی استعمال ہوا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کے واحد اور جمع کے صیغوں میں فرق اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ دیکھیں لَیَفْعَلَنَّ میں لام کلمہ کی فتحہ (زبر) بتا رہی ہے کہ مذکر غائب میں یہ واحد کا صیغہ ہے۔ جبکہ لَیَفْعَلُنَّ میں لام کلمہ کی ضمہ (پیش) بتا رہی ہے کہ مذکر غائب میں یہ جمع کا صیغہ ہے۔ اسی طرح آپ لَتَفْعَلَنَّ میں لام کلمہ کی فتحہ (زبر) سے پہچانیں گے کہ یہ مؤنث غائب یا مذکر مخاطب میں واحد کا صیغہ ہے۔ جبکہ لَتَفْعَلُنَّ میں لام کلمہ کی ضمہ (پیش) سے پہچانیں گے کہ یہ مذکر مخاطب میں جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن متکلم کے واحد اور جمع دونوں صیغوں میں لام کلمہ پر فتحہ (زبر) رہتی ہے' کیونکہ ان میں علامت مضارع سے تمیز ہو جاتی ہے یعنی لَاَفْعَلَنَّ (واحد) اور لَنَفْعَلَنَّ (جمع)۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اگر لام کلمہ پر کسرہ (زیر) ہو تو وہ واحد مؤنث مخاطب کا صیغہ ہو گا۔

۴۴ : ۷ نون خفیفہ کی گردان نسبتاً آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لام تاکید اور نون خفیفہ کے ساتھ مضارع کے تمام صیغے استعمال نہیں ہوتے۔ ذیل میں ہم اس کی گردان دے رہے ہیں۔ جو صیغے استعمال نہیں ہوتے ان کے آگے کراس (x) لگا دیا گیا ہے۔ اس میں بھی کالم کی ترتیب وہی ہے جو ثقیلہ کی گردان میں ہے۔

۴	۳	۲	۱
لام کلمہ مفتوح ہوگیا۔	لَیَفْعَلَنْ	لَیَفْعَلُنْ	یَفْعَلُ
x	x	x	یَفْعَلَانِ
واو الجمع اور نون اعرابی گر گئے۔	لَیَفْعَلُنْ	لَیَفْعَلُوْنَنْ	یَفْعَلُوْنَ
لام کلمہ مفتوح ہوگیا۔	لَتَفْعَلَنْ	لَتَفْعَلُنْ	تَفْعَلُ
x	x	x	تَفْعَلَانِ
x	x	x	تَفْعَلْنَ
لام کلمہ مفتوح ہوگیا۔	لَتَفْعَلَنْ	لَتَفْعَلُنْ	تَفْعَلُ
x	x	x	تَفْعَلَانِ
واوالجمع اور نون اعرابی گر گئے۔	لَتَفْعَلُنْ	لَتَفْعَلُوْنَنْ	تَفْعَلُوْنَ
"ی" اور نون اعرابی گر گئے۔	لَتَفْعَلِنْ	لَتَفْعَلِیْنَنْ	تَفْعَلِیْنَ
x	x	x	تَفْعَلَانِ
x	x	x	تَفْعَلْنَ
لام کلمہ مفتوح ہوگیا	لَاَفْعَلَنْ	لَاَفْعَلُنْ	اَفْعَلُ
لام کلمہ مفتوح ہوگیا	لَنَفْعَلَنْ	لَنَفْعَلُنْ	نَفْعَلُ

۸ : ۴۴ نوٹ کرلیں کہ قرآن مجید کی خاص املاء میں نون خفیفہ کے نون ساکن کو عموماً تنوین سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے لَیَکُوْنَنْ کی بجائے لَیَکُوْنًا (وہ ضرور ہوگا) اور لَنَسْفَعَنْ کی بجائے لَنَسْفَعًا (ہم ضرور گھسیٹیں گے) وغیرہ۔

مشق نمبر ۴۳ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے نون ثقیلہ کی گردان لکھیں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں۔

۱۔ دَخَلَ(ن) = داخل ہونا۔ ۲۔ حَمَلَ(ض) = اٹھانا۔ ۳۔ رَفَعَ(ف) = بلند کرنا

مشق نمبر ۴۳ (ب)

مندرجہ ذیل افعال کا پہلے مادہ اور صیغہ بتائیں اور پھر ترجمہ کریں :

(i) لَاَكْتُبَنَّ (ii) لَنَذْهَبَنَّ (iii) لَتَحْضُرَنَّ (iv) لَيَسْمَعْنَانِّ (v) لَيَنْصُرُنَّ (vi) لَتَحْمِلُنَّ (vii) لَتَحْمِلَنَّ (viii) لَتَدْخُلِنَّ (ix) لَتَرْفَعْنَانِّ (x) لَتَرْفَعَانِّ۔

مشق نمبر ۴۳ (ج)

اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) لَاَكْتُبَنَّ الْيَوْمَ مَكْتُوْبًا اِلٰى مُعَلِّمِىْ۔ (۲) لَنَذْهَبَنَّ غَدًا اِلَى الْحَدِيْقَةِ۔

——— (مِنَ الْقُرْآنِ) ———

(۳) لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ۔

(۴) لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

(۵) فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ۔

(۶) وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔

فعل امر حاضر

۴۵ : ۱ اب تک ہم نے فعل ماضی اور فعل مضارع کے استعمال کے متعلق کچھ قواعد سیکھے ہیں۔ اب ہمیں فعل امر سیکھنا ہے۔ جس فعل میں کسی کام کے کرنے کا حکم پایا جائے اسے فعل امر کہتے ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "تم یہ کرو"۔ اس میں ایسے شخص کے لئے حکم ہے جو حاضر یعنی سامنے موجود ہے۔ یا ہم کہتے ہیں "اسے چاہیئے کہ وہ یہ کرے"۔ اس میں ایسے شخص کے لئے حکم ہے جو غائب ہے یعنی سامنے موجود نہیں ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ "مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں یہ کروں"۔ اس میں خود متکلم کے لئے ایک طرح سے حکم ہے۔ اب اس سبق میں ہم پہلے صیغہ حاضر سے فعل امر بنانے کا طریقہ سیکھیں گے۔

۴۵ : ۲ فعل امر کے ضمن میں ایک اہم بات یہ بھی نوٹ کرلیں کہ یہ ہمیشہ فعل مضارع میں کچھ تبدیلیاں کرکے بنایا جاتا ہے۔ اب امر حاضر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے ہوں گے :

(۱) صیغہ حاضر کی علامت مضارع (ت) ہٹادیں۔

(۲) علامت مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن آئے گا۔ اسے پڑھنے کے لئے اس سے پہلے ایک ہمزۃ الوصل لگادیں۔

(۳) مضارع کے عین کلمہ پر اگر ضمہ (پیش) ہے تو ہمزۃ الوصل پر بھی ضمہ (پیش) لگا دیں اور اگر مضارع کے عین کلمہ پر فتحہ (زبر) یا کسرہ (زیر) ہے تو ہمزۃ الوصل کو کسرہ (زیر) دیں۔

(۴) مضارع کے لام کلمے کو مجزوم کردیں۔

مندرجہ بالا چار قواعد کی روشنی میں تَنْصُرُ سے فعل امر اُنْصُرْ (تو مدد کر)

تَذْهَبُ سے اِذْهَبْ (تو جا) اور تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ (تو مار) ہو جائے گا۔

۴۵ : ۳ ۔ ظاہر ہے کہ فعل امر حاضر کی گردان کے کل صیغے چھ ہی ہوں گے۔ امر حاضر کی مکمل گردان درج ذیل ہے :

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	اِفْعَلْ	اِفْعَلَا	اِفْعَلُوْا
مخاطب	تو (ایک مرد) کر	تم (دو مرد) کرو	تم (سب مرد) کرو
مؤنث	اِفْعَلِیْ	اِفْعَلَا	اِفْعَلْنَ
	تو (ایک عورت) کر	تم (دو عورتیں) کرو	تم (سب عورتیں) کرو

۴۵ : ۴ اس بات کو یاد رکھیں کہ فعل امر کا ابتدائی الف چونکہ ہمزۃ الوصل ہوتا ہے اس لئے ماقبل سے ملا کر پڑھتے وقت یہ تلفظ میں گر جاتا ہے جبکہ تحریراً موجود رہتا ہے۔ مثلاً اُنْصُرْ سے وَانْصُرْ اور اِضْرِبْ سے وَاضْرِبْ وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

تَعَالَ = تو (ایک مرد) آ	هُنَاكَ = وہاں
قَرَءَ (ف) = پڑھنا	هٰهُنَا = یہاں
جَعَلَ (ف) = بنانا	رَزَقَ (ن) = عطا کرنا، دینا
قَنَتَ (ن) = عبادت کرنا	سَجَدَ (ن) = سجدہ کرنا
رَكَعَ (ف) = رکوع کرنا	نَظَرَ (ن) = دیکھنا

مشق نمبر ۴۴ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے امر حاضر کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں :

۱۔ عَبَدَ(ن) = عبادت کرنا ۲۔ شَرِبَ(س) = پینا ۳۔ جَعَلَ(ف) = بنانا

مشق نمبر ۴۴ (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں :

(۱) تَعَالَ یَامَحْمُوْدُوَاجْلِسْ عَلَی الْکُرْسِیِّ فَاشْرَبِ الْقَهْوَةَ۔

(۲) یَااَحْمَدُ! اِقْرَاْشَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لِاَسْمَعَ قِرَاءَتَكَ۔

(مِنَ الْقُرْآنِ)

(۳) یٰاَیُّهَاالنَّاسُ اعْبُدُوْارَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ۔

(۴) رَبِّ اجْعَلْ هٰذَابَلَدًااٰمِنًاوَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ۔

(۵) یَامَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرَّاکِعِیْنَ۔

مشق نمبر ۴۴ (ج)

مذکورہ بالا جملوں کے درج ذیل الفاظ کی اعرابی حالت بیان کریں نیز اس کی وجہ بھی بتائیں۔

(۱) وَاجْلِسْ (۲) فَاشْرَبِ (۳) الْقَهْوَةَ (۴) اِقْرَاْ (۵) لِاَسْمَعَ (۶) قِرَاءَتَكَ
(۷) بَلَدًااٰمِنًا (۸) وَارْزُقْ (۹) وَاسْجُدِیْ (۱۰) الرَّاکِعِیْنَ

فعلِ امرِ غائب و متکلّم

۴۶ : ۱ صیغہ غائب اور متکلم میں جو فعل امر بنتا ہے اسے "امرِ غائب" کہتے ہیں۔ عربی گرامر میں صیغہ متکلم کے "امر" کو امرِ غائب میں اس لئے شمار کیا جاتا ہے کہ دونوں (امرِ غائب یا متکلم) کے بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

۴۶ : ۲ پیراگراف ۲ : ۴۳ میں ہم نے کہا تھا کہ مضارع کو جزم دینے والے حروف "لامِ امر" اور "لائے نہی" پر آگے بات ہوگی۔ اب یہاں نوٹ کیجئے کہ "امر غائب" اسی لامِ امر (لِ) سے بنتا ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ "چاہئے کہ" سے کیا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کے صیغہ غائب اور متکلم کے شروع میں (علامت مضارع گرائے بغیر) لامِ امر (لِ) لگادیں اور مضارع کا لام کلمہ مجزوم کردیں۔ جیسے یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے) سے لِیَنْصُرْ (اسے چاہئے کہ مدد کرے)۔ امرِ غائب کی مکمل گردان (متکلم کے صیغوں کے ساتھ) درج ذیل ہے۔

لِیَفْعَلْ	لِیَفْعَلَا	لِیَفْعَلُوْا
اس (ایک مرد) کو چاہئے کہ کرے	ان (دو مردوں) کو چاہئے کہ کریں	ان (سب مردوں) کو چاہئے کہ کریں
لِتَفْعَلْ	لِتَفْعَلَا	لِیَفْعَلْنَ
اس (ایک عورت) کو چاہئے کہ کرے	ان (دو عورتوں) کو چاہئے کہ کریں	ان (سب عورتوں) کو چاہئے کہ کریں
لِاَفْعَلْ	لِنَفْعَلْ	لِنَفْعَلْ
مجھے چاہئے کہ کروں	ہم (دو) کو چاہئے کہ کریں	ہم (سب) کو چاہئے کہ کریں

۴۶ : ۳ اب تک آپ چار عدد "لام" پڑھ چکے ہیں (ایک عدد "لَ" اور تین عدد "لِ")۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اکٹھا جائزہ لے لیا جائے تاکہ ذہن میں

کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

(ا) لام تاکید (لَ) : زیادہ تر یہ مضارع پر نون خفیفہ اور ثقیلہ کے ساتھ آتا ہے۔ اور تاکید کا مفہوم دیتا ہے۔ اگر سادہ مضارع پر آئے تو صرف اس کے مفہوم کو زمانہ حال کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔

(۲) حرفِ جار (لِ) : یہ اسم پر آتا ہے اور اپنے بعد آنے والے اسم کو جر دیتا ہے۔ اس کے معنی عموماً "کے لئے" ہوتے ہیں۔ جیسے لِمُسْلِمٍ (کسی مسلمان کے لئے)۔

(۳) لامِ کَیْ (لِ) : یہ مضارع کو نصب دیتا ہے اور "تاکہ" کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لِیَسْمَعَ (تاکہ وہ سنے)۔

(۴) لام امر (لِ) : یہ مضارع کو مجزوم کرتا ہے اور "چاہئے کہ" کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لِیَسْمَعْ (اسے چاہئے کہ وہ سنے)۔

۴۶ : ۴ فعل مضارع کے جن پانچ صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (پیش) ہوتی ہے ان میں لام کَیْ اور لام امر کی پہچان آسان ہے جیسا کہ لِیَسْمَعَ اور لِیَسْمَعْ کی مثالوں میں آپ نے دیکھ لیا۔ لیکن باقی صیغوں میں مضارع منصوب اور مجزوم ہم شکل ہوتے ہیں جیسے لِیَسْمَعُوْا۔ اب یہ کیسے پہچانا جائے کہ اس پر لام کَیْ لگا ہے یا لام امر؟ اس ضمن میں نوٹ کرلیں کہ عموماً عبارت کے سیاق و سباق اور جملہ کے مفہوم سے ان دونوں کی پہچان مشکل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر آپ لام کَیْ اور لام امر کے استعمال میں ایک اہم فرق ذہن نشین کرلیں تو انہیں پہچاننے میں آپ کو مزید آسانی ہو جائے گی۔

۴۶ : ۵ لام کَیْ اور لام امر میں وہ اہم فرق یہ ہے کہ لام امر سے پہلے اگر وَ یا فَ آجائے تو لام امر ساکن ہو جاتا ہے جبکہ لام کَیْ ساکن نہیں ہوتا۔ مثلاً فَلْیَخْرُجْ (پس اس کو چاہئے کہ نکل جائے) وَلْیَکْتُبْ (اور اسے چاہئے کہ لکھے)۔ یہ دراصل فَلِیَخْرُجْ اور وَلِیَکْتُبْ ہی تھا مگر شروع میں فَ اور وَ نے آکر لام امر کو ساکن کر

دیا۔ جبکہ وَلِیَکْتُبَ کے معنی ہوں گے (اور تاکہ وہ لکھے)۔ نوٹ کریں کہ یہاں بھی شروع میں وَ آیا ہے لیکن اس نے لامِ کَیْ کو ساکن نہیں کیا۔ امید ہے کہ آپ لامِ امر اور لامِ کَیْ کے اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں گے۔

ذخیرۂ الفاظ

رَحِمَ (س) = رحم کرنا	طُلاَّبٌ = طالب (علم) کی جمع
لَعِبَ (س) = کھیلنا	شَرَحَ (ف) = کھولنا، واضح کرنا
شَهِدَ (س + ک) = گواہی دینا	رَكِبَ (س) = سوار ہونا
جَهَدَ (ف) = محنت کرنا	ضَحِكَ (س) = ہنسنا

مشق نمبر ۴۵ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے امر غائب و متکلم کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں۔

(۱) اَكَلَ (ن) = کھانا (۲) سَبَحَ (ف) = تیرنا (۳) رَجَعَ (ض) = واپس آنا

مشق نمبر ۴۵ (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں :

(۱) اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ لِيَرْحَمَكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔

(۲) فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً۔ (مِنَ الْقُرْآنِ)

(۳) لِيَشْرَحِ الْمُعَلِّمُ الدَّرْسَ لِيَفْهَمَ الطُّلاَّبُ۔

(۴) لِنَعْبُدْ رَبَّنَا وَلْنَحْمَدْهُ۔

(۵) لِنَشْهَدْ اَنَّ اللّٰهَ رَبُّنَا لِنَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

(٦) فَلْيَنْصُرُوا الْمُسْلِمِيْنَ لِيَنْجَحُوْا۔

(۷) فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا۔ (مِنَ الْقُرْآنِ)

عربی میں ترجمہ کریں :

(۱) پس ان سب عورتوں کو چاہئے کہ وہ قرآن پڑھیں۔ (۲) ہمیں چاہئے کہ ہم عصر کے بعد کھیلیں (۳) اسے چاہئے کہ وہ محنت کرے تاکہ وہ کامیاب ہو جائے۔ (۴) ہمیں چاہئے کہ ہم کم ہنسیں (۵) اور ان سب (مردوں) کو چاہئے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں تاکہ ان کا رب انہیں بخش دے۔

مشق نمبر ۴۵ (ج)

مذکورہ بالا جملوں کے درج ذیل افعال کا صیغہ' اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں۔

(۱) اِرْحَمُوْا (۲) لِيَرْحَمَ (۳) فَلْيَضْحَكُوْا (۴) لِيَشْرَحِ (۵) لِيَفْهَمَ
(۶) لِنَعْبُدْ (۷) لِنَدْخُلَ (۸) فَلْيَنْصُرُوْا (۹) لِيَنْجَحُوْا

فعل امر مجہول

۴۷ : ۱ اب تک ہم نے فعل امر کے جو صیغے سیکھے ہیں وہ فعل امر معروف کے تھے۔ اب ہم فعل امر مجہول بنانے کا طریقہ سیکھیں گے۔ لیکن آیئے اس سے پہلے اردو جملوں کی مدد سے ہم فعل امر معروف اور مجہول کے مفہوم کو ذہن نشین کرلیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "محمود کو چاہئے کہ وہ دوا پیئے"۔ یہ صیغہ غائب میں امر معروف ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں "چاہئے کہ دوا پی جائے" تو یہ صیغہ غائب میں امر مجہول ہے۔ اسی طرح "تم مارو" یہ صیغہ حاضر میں امر معروف ہے۔ اور "چاہئے کہ تم مارے جاؤ" یہ صیغہ حاضر میں امر مجہول ہے۔

۴۷ : ۲ اب ہمیں یہ سیکھنا ہے کہ عربی میں امر مجہول کا مفہوم پیدا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس سلسلہ میں پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ گزشتہ اسباق میں امر معروف بنانے کے لئے ہم نے مضارع معروف میں کچھ تبدیلی کی تھی۔ اسی طرح امر مجہول بنانے کے لئے جو بھی تبدیلی ہوگی وہ مضارع مجہول میں ہوگی۔ یعنی امر معروف مضارع معروف سے اور امر مجہول مضارع مجہول سے بنتا ہے۔

۴۷ : ۳ دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ امر معروف بناتے وقت صیغہ حاضر اور صیغہ غائب و متکلم دونوں کا طریقہ علیحدہ علیحدہ تھا۔ یعنی صیغہ حاضر میں علامت مضارع (ت) گرا کر اور ہمزۃ الوصل لگا کر فعل مضارع کو مجزوم کرتے تھے جبکہ صیغہ غائب و متکلم میں علامت مضارع کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے قبل لام امر لگا کر فعل مضارع کو مجزوم کرتے تھے۔ لیکن امر مجہول بنانے کے لئے ایسا کوئی فرق نہیں ہوتا اور مضارع مجہول کے تمام صیغوں سے امر مجہول بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

۴۷ : ۴ امر مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول میں علامت مضارع سے قبل لام امر لگا دیں اور فعل مضارع کو مجزوم کردیں۔ مثلاً یُشْرَبُ (وہ پیا جاتا ہے یا پیا جائے گا) سے لِیُشْرَبْ (چاہئے کہ وہ پیا جائے) وغیرہ۔ ذیل میں امر معروف

اور امر مجہول کی مکمل گردان آمنے سامنے دی جارہی ہے تاکہ آپ دونوں کے فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ (خصوصاً مخاطب کے صیغوں میں امر معروف اور امر مجہول کے فرق کو ذہن نشین کرلیں)۔

امر مجہول	امر معروف	
لِيُضْرَبْ (چاہئے کہ وہ مارا جائے)	لِيَضْرِبْ (چاہئے کہ وہ مارے)	
لِيُضْرَبَا	لِيَضْرِبَا	مذکر غائب
لِيُضْرَبُوْا	لِيَضْرِبُوْا	
لِتُضْرَبْ	لِتَضْرِبْ	
لِتُضْرَبَا	لِتَضْرِبَا	مؤنث غائب
لِيُضْرَبْنَ	لِيَضْرِبْنَ	
لِتُضْرَبْ (چاہئے کہ تو مارا جائے)	اِضْرِبْ (تو مار)	
لِتُضْرَبَا	اِضْرِبَا	مذکر مخاطب
لِتُضْرَبُوْا	اِضْرِبُوْا	
لِتُضْرَبِيْ	اِضْرِبِيْ	
لِتُضْرَبَا	اِضْرِبَا	مؤنث مخاطب
لِتُضْرَبْنَ	اِضْرِبْنَ	
لِاُضْرَبْ	لِاَضْرِبْ	متکلم
لِنُضْرَبْ	لِنَضْرِبْ	

مشق نمبر ۴۶

فعل رَحِمَ (س) سے امر معروف اور مجہول کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں۔

فعل نہی

۱ : ۴۸ اب ہمیں عربی میں فعل نہی بنانے کا طریقہ سمجھنا ہے لیکن اس سے پہلے لفظ "نہی" اور اردو میں مستعمل لفظ "نہیں" کا فرق سمجھ لیں۔ اردو میں لفظ "نہیں" میں کسی کام کے نہ ہونے یعنی Negative کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "حامد نے خط نہیں لکھا" اس کے لئے "نفی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور ایسے فعل کو "فعل منفی" کہتے ہیں۔ جبکہ "نہی" میں کسی کام سے منع کرنے کا مفہوم ہوتا ہے یعنی اس کام سے روکنے کے حکم کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "حامد کو چاہئے کہ وہ خط نہ لکھے" یا "تم خط مت لکھو" اس کے لئے "فعل نہی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

۲ : ۴۸ عربی میں فعل نہی کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے فعل مضارع سے قبل لائے نہی "لَا" کا اضافہ کرکے مضارع کو مجزوم کردیتے ہیں۔ مثلاً تَکْتُبُ کے معنی ہیں "تو لکھتا ہے۔" لَا تَکْتُبْ کے معنی ہو گئے "تو مت لکھ"۔ اسی طرح یَکْتُبُ کے معنی ہیں "وہ لکھتا ہے" لَا یَکْتُبْ کے معنی ہو گئے "چاہئے کہ وہ مت لکھے"۔

۳ : ۴۸ لفظ "لَا" کے استعمال کے سلسلہ میں یہ بھی نوٹ کرلیں کہ فعل مضارع میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے بھی عام طور پر "لَا" کا استعمال ہوتا ہے جسے لائے نفی کہتے ہیں اور یہ غیر عامل ہوتا ہے یعنی جب مضارع پر لائے نفی داخل ہوتا ہے تو مضارع میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں لاتا صرف اس فعل میں نفی کا مفہوم پیدا کرتا ہے۔ مثلاً تَکْتُبُ (تو لکھتا ہے) سے لَا تَکْتُبُ (تو نہیں لکھتا ہے)۔ اس کے برعکس لائے نہی عامل ہے اور وہ مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔ مثلاً لَا تَکْتُبْ (تو مت لکھ) یا لَا تَکْتُبُوْا (تم لوگ مت لکھو)۔

۴ : ۴۸ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ فعل امر اور فعل نہی دونوں نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کے ساتھ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اِضْرِبْ (تو مار) سے اِضْرِبَنْ یا اِضْرِبَنَّ

(تو ضرور مار) لَا تَضْرِبْ (تو مت مار) سے لَا تَضْرِبَنْ یا لَا تَضْرِبَنَّ (تو ہرگز مت مار) وغیرہ۔

مشق نمبر ۴۷ (الف)

فعل کَتَبَ (ن) سے فعل نہی معروف کی گردان ہر صیغہ معنی کے ساتھ لکھیں۔

مشق نمبر ۴۷ (ب)

قرآن مجید کی آیات سے لئے گئے مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ۔

(۲) لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (۳) لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ۔

(۴) اِذْهَبْ بِكِتَابِيْ هٰذَا۔ (۵) وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ۔

(۶) لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلاً عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(۷) يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ۔

(۸) لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

(۹) اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔

(۱۰) وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

<u>عربی میں ترجمہ کریں۔</u>

(۱) تم دونوں یہاں نہ کھیلو بلکہ میدان میں کھیلو تاکہ ہم پڑھ سکیں۔

(۲) اے دربان! دروازہ کھول تاکہ ہم سکول میں داخل ہو سکیں۔

(۳) تو سبق اچھی طرح یاد کر لے تاکہ تو کل شرمندہ نہ ہو۔

(۴) تم لوگ کھیلو مت بلکہ اپنا سبق یاد کرو۔

(۵) ان سب کو چاہئے کہ وہ قرآن پڑھیں اور اس کو یاد کریں۔

ثلاثی مزید فیہ

(تعارف اور ابواب)

۴۹ : ۱ سبق نمبر ۳۸ میں ہم نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب پڑھے تھے۔ یعنی باب فَتَحَ، باب ضَرَبَ وغیرہ۔ اب ہم ثلاثی مزید فیہ کے کچھ ابواب کا مطالعہ کریں گے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ "ثلاثی مجرد" اور "ثلاثی مزید فیہ" کی اصطلاحات کا مفہوم اپنے ذہن میں واضح کرلیں۔

۴۹ : ۲ فعل ثلاثی مجرد سے مراد تین حرفی مادہ کا ایسا فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کسی مزید حرف کا اضافہ نہ کیا گیا ہو جبکہ فعل ثلاثی مزید فیہ سے مراد تین حرفی مادہ کا ایسا فعل ہے جس کے اصلی تین حروف کے ساتھ کسی حرف یا کچھ حروف کا اضافہ کیا گیا ہو۔ یہ اضافہ فعل ماضی کے پہلے صیغے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کسی فعل ثلاثی مجرد کے ماضی کا پہلا صیغہ ہی وہ لفظ ہے جس میں مادہ کے اصلی تین حروف موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ ثلاثی مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں حروفِ اصلی یعنی ف ع ل کے ساتھ اضافہ شدہ حروف صاف پہچانے جاتے ہیں۔

۴۹ : ۳ ہم نے "ماضی کے پہلے صیغے" کی بات بار بار اس لئے کی ہے کہ آپ یہ اچھی طرح جان لیں کہ فعل ماضی، مضارع وغیرہ کی گردان کے مختلف صیغوں میں لام کلمہ کے بعد جن بعض حروف کا اضافہ ہوتا ہے ان کی وجہ سے فعل کو "مزید فیہ" قرار نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ یہ اضافہ دراصل صیغوں کی علامت ہوتا ہے اور یہ "مجرد" اور "مزید فیہ" دونوں کی گردانوں میں ایک جیسا ہوتا ہے۔ آگے چل کر آپ خود بھی اس کا مشاہدہ کرلیں گے (ان شاء اللہ)۔ فی الحال آپ یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ فعل "مجرد" یا "مزید فیہ" کی پہچان اس کے ماضی کے پہلے صیغے سے

ہوتی ہے۔

۴ : ۴۹ ثلاثی مزید فیہ کے ماضی کے پہلے صیغے میں زائد حروف کا اضافہ یا تو "فا" کلمہ سے پہلے ہوتا ہے یا "فا" اور "عین" کلمہ کے درمیان ہوتا ہے اور یہ اضافہ کبھی ایک حرف کا ہوتا ہے، کبھی دو حروف کا اور کبھی تین حروف کا۔ ان تبدیلیوں سے ثلاثی مزید فیہ کے بہت سے نئے ابواب بنتے ہیں۔ لیکن زیادہ استعمال ہونے والے ابواب صرف آٹھ ہیں۔ اس لئے ہم اپنے موجودہ اسباق کو انہی آٹھ ابواب تک محدود رکھیں گے۔

۵ : ۴۹ ایک مادہ ثلاثی مجرد سے جب مزید فیہ میں آتا ہے تو اس کے مفہوم میں بھی کچھ تبدیلی ہوتی ہے۔ اس معنوی تبدیلی پر ان شاء اللہ اگلے سبق میں کچھ بات کریں گے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ مزید فیہ کے آٹھوں ابواب کے ماضی، مضارع اور مصدر کے درج ذیل اوزان آپ اپنے قلم کو یاد کرا دیں کیونکہ اس کے بعد ہی ان کی خصوصیات اور معنوی تبدیلی کے متعلق کوئی بات کرنا ممکن ہو گی۔

نمبر شمار	ماضی		مضارع		مصدر (باب کا نام)	
۱	اَفْعَلَ	اَ ـْ ـَ ـَ	يُفْعِلُ	يُ ـْ ـِ ـُ	اِفْعَالٌ	اِ ـْ ـَ ا ـٌ
۲	فَعَّلَ	ـَ ـَّ ـَ	يُفَعِّلُ	يُ ـَ ـِّ ـُ	تَفْعِيْلٌ	تَ ـْ ـِ يْ ـٌ
۳	فَاعَلَ	ـَ ا ـَ ـَ	يُفَاعِلُ	يُ ـَ ا ـِ ـُ	مُفَاعَلَةٌ	مُ ـَ ا ـَ ـَ ةٌ
۴	تَفَعَّلَ	تَ ـَ ـَّ ـَ	يَتَفَعَّلُ	يَ تَ ـَ ـَّ ـُ	تَفَعُّلٌ	تَ ـَ ـُّ ـٌ
۵	تَفَاعَلَ	تَ ـَ ا ـَ ـَ	يَتَفَاعَلُ	يَ تَ ـَ ا ـَ ـُ	تَفَاعُلٌ	تَ ـَ ا ـُ ـٌ
۶	اِفْتَعَلَ	اِ ـْ تَ ـَ ـَ	يَفْتَعِلُ	يَ ـْ تَ ـِ ـُ	اِفْتِعَالٌ	اِ ـْ تِ ـَ ا ـٌ
۷	اِنْفَعَلَ	اِ نْ ـَ ـَ ـَ	يَنْفَعِلُ	يَ نْ ـَ ـِ ـُ	اِنْفِعَالٌ	اِنْ ـِ ـَ ا ـٌ
۸	اِسْتَفْعَلَ	اِسْ تَ ـْ ـَ ـَ	يَسْتَفْعِلُ	يَ سْ تَ ـْ ـِ ـُ	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْ تِ ـْ ـَ ا ـٌ

۴۹ : ۶ امید ہے آپ نے مذکورہ بالا جدول میں یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ آٹھوں ابواب کے ماضی کے صیغوں میں ع کلمہ پر فتحہ (زبر) آئی ہے جبکہ مضارع کے صیغوں میں علامت مضارع اور ع کلمہ کی صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ :

(۱) پہلے تین ابواب (جن کا ماضی چار حرفی ہے) کے مضارع کے صیغوں يُفْعِلُ، يُفَعِّلُ اور يُفَاعِلُ کی علامت مضارع پر ضمہ (پیش) اور ع کلمہ پر کسرہ (زیر) آئی ہے۔

(۲) اس کے بعد کے دو ابواب (جو "ت" سے شروع ہوتے ہیں) کے مضارع کے صیغوں يَتَفَعَّلُ اور يَتَفَاعَلُ کی علامت مضارع اور ع کلمہ دونوں پر بھی فتحہ (زبر) آئی ہے۔

(۳) جبکہ آخری تین ابواب (جو ہمزۃ الوصل "اِ" سے شروع ہوتے ہیں) کے مضارع کے صیغوں يَفْتَعِلُ، يَنْفَعِلُ اور يَسْتَفْعِلُ کی علامت مضارع پر فتحہ (زبر) برقرار رہتی ہے لیکن ع کلمہ کی کسرہ (زیر) واپس آجاتی ہے۔

مذکورہ بالا تجزیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ علامت مضارع پر ضمہ (پیش) صرف چار حرفی ماضی کے مضارع پر آتی ہے جبکہ ع کلمہ پر زبر صرف "ت" سے شروع ہونے والے ابواب کے مضارع پر آتی ہے۔ اس خلاصہ کو اگر آپ ذہن نشین کرلیں تو ان ابواب کے ماضی اور مضارع کے صیغوں کے اوزان یاد رکھنے میں آپ کو بہت سہولت ہوگی (ان شاء اللہ)۔

۴۹ : ۷ یہ اہم بات بھی نوٹ کرلیں کہ ثلاثی مجرد میں کوئی فعل خواہ کسی باب سے آئے یعنی اس کے ع کلمے پر خواہ کوئی حرکت ہو، جب وہ ثلاثی مزید فیہ میں آئے گا تو اس کے ع کلمے کی حرکت متعلقہ باب کے ماضی اور مضارع کے صیغوں کے وزن کے مطابق ہوگی۔ مثلاً ثلاثی مجرد میں سَمِعَ يَسْمَعُ آتا ہے لیکن یہی فعل جب باب افتعال میں آئے گا تو اس کا ماضی اور مضارع اِسْتَمَعَ يَسْتَمِعُ بنے گا۔ اسی طرح كَرُمَ يَكْرُمُ جب باب افعال میں آئے گا تو اس کا ماضی، مضارع اَكْرَمَ يُكْرِمُ ہوگا۔

۸ : ۴۹ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مذکورہ بالا اوزان میں 'باب افعال کے علاوہ' جو وزن ھمزہ سے شروع ہوتے ہیں' ان کا ھمزہ دراصل ھمزۃ الوصل ہوتا ہے۔ اس لئے پیچھے سے ملا کر پڑھتے وقت وہ تلفظ میں ساکت ہو جاتا ہے۔ مثلاً اِفْتَعَلَ سے وَافْتَعَلَ یا اِمْتَحَنَ سے وَامْتَحَنَ وغیرہ۔ جبکہ بابِ افعال کا ہمزہ ھمزۃ الوصل نہیں ہے۔ اسی لئے وہ پیچھے سے ملا کر پڑھتے وقت بھی بدستور قائم رہتا ہے۔ مثلاً اَفْعَلَ سے وَاَفْعَلَ یا اَحْسَنَ سے وَاَحْسَنَ وغیرہ۔ اس طرح قائم رہنے والے ہمزہ کو "ھمزۃ القطع" کہتے ہیں۔

۹ : ۴۹ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ثلاثی مجرد میں فعل سے مصدر بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے یعنی کوئی مقررہ وزن نہیں ہے۔ بس اہل زبان سے سن کر یا ڈکشنری میں دیکھ کر ان کا مصدر معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مزید فیہ کے ہر صیغۂ ماضی اور مضارع کے مقرر کردہ وزن کی طرح اس کے مصدر کا بھی ایک مقرر وزن ہے اور مصدر کا یہ وزن باب کا نام بھی ہوتا ہے۔

۱۰ : ۴۹ مصدر کے جو اوزان بطور "باب کا نام" دیئے گئے ہیں ان میں یہ اضافہ کر لیجئے کہ درج ذیل دو ابواب کا مصدر دو طرح سے آتا ہے یعنی ایک اور وزن پر بھی آتا ہے۔ تاہم باب کا نام یہی رہتا ہے جو اوپر جدول میں لکھا گیا ہے۔ مصدروں کے متبادل اوزان یہ ہیں :

(۱) باب تَفْعِیْلٌ کا مصدر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے ذَکَّرَ یُذَکِّرُ (یاد دلانا) سے مصدر تَذْکِیْرٌ بھی ہے اور تَذْکِرَۃٌ بھی ہے۔ مگر جَرَّبَ یُجَرِّبُ (آزمانا) کا مصدر تَجْرِیْبٌ تو شاذ ہی ہوتا ہے' عموماً تَجْرِبَةٌ ہی استعمال ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح باب مُفَاعَلَةٌ کا مصدر اکثر فِعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے مثلاً جَاهَدَ یُجَاهِدُ (جہاد کرنا) کا مصدر مُجَاهَدَةٌ بھی ہے اور جِهَادٌ بھی۔ مگر قَابَلَ یُقَابِلُ (آمنے سامنے ہونا' مقابلہ کرنا) کا مصدر قِبَالٌ استعمال نہیں ہوتا بلکہ مُقَابَلَةٌ ہی استعمال ہوتا ہے۔

۱۱ : ۴۹ ایک اور بات بھی ابھی سے ذہن میں رکھ لیجئے' اگرچہ اس کے استعمال کا موقعہ آگے چل کر آئے گا' اور وہ یہ کہ اگر کسی فعل کے ماضی اور مضارع کا پہلا صیغہ بول کر ساتھ مصدر بھی بولنا ہو تو اس صورت میں مصدر کو حالت نصب میں پڑھا اور لکھا جاتا ہے مثلاً کہیں گے عَلَّمَ یُعَلِّمُ تَعْلِیْمًا ۔ یہ صرف اسی صورت میں ضروری ہے جب ماضی اور مضارع کا صیغہ بول کر ساتھ ہی مصدر بولا جائے ورنہ ویسے "سکھانا" کی عربی "تَعْلِیْمٌ" ہی ہوگی۔ نصب کی اس وجہ پر آگے مفعول کی بحث میں بات ہوگی (ان شاء اللہ)۔

مشق نمبر ۴۸ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کو قوسین میں دیئے گئے باب میں ڈھالیں یعنی ہر ایک مادہ سے دیئے گئے باب کے ماضی اور مضارع کا پہلا صیغہ لکھیں اور اس کا مصدر بحالت نصب لکھیں :

مثلاً اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا۔

نوٹ : تمام کلمات پر مکمل حرکات دیں۔

خ ر ج ۔ ب ع د ۔ ر ش د	(اِفْعَالٌ)
ق ر ب ۔ ک ذ ب ۔ ص د ق	(تَفْعِیْلٌ)
ط ل ب ۔ ق ت ل ۔ خ ل ف	(مُفَاعَلَةٌ)
ق ر ب ۔ ق د س ۔ ک ل م	(تَفَعُّلٌ)
ف خ ر ۔ ع ق ب ۔ ک ث ر	(تَفَاعُلٌ)
ن ش ر ۔ ع ر ف ۔ م ح ن	(اِفْتِعَالٌ)
ش ر ح ۔ ق ل ب ۔ ک ش ف	(اِنْفِعَالٌ)
غ ف ر ۔ ح ق ب ۔ د ل	(اِسْتِفْعَالٌ)

مشق نمبر ۴۸ (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ کا مادہ اور باب بتائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ ماضی ہے یا مضارع یا مصدر۔ واضح رہے کہ ان میں سے بیشتر الفاظ کے معنی ابھی آپ کو نہیں بتائے گئے۔ کیونکہ یہاں یہ مشق کروانی مقصود ہے کہ اگر کسی لفظ کے معنی آپ کو معلوم نہیں ہیں تو ڈکشنری میں اس کے معنی دیکھنے کے لئے پہلے اس کا مادہ اور باب پہچاننا ضروری ہے۔ اس لئے کہ عربی لغت مادے کے حروف کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔

اَرْسَلَ - يُقَرِّبُ - اِرْسَالٌ - تَغَيَّرَ - تَقْرِيْبٌ - اِرْتِكَابٌ - يَسْتَكْبِرُ - يَتَغَيَّرُ - اِنْقِلَابٌ - تَبَارَكَ - تَبَسُّمٌ - عَجَّلَ - اِسْتِصْوَابٌ - اِنْحِرَافٌ - اِسْتَقْبَلَ - يَشْتَرِكُ - يُخْبِلُ - يُخَرِّبُ -

---

ثلاثی مزید فیہ

(خصوصیاتِ ابواب)

۱ : ۵۰ مزید فیہ کے ابواب میں معنوی تبدیلیوں پر بات کرنے سے پہلے آپ کو یہ بات یاد دلانا ضروری ہے کہ زبان پہلے وجود میں آتی ہے اور قواعد بعد میں مرتب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح صورتحال یہ ہے کہ ابواب مزید فیہ میں جو معنوی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان سب کو مدنظر رکھ کر ہمارے علماء کرام نے ہر باب کے لئے کچھ اصول (Generalisations) مرتب کئے ہیں جنہیں خصوصیات ابواب کہتے ہیں۔

۲ : ۵۰ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ مزید فیہ کے جو آٹھ ابواب آپ نے پڑھیں ہیں ان میں سے ہر باب کی ایک سے زیادہ خصوصیات ہیں اور بعض کی خصوصیات کی تعداد سات' آٹھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی گرامر کی کتابوں میں خصوصیات ابواب کے لئے الگ ایک مستقل سبق ہوتا ہے۔ ہماری اس کتاب میں چونکہ یہ سبق شامل نہیں ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس مقام پر ہرباب کی ایک ایک ایسی خصوصیت کا تعارف کرادیا جائے جو اس باب میں نسبتاً زیادہ معنوی تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ تمام خصوصیات کا ابھی آپ کو علم نہیں ہے۔ اور پھر جب آپ ان تمام خصوصیات ابواب کا مطالعہ کرلیں تو اس وقت بھی ذہن میں استثناء کی کھڑکی ہمیشہ کھلی رکھیں۔

۳ : ۵۰ باب افعال اور باب تفعیل دونوں کی ایک مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ عام طور پر یہ فعل لازم کو متعدی کرتے ہیں۔ جیسے عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا = جاننا' ایک فعل لازم ہے۔ باب افعال میں یہ اَعْلَمَ يُعْلِمُ اِعْلَامًا اور باب تفعیل میں عَلَّمَ

يُعَلِّمُ تَعْلِيْمًا بنتا ہے۔ دونوں کے معنی ہیں جانکاری دینا' علم دینا' اور اب یہ فعل متعدی ہے۔ چنانچہ دونوں ابواب کے زیادہ تر افعال متعدی ہیں۔ اگرچہ کچھ استثناء بھی ہیں' بالخصوص باب افعال میں۔

۵۰ : ۴ البتہ باب افعال اور باب تفعیل میں ایک فرق یہ ہے کہ باب افعال میں کسی کام کو ایک مرتبہ کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جبکہ باب تفعیل میں عموماً کسی کام کو درجہ بدرجہ اور تسلسل سے کرنے کا یا کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص نے آپ سے کسی جگہ کا پتہ پوچھا اور آپ نے اسے بتایا تو یہ "اعلام" ہے۔ لیکن کسی چیز کے متعلق معلومات جب درجہ بدرجہ اور تسلسل سے دی جائے تو یہ "تعلیم" ہے۔

۵۰ : ۵ باب مفاعلہ میں زیادہ تر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ جیسے قَتَلَ يَقْتُلُ قَتْلاً ۔ قتل کرنا۔ یہ ایک یک طرفہ عمل ہے۔ لیکن قَاتَلَ يُقَاتِلُ مُقَاتَلَةً وَ قِتَالاً کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کریں۔ اس باب کے زیادہ تر افعال بھی متعدی ہوتے ہیں۔

۵۰ : ۶ باب تفعل میں زیادہ تر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ تکلیف اٹھا کر کسی کام کو خود کرنے کی کوشش کرنا۔ جیسے عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا = جاننا جبکہ تَعَلَّمَ يَتَعَلَّمُ تَعَلُّمًا کا مطلب ہے تکلیف اٹھا کر' کوشش کر کے علم حاصل کرنا اور سیکھنا۔ یعنی اس میں بھی عمل کے تسلسل کا مفہوم ہے۔ اس باب کے زیادہ تر افعال لازم ہوتے ہیں۔

۵۰ : ۷ باب مفاعلہ کی طرح باب تفاعل میں بھی زیادہ تر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں۔ لیکن اس باب کے زیادہ تر افعال لازم ہوتے ہیں۔ جیسے فَخَرَ يَفْخَرُ فَخْرًا ۔ فخر کرنا سے تَفَاخَرَ يَتَفَاخَرُ تَفَاخُرًا کا مطلب ہے ایک دوسرے پر فخر کرنا۔

۵۰ : ۸ باب افتعال میں زیادہ تر کسی کام کو اہتمام سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا = سننا سے اِسْتَمَعَ یَسْتَمِعُ اِسْتِمَاعًا کا مطلب ہے کان لگا کر سننا' غور سے سننا۔ اس سے میں لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔

۵۰ : ۹ باب انفعال کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ فعل متعدی کو لازم کرتا ہے۔ جیسے ھَدَمَ یَھْدِمُ ھَدْمًا = گرانا سے اِنْھَدَمَ یَنْھَدِمُ اِنْھِدَامًا کے معنی "گرنا" ہیں۔ یاد رکھیں کہ جس طرح ابواب ثلاثی مجرد میں باب کَرُمَ لازم تھا اسی طرح ابواب مزید فیہ میں باب انفعال لازم ہے۔

۵۰ : ۱۰ باب استفعال میں زیادہ تر کسی کام کو طلب کرنے یا کسی صفت کو موجود سمجھنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَرَ یَغْفِرُ غُفْرَانًا = چھپانا' معاف کرنا (غلطی کو چھپا دینا) سے اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ اِسْتِغْفَارًا = کا مطلب ہے معافی مانگنا' مغفرت طلب کرنا اور حَسُنَ یَحْسُنُ حُسْنًا = خوبصورت ہونا' اچھا ہونا سے اِسْتَحْسَنَ یَسْتَحْسِنُ اِسْتِحْسَانًا کا مطلب ہے اچھا سمجھنا۔ اس باب سے بھی لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔

۵۰ : ۱۱ اب اس سبق کی آخری بات یہ سمجھ لیں کہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی سہ حرفی مادہ' مزید فیہ کے ہر باب میں استعمال ہو۔ ایک مادہ مزید فیہ کے کن کن ابواب سے استعمال ہوتا ہے اور ان کی کن خصوصیات کے تحت اس میں کیا معنوی تبدیلی ہوتی ہے' اس کا علم ہمیں ڈکشنری سے ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابواب مزید فیہ کے اوزان یاد کئے بغیر کوئی طالب علم عربی لغت سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔

مشق نمبر ۴۹

نیچے کچھ الفاظ کے معنی اس طرح لکھے گئے ہیں جیسے عموماً ڈکشنری میں لکھے جاتے ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ الگ کاغذ پر ان کا ماضی، مضارع اور مصدر لکھیں۔ پھر ان کے مصدری معنی لکھیں اور پھر اسی طرح انہیں یاد کریں۔ جیسے جَهَدَ يَجْهَدُ جُهْدًا کے معنی کوشش کرنا۔ جَاهَدَ يُجَاهِدُ مُجَاهَدَةً وَجِهَادًا کے معنی ایک دوسرے کے خلاف کوشش کرنا وغیرہ۔ یاد رہے کہ ان میں غالب اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔

نوٹ : الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں۔

جَهَدَ(ف) جُهْدًا ـ کوشش کرنا	خَصَمَ(ض) خَصْمًا = جھگڑا کرنا
جَاهَدَ = کسی کے خلاف کوشش کرنا	تَخَاصَمَ = باہم جھگڑا کرنا
اِجْتَهَدَ = اہتمام سے کوشش کرنا	اِخْتَصَمَ = جھگڑا کرنا

صَلَحَ(ف ن) صَلَاحًا = درست ہونا، نیک ہونا	بَلَغَ(ن) بُلُوْغًا = پہنچنا، پھل کا پکنا
اَصْلَحَ = درست کرنا، صلح کرانا	بَلُغَ(ک) بَلَاغَةً = فصیح و بلیغ ہونا
اَبْلَغَ = کسی چیز کو کسی کے پاس پہنچانا	بَلَّغَ = کسی چیز کو کسی کے پاس پہنچانا

نَزَلَ(ض) نُزُوْلًا = اترنا	نَصَرَ(ن) نَصْرًا = مدد کرنا
اَنْزَلَ = اتارنا	تَنَاصَرَ = باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا
نَزَّلَ = اتارنا	اِنْتَصَرَ = بدلہ لینا (اہتمام سے خود اپنی مدد کرنا)
تَنَزَّلَ = اترنا	اِسْتَنْصَرَ = مدد مانگنا

ثلاثی مزید فیہ
(ماضی، مضارع کی گردانیں)

ا : ۵۱ اب جبکہ آپ مزید فیہ کے آٹھ ابواب کے فعل ماضی اور فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانا سیکھ گئے ہیں تو ضروری ہے کہ ہر باب کے ماضی اور مضارع کی مکمل گردان بھی سیکھ لیں۔ سردست ہم ان ابواب سے فعل معروف کی گردان پر توجہ دیں گے۔ واضح رہے کہ گزشتہ دو اسباق میں تمام افعال کی صرف معروف صورت ہی کی بات کی گئی ہے۔ آگے چل کر ان شاء اللہ ہم فعل مجہول (مزید فیہ) کی بات الگ سبق میں کریں گے۔

۲ : ۵۱ مزید فیہ افعال کی گردان اصولی طور پر فعل مجرد کی گردان کی طرح ہی ہوتی ہے۔ البتہ جس طرح فعل مجرد میں گردان کے اندر "ع" کلمہ کی حرکت کو برقرار رکھنے کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح مزید فیہ کی گردانوں میں بھی زائد حروف کی حرکات اور "ع" کلمہ کی حرکت کو پوری گردان میں برقرار رکھا جاتا ہے۔

۳ : ۵۱ اب ہم ذیل میں نمونے کے طور پر باب افعال کے فعل ماضی اور مضارع کی مکمل گردان لکھ رہے ہیں۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے آپ بقیہ ابواب کے فعل ماضی اور مضارع کی مکمل گردان خود لکھ سکتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ انہیں لکھ لیں بلکہ انہیں باآواز بلند دہرا دہرا کر اچھی طرح یاد کرلیں۔ اگر آپ یہ محنت کرلیں گے تو آئندہ جملوں میں استعمال ہونے والے مختلف افعال کے صحیح باب اور صیغہ کی شناخت اور ان کے صحیح ترجمے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی (ان شاء اللہ)۔

باب افعال سے فعل ماضی کی گردان

	واحد	تثنیہ	جمع
غائب (مذکر) :	اَفْعَلَ	اَفْعَلَا	اَفْعَلُوْا
غائب (مؤنث) :	اَفْعَلَتْ	اَفْعَلَتَا	اَفْعَلْنَ
حاضر (مذکر) :	اَفْعَلْتَ	اَفْعَلْتُمَا	اَفْعَلْتُمْ
حاضر (مؤنث) :	اَفْعَلْتِ	اَفْعَلْتُمَا	اَفْعَلْتُنَّ
متکلم (مذکر و مؤنث) :	اَفْعَلْتُ	اَفْعَلْنَا	اَفْعَلْنَا

باب افعال سے فعل مضارع کی گردان

	واحد	تثنیہ	جمع
غائب (مذکر) :	يُفْعِلُ	يُفْعِلَانِ	يُفْعِلُوْنَ
غائب (مؤنث) :	تُفْعِلُ	تُفْعِلَانِ	يُفْعِلْنَ
حاضر (مذکر) :	تُفْعِلُ	تُفْعِلَانِ	تُفْعِلُوْنَ
حاضر (مؤنث) :	تُفْعِلِيْنَ	تُفْعِلَانِ	تُفْعِلْنَ
متکلم (مذکر و مؤنث) :	اُفْعِلُ	نُفْعِلُ	نُفْعِلُ

۴ : ۵۱ اگر آپ نے باب افعال کے علاوہ بقیہ ابواب کی مکمل گردانیں بھی لکھ کر یاد کرلی ہیں تو اب آپ ان کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آگے چل کر ان سے آپ کو بہت مدد ملے گی (ان شاء اللہ)۔

(i) خیال رہے کہ باب افعال کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ماضی کے ہر

صیغے کی ابتدا ھمزہ مفتوحہ (اَ) سے ہوتی ہے۔ باقی کسی باب میں یہ چیز نہیں ہے۔ اور یہ بات ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ باب افعال کا یہ ابتدائی ھمزہ، ھمزۃ القطع ہوتا ہے۔ یعنی پیچھے کسی حرف سے ملتے وقت بھی برقرار رہتا ہے۔

(ii) پہلے تینوں ابواب یعنی اِفعال، تفعیل اور مُفاعَلۃ کے ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہیں۔ اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جس فعل کے ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہوں گے اس کے مضارع میں علامت مضارع پر ضمہ (پیش) آتا ہے۔ اس قاعدے کو اچھی طرح یاد کر لیں۔ آگے چل کر یہ مزید کام دے گا۔

(iii) آخری تین ابواب یعنی اِفتِعال، اِنفِعال اور اِستِفعال کے ماضی کے تمام صیغوں کی ابتداء ھمزہ مکسورہ (اِ) سے ہوتی ہے جو ھمزۃ الوصل ہوتا ہے۔

(iv) باب اِفتِعال اور اِنفِعال کے ماضی، مضارع اور مصدر بہت ملتے جلتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو دونوں ہی "اِنْ" کی آواز سے شروع ہوتے ہیں اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب باب اِفتِعال میں "ف" کلمہ "ن" ہوتا ہے۔ مثلاً اِنتِظَار، اِنتِظَام، اِنتِشَار وغیرہ باب اِفتِعال کے مصادر ہیں۔ جبکہ اِنحِرَاف، اِنکِشَاف، اِنہِدَام وغیرہ باب انفعال کے مصادر ہیں۔ دونوں میں پہچان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر "اِنْ" کے بعد "ت" ہو تو نوے، پچانوے فی صد وہ باب افتعال ہوگا۔ اور اگر "اِنْ" کے بعد "ت" کے علاوہ کوئی دوسرا حرف ہو تو پھر وہ باب انفعال ہوگا۔

ذخیرۂ الفاظ

خَرَجَ(ن) خُرُوْجًا - باہر نکلنا	رَشَدَ(ن) رُشْدًا = ہدایت پانا
اَخْرَجَ - باہر نکالنا	اَرْشَدَ = ہدایت دینا
اِسْتَخْرَجَ - نکلنے کے لئے کہنا، کسی چیز میں سے کوئی چیز نکالنا	

قَرُبَ وَقَرِبَ (ک س) قُرْبًا وَقُرْبَانًا - قریب ہونا	كَذَبَ(ض) كَذِبًا وَكِذْبًا = جھوٹ بولنا
قَرَّبَ - کسی کو قریب کرنا	كَذَّبَ = کسی کو جھوٹا کہنا، جھٹلانا
اِقْتَرَبَ - قریب آجانا	

غَسَلَ(ض) غُسْلًا - دھونا	نَفَقَ(ن) نَفْقًا = خرچ ہونا، دو منہ والا ہونا
اِغْتَسَلَ - نہانا	اَنْفَقَ = خرچ کرنا
اِنْغَسَلَ = دُھلنا، دھل جانا	نَافَقَ = کسی سے دو رخا پن اختیار کرنا

مشق نمبر ۵۰ (الف)

عَلِمَ سے باب تَفعِیل اور تَفَعُّل میں اور نَصَرَ سے باب اِسْتِفْعَال میں ماضی اور مضارع کی مکمل گردان لکھیں اور ہر صیغہ کے معنی لکھیں۔

مشق نمبر ۵۰ (ب)

عربی سے اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) اِغْتَسَلَ خَالِدٌ اَمْسِ

(۲) تَضَارَبَ الْوَلَدَانِ فِي الْمَدْرَسَةِ فَاَخْرَجَهُمَا اَمِيْرُهَا مِنْهَا

(۳) اِسْتَنْصَرَ الْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَانَهُمْ فَنَصَرُوْهُمْ

(۴) ضَرَبْنَا الْجِدَارَ بِالْأَحْجَارِ فَانْهَدَمَ
(۵) خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ' (حدیث نبوی)
(۶) إِسْتَرْشَدَ الطُّلَّابُ مِنَ الْأُسْتَاذِ فَأَرْشَدَهُمْ
(۷) يُقَاتِلُ الْمُسْلِمُوْنَ الْكُفَّارَ
(۸) يَكْتَسِبُ الزَّوْجُ وَتُنْفِقُ الزَّوْجَةُ

مشق نمبر ۵۰ (ج)

مندرجہ بالا جملوں کے درج ذیل الفاظ کا مادہ' باب اور صیغہ بتائیں۔

(i) إِغْتَسَلَ (ii) تَضَارَبَ (iii) أَخْرَجَ (iv) نَصَرُوْا (v) إِنْهَدَمَ
(vi) تَعَلَّمَ (vii) عَلَّمَ (viii) إِسْتَرْشَدَ (ix) يُقَاتِلُ (x) يَكْتَسِبُ
(xi) تُنْفِقُ

ثلاثی مزید فیہ

(فعل امر و نہی)

۵۲ : ۱ اس سے پہلے آپ ثلاثی مجرد سے فعل امر اور فعل نہی بنانے کے قاعدے پڑھ چکے ہیں۔ اب آپ ثلاثی مزید فیہ میں انہی قواعد کا اطلاق کریں گے۔

۵۲ : ۲ ثلاثی مجرد میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ فعل امر حاضر اور فعل امر غائب (جس میں متکلم بھی شامل ہوتا ہے) دونوں کے بنانے کا طریقہ مختلف ہے جبکہ فعل نہی (حاضر ہو یا غائب) ایک ہی طریقے سے بنتا ہے۔ یہی صورت حال ثلاثی مزید فیہ سے فعل امر اور فعل نہی بنانے میں ہوگی۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جس طرح ثلاثی مجرد میں فعل امر اور فعل نہی، فعل مضارع سے بنتا ہے اسی طرح ثلاثی مزید فیہ میں بھی فعل مضارع سے فعل امر اور فعل نہی بنائے جائیں گے۔

۵۲ : ۳ ثلاثی مزید فیہ سے فعل امر حاضر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کریں۔

(i) ثلاثی مجرد کی طرح مزید فیہ کے فعل مضارع سے علامت مضارع (ت) ہٹا دیں۔

(ii) ثلاثی مجرد میں علامت مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن آتا تھا لیکن مزید فیہ میں آپ کو دیکھنا ہوگا کہ علامت مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن ہے یا متحرک۔

(iii) علامت مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو ھمزۃ الوصل لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صورت حال آپ کو چار ابواب یعنی باب تفعیل، باب مفاعلہ، باب تفعل اور باب تفاعل میں ملے گی۔

(iv) علامت مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف اگر ساکن ہے (اور ایسا

مذکورہ چار ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب میں ہو گا خواہ وہ مجرد ہو یا مزید فیہ) تو باب افتعال' باب انفعال اور باب اِستفعال میں ھمزۃ الوصل لگایا جائے گا۔ اور اسے کسرہ (زیر) دی جائے گی جبکہ باب افعال میں ھمزۃ القطع لگایا جائے گا اور اسے فتحہ (زبر) دی جائے گی۔ باب افعال کے فعل امر حاضر کی درج بالا دونوں خصوصیات خاص طور پر نوٹ کر لیجئے۔

(v) ثلاثی مجرد ہی کی طرح مزید فیہ میں بھی مضارع کے "ل" کلمے مجزوم کر دیئے جائیں گے۔

۴ : ۵۲ ہمیں قوی امید ہے کہ مذکورہ بالا طریقۂ کار کا اطلاق کرتے ہوئے مزید فیہ کے ابواب سے فعل امر حاضر اب آپ خود بنا سکتے ہیں۔ لیکن آپ کی سہولت کے لئے ہم دو مثالیں دے رہے ہیں جس سے مزید وضاحت ہو جائے گی۔

(i) باب تفعیل کے ایک مصدر "تَعْلِیْمٌ" کو لیجئے۔ اس کا فعل مضارع "یُعَلِّمُ" ہے۔ اور اس کا حاضر کا صیغہ تُعَلِّمُ ہے۔ اس کی علامت مضارع گرانے کے بعد عَلِّمُ باقی بچا۔ اس کا پہلا حرف متحرک ہے۔ اس لئے اس کے شروع میں ھمزہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کے لام کلمہ کو مجزوم کیا جائے گا تو اس کا آخری حرف "م" ساکن ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کے پاس فعل امر کا پہلا صیغہ "عَلِّمْ" ہو گا۔ اسی طرح تثنیہ کا صیغہ "عَلِّمَا" جمع مذکر کا "عَلِّمُوْا" واحد مؤنث کا "عَلِّمِیْ" اور جمع مؤنث کا "عَلِّمْنَ" ہو گا۔

(ii) باب استفعال کا ایک مصدر "اِسْتِغْفَارٌ" ہے۔ اس کا مضارع "یَسْتَغْفِرُ" اور حاضر کا صیغہ "تَسْتَغْفِرُ" ہے۔ اس کی علامت مضارع ہٹائی تو "سْتَغْفِرُ" باقی بچا۔ اب چونکہ اس کا پہلا حرف ساکن ہے اس لئے اس کے شروع میں ایک ھمزہ لگایا جائے گا جو ھمزۃ الوصل ہو گا اور اسے کسرہ (زیر) دی جائے گی (کیونکہ یہ باب افعال نہیں ہے) اب بن گیا "اِسْتَغْفِرُ"۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو لام کلمہ (ر) ساکن ہو گئی۔ چنانچہ فعل امر کا پہلا صیغہ "اِسْتَغْفِرْ" بن گیا۔ امر حاضر

کی گردان کے باقی صیغے یہ ہوں گے : اِسْتَغْفِرَا' اِسْتَغْفِرُوْا' اِسْتَغْفِرِی' اِسْتَغْفِرَا' اِسْتَغْفِرْنَ۔

۵ : ۵۲ فعل امر غائب و متکلم بنانے کا طریقہ آسان ہے۔ اس لئے کہ ثلاثی مجرد کی طرح ابواب مزید فیہ میں بھی علامت مضارع گرانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس سے پہلے لام امر (لِ) لگاتے ہیں اور مضارع کو مجزوم کردیا جاتا ہے۔ مثلاً باب افعال کا ایک مصدر "اِکْرَامٌ" ہے۔ اس کا مضارع "یُکْرِمُ" ہے۔ اس سے قبل لام امر لگایا تو "لِیُکْرِمُ" بن گیا۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو لام کلمہ یعنی "م" ساکن ہوگیا۔ اس طرح امر غائب کا پہلا صیغہ لِیُکْرِمْ بنا۔ جبکہ باقی صیغے اس طرح ہوں گے۔ لِیُکْرِمَا' لِیُکْرِمُوْا' لِتُکْرِمْ' لِتُکْرِمَا' لِیُکْرِمْنَ' لِاُکْرِمْ اور لِنُکْرِمْ۔ امید ہے اب آپ اس طرح بقیہ ابواب سے امر غائب و متکلم بنالیں گے۔

۶ : ۵۲ اس مقام پر ضروری ہے کہ لام کئ اور لام امر کا جو فرق آپ نے ثلاثی مجرد میں پڑھا تھا اسے ذہن میں تازہ کرلیں۔ اس لئے کہ اس کا اطلاق ثلاثی مزید فیہ پر بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ (دیکھے ۵ : ۴۶)

۷ : ۵۲ فعل نہی کا بنانا زیادہ آسان ہے۔ اس لئے کہ یہ مضارع کے تمام صیغوں سے ایک ہی طریقے سے بنتا ہے اور فعل امر کی طرح اس میں حاضر اور غائب کی تفریق نہیں ہے۔ فعل نہی مجرد سے ہو یا مزید فیہ سے' اس کے بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے یعنی مضارع کی علامت مضارع گرائے بغیر اس کے شروع میں لائے نہی "لَا" بڑھادیں اور مضارع کو مجزوم کردیں مثلاً باب مفاعلہ کا ایک مصدر مُجَاھَدَۃٌ ہے۔ اس کا مضارع "یُجَاھِدُ" ہے۔ اس سے قبل "لَا" لگایا تو "لَا یُجَاھِدُ" بن گیا۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو اس کا لام کلمہ یعنی "د" ساکن ہوگیا۔ اس طرح فعل نہی کا پہلا صیغہ "لَا یُجَاھِدْ" بن گیا۔ ہمیں قوی امید ہے کہ بقیہ صیغے آپ خود بنالیں گے۔

۸ : ۵۲ ثلاثی مجرد میں آپ لائے نفی اور لائے نہی کا فرق پڑھ چکے ہیں۔ اس مقام

پر اسے بھی ذہن میں دوبارہ تازہ کرلیں۔ اس لئے کہ اس کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ (دیکھیے ۳ : ۴۸)

ذخیرۂ الفاظ

جَنَبَ(ن) جَنْبًا = ہٹانا، دور کرنا	سَلِمَ(س) سَلَامَةً - آفت سے نجات پانا، سلامتی میں ہونا
جَنِبَ(س) جَنَابَةً - ناپاک ہونا	اَسْلَمَ - کسی کی سلامتی میں آنا، فرماں بردار ہونا
جَنَّبَ - دور کرنا	سَلَّمَ = آفت سے بچانا، سلامتی دینا
اِجْتَنَبَ - دور رہنا، بچنا	

نَبَتَ(ن) نَبَاتًا = سبزہ کا اُگنا	ضَيْفٌ (ج ضُيُوْفٌ) = مہمان
اَنْبَتَ - سبزہ اُگانا	زُوْرٌ = جھوٹ

مشق نمبر ۵۱ (الف)

کَرُمَ سے باب افعال میں، عَلِمَ سے باب تفعل میں اور جَنِبَ سے باب افتعال میں فعل امر (غائب و حاضر) کی مکمل گردان ہر صیغہ کے معنی کے ساتھ لکھیں۔

مشق نمبر ۵۱ (ب)

اردو میں ترجمہ کریں۔

(۱) اَكْرِمُوْا ضَيْفَهُمْ (۲) اَكْرِمُوْا ضُيُوْفَكُمْ (۳) نَحْنُ نَجْتَهِدُ فِيْ دُرُوْسِنَا (۴) اِجْتَهِدُوْا فِيْ دُرُوْسِكُمْ (۵) اِجْتَهَدُوْا فِيْ دُرُوْسِهِمْ (۶) مَاذَا عَلَّمَ الْاُسْتَاذُ فِي الْمَدْرَسَةِ؟ (۷) مَاذَا يُعَلِّمُ الْاُسْتَاذُ فِي الْمَدْرَسَةِ؟ (۸) مَاذَا تَعَلَّمَ زَيْدٌ فِي الْمَدْرَسَةِ؟ (۹) مَاذَا تَتَعَلَّمُ فِي الْمَدْرَسَةِ؟ (۱۰) اَنَا اَتَعَلَّمُ الْعَرَبِيَّ

(۱۱) لَاأُقَاتِلُ (۱۲) لَاأُقَاتِلْ (۱۳) لَاتَتَفَاخَرُوْنَ (۱۴) لَاتَتَفَاخَرُوْا

مِنَ الْقُرْآنِ

(۱۵) وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (۱۶) اِذْقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۷) وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ (۱۸) يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جٰهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ۔

مشق نمبر ۵۱ (ج)

مشق ۵۱ (ب) میں استعمال ہونے والے تمام افعال ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ آپ ہر فعل کا (i) مادہ (ii) باب (iii) فعل کی قسم (ماضی، مضارع، امر، نہی وغیرہ) اور (iv) صیغہ بتائیں۔

(۱) اَكْرَمُوْا (۲) اَكْرِمُوْا (۳) نَجْتَهِدُ (۴) اِجْتَهِدُوْا (۵) اِجْتَهَدُوْا (۶) عَلَّمَ (۷) يُعَلِّمُ (۸) تَعَلَّمَ (۹) تَتَعَلَّمُ (۱۰) اَتَعَلَّمُ (۱۱) اُقَاتِلُ (۱۲) لَاأُقَاتِلْ (۱۳) تَتَفَاخَرُوْنَ (۱۴) لَاتَتَفَاخَرُوْا (۱۵) وَاجْتَنِبُوْا (۱۶) اَسْلِمْ (۱۷) اَسْلَمْتُ (۱۸) نَزَّلْنَا (۱۹) اَنْبَتْنَا (۲۰) جٰهِدِ

ثلاثی مزید فیہ
(فعل مجہول)

۱ : ۵۳ اب آپ ابواب مزید فیہ سے فعل مجہول بنانا سیکھیں گے۔ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجہول فعل ماضی بھی ہوتا ہے اور مضارع بھی۔ اس لئے اس سبق میں ہم ماضی مجہول اور مضارع مجہول دونوں کی بات کریں گے۔

۲ : ۵۳ آپ نے فعل ثلاثی مجرد میں پڑھا تھا کہ وہاں ماضی معروف کے تین وزن ہو سکتے ہیں یعنی فَعَلَ' فَعِلَ اور فَعُلَ مگر ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہوتا ہے یعنی فُعِلَ۔ اسی طرح مضارع معروف کے تین وزن ہو سکتے ہیں یعنی یَفْعَلُ' یَفْعِلُ اور یَفْعُلُ مگر مضارع مجہول کا ایک ہی وزن ہوتا ہے یعنی یُفْعَلُ۔ یہاں سے ہمیں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کا ایک اہم بنیادی قاعدہ معلوم ہوتا ہے جسے ہم مزید فیہ کے ماضی مجہول اور مضارع مجہول میں استعمال کریں گے۔

۳ : ۵۳ ماضی مجہول (ثلاثی مجرد) کے وزن فُعِلَ سے ہمیں مزید فیہ کے ماضی مجہول بنانے کا بنیادی قاعدہ ملتا ہے۔ جس سے ہمیں پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ماضی مجہول کا آخری حصہ ہمیشہ "عِلَ" رہتا ہے۔ یعنی "ع" کلمہ پر کسرہ (زیر) اور ماضی کے پہلے صیغے میں "ل" کلمہ پر فتحہ (زبر) آتی ہے۔

۴ : ۵۳ اس قاعدے کی دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ آخری "عِلَ" سے پہلے مجرد میں تو ایک ہی حرف یعنی "ف" کلمہ ہوتا ہے جس پر ضمہ (پیش) آتی ہے۔ اس سے یہ قاعدہ نکلتا ہے کہ مزید فیہ کے ماضی مجہول میں بھی آخری "عِلَ" سے پہلے جتنے بھی متحرک حروف آئیں (اصلی حرف "ف" کلمہ یا زائد حروف) ان سب کی حرکات ضمہ (پیش) میں بدل دی جائیں۔ اس تبدیلی کے دوران درج ذیل دو باتوں کا خیال رکھا جائے گا۔

(i) ایک تو یہ کہ جہاں جہاں حرکت کے بجائے علامت سکون ہو اسے برقرار رکھا جائے یعنی اس کو ضمہ (پیش) میں نہ بدلا جائے۔

(ii) دوسرے یہ کہ جب باب مُفاعَلہ اور تفاعُل میں "ف" کلمہ کو ضمہ "پیش" لگانے کے بعد الف آئے تو چونکہ "فُا" کو پڑھا نہیں جا سکتا لہٰذا یہاں "الف" کو اس کی ما قبل حرکت (پیش) کے موافق حرف "و" میں بدل دیں۔ یوں "فُا" کی بجائے "فُوْ" پڑھا اور لکھا جائے گا۔

۵ : ۵۴ اب مذکورہ قواعد کے مطابق نوٹ کیجئے کہ:

اَفْعَلَ سے ماضی مجہول کا وزن اُفْعِلَ ہو گا جیسے اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ		
فَعَّلَ // // // // //	فُعِّلَ // //	عَلَّمَ سے عُلِّمَ
فَاعَلَ // // // // //	فُوْعِلَ // //	قَاتَلَ سے قُوْتِلَ (نوٹ : ۱)
تَفَعَّلَ // // // // //	تُفُعِّلَ // //	تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ
تَفَاعَلَ // // // // //	تُفُوْعِلَ // //	تَعَاقَبَ سے تُعُوْقِبَ (نوٹ : ۱)
اِفْتَعَلَ // // // // //	اُفْتُعِلَ // //	اِمْتَحَنَ سے اُمْتُحِنَ
اِنْفَعَلَ // // // // //	اُنْفُعِلَ	(یہ استعمال نہیں ہوتا) (نوٹ : ۲)
اِسْتَفْعَلَ // // // // //	اُسْتُفْعِلَ جیسے	اِسْتَحْکَمَ سے اُسْتُحْکِمَ

نوٹ نمبر ۱ : باب مُفاعَلَۃٌ اور باب تفاعُلٌ میں نوٹ کریں کہ ماضی مجہول بنانے کے لئے ان دونوں کے صیغہ ماضی میں الف سے قبل ضمہ (پیش) تھی چنانچہ الف موافق حرف "و" میں تبدیل ہو گیا۔

نوٹ نمبر ۲ : باب اِنفِعالٌ کے بارے میں یہ ذہن نشین کرلیں کہ مجرد کے باب کَرُمَ کی طرح اس سے بھی فعل ہمیشہ لازم آتا ہے۔ اس لئے باب انفعال سے فعل مجہول

استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ ایک خاص ضرورت کے تحت باب انفعال کے مضارع مجہول سے بعض الفاظ بنتے ہیں جن کا ذکر حصہ سوم میں ہو گا (ان شاء اللہ)

۶ : ۵۳ مضارع مجہول (ثلاثی مجرد) کے وزن يُفْعَلُ سے ہمیں مزید فیہ کے مضارع مجہول بنانے کا درج ذیل بنیادی قاعدہ ملتا ہے جس میں تین باتیں ہیں :

(i) پہلی یہ کہ مضارع مجہول کا آخری حصہ ہمیشہ "عَلُ" رہتا ہے۔ یعنی "ع" کلمہ پر فتحہ (زبر) اور مضارع کے پہلے صیغہ میں "ل" کلمہ پر ضمہ (پیش) آتی ہے۔ (اس کا ماضی مجہول کے آخری حصہ "عِلَ" سے مقابلہ کیجئے اور فرق یاد رکھئے)

(ii) دوسری یہ کہ مضارع مجہول میں علامت مضارع پر ہمیشہ ضمہ (پیش) آتی ہے۔

(iii) تیسری یہ کہ علامت مضارع اور آخری حصہ "عَلُ" کے درمیان آنے والے باقی تمام حروف میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔

۷ : ۵۳ اب مذکورہ قواعد کے مطابق نوٹ کیجئے کہ :

يُفْعِلُ سے مضارع مجہول کا وزن يُفْعَلُ ہو گا جیسے يُكْرِمُ سے يُكْرَمُ		
يُفَعِّلُ // // // // // //	يُفَعَّلُ // //	يُعَلِّمُ سے يُعَلَّمُ
يُفَاعِلُ // // // // // //	يُفَاعَلُ // //	يُقَاتِلُ سے يُقَاتَلُ
يَتَفَعَّلُ // // // // // //	يُتَفَعَّلُ // //	يَتَقَبَّلُ سے يُتَقَبَّلُ
يَتَفَاعَلُ // // // // // //	يُتَفَاعَلُ // //	يَتَفَاخَرُ سے يُتَفَاخَرُ
يَفْتَعِلُ // // // // // //	يُفْتَعَلُ // //	يَمْتَحِنُ سے يُمْتَحَنُ
يَنْفَعِلُ // // // // // //	يُنْفَعَلُ	(استعمال نہیں ہوتا)
يَسْتَفْعِلُ // // // // // //	يُسْتَفْعَلُ // //	يَسْتَهْزِءُ سے يُسْتَهْزَءُ

مشق نمبر ۵۲

مندرجہ ذیل مصادر میں سے ہر ایک سے اس کے ماضی معروف و مجہول اور مضارع معروف و مجہول کا پہلا پہلا صیغہ بنائیں۔

(۱) اِنْتِخَابٌ (۲) تَفْرِیْبٌ (۳) مُجَاهَدَةٌ (۴) اِنْفَاقٌ (۵) تَكَاذُبٌ
(۶) اِسْتِحْسَانٌ (۷) تَنْزِيْلٌ (۸) مُشَارَكَةٌ (۹) تَعَاقُبٌ (۱۰) اِسْتِبْدَالٌ

مکتبہ خدام القرآن کے تحت شائع ہونے والی

"آسان عربی گرامر"

کی تینوں کتابوں کی تدریس پر مشتمل

عربی گرامر
VCDs

مدرس :

لطف الرحمٰن خان

تعداد 24:VCDs قیمت:720روپے

ملنے کا پتہ:

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون:03-5869501
e-mail:info@tanzeem.org
www.tanzeem.org

آسان عربی گرامر

حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمن خان

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مولوی عبدالستار مرحوم کی قابلِ قدر تالیف "عربی کا معلم" پر مبنی

آسان عربی گرامر

حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان



مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 03-5869501

نام کتاب ـــــــــــ آسان عربی گرامر (حصہ سوم)
طبع اوّل تا طبع پنجم (دسمبر 1996ء تا ستمبر 2003ء) ـــــ 5500
طبع ششم (مئی 2005ء) ـــــــــــ 200
ناشر ـــــ ناظم نشر و اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
مقامِ اشاعت ـــــــــ 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون:03-5869501
مطبع ـــــــــ شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت ـــــــــــ 35روپے

فہرست

اَسماءِ مُشْتَقَّه

۵۴ : ۱ اس کتاب کے حصہ دوم میں آپ نے مادہ اور وزن کے متعلق بنیادی بات یہ سیکھی تھی کہ کسی دیئے ہوئے مادے سے مختلف اوزان پر الفاظ کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب اور مزید فیہ کے (زیادہ استعمال ہونے والے) آٹھ ابواب سے درج ذیل افعال کے اوزان اور انہیں بنانے کے طریقے سیکھے تھے۔ (۱) فعل ماضی معروف (۲) فعل ماضی مجہول (۳) فعل مضارع معروف (۴) فعل مضارع مجہول (۵) فعل امر اور (۶) فعل نہی

۵۴ : ۲ کسی مادے سے بننے والے افعال کی مذکورہ چھ صورتیں بنیادی ہیں' جن کی بناوٹ اور گردانوں کے سمجھ لینے سے عربی عبارتوں میں افعال کے مختلف صیغوں کے استعمال کو پہچاننے اور ان کے معانی سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ آگے چل کر ہم افعال کی بناوٹ اور ساخت کے بارے میں مزید باتیں بتدریج پڑھیں گے' لیکن سردست ہم مادہ' وزن اور فعل کے بارے میں ان حاصل کردہ معلومات کو بعض اسماء کی بناوٹ اور ساخت میں استعمال کرنا سیکھیں گے۔ اس سلسلے میں متعلقہ قواعد کے بیان سے پہلے چند تمہیدی باتیں کرنا ضروری ہیں۔

۵۴ : ۳ کسی بھی مادہ سے بننے والے الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) کی تعداد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتی بلکہ اس کا دارومدار اہل زبان کے استعمال پر ہے۔ بعض مادوں سے بہت کم الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) بنتے یا استعمال ہوتے ہیں جبکہ بعض مادوں سے استعمال ہونے والے الفاظ کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔ پھر استعمال ہونے والے الفاظ کی بناوٹ بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ کچھ الفاظ کسی قاعدے اور اصول کے تحت بنتے ہیں۔ یعنی وہ تمام مادوں سے یکساں طریقے پر یعنی ایک مقررہ وزن پر بنائے جاسکتے

ہیں۔ ایسے الفاظ کو "مُشْتَقَّات" کہتے ہیں۔ جبکہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کسی قاعدے اور اصول کے تحت نہیں بنتے بلکہ اہل زبان انہیں جس طرح استعمال کرتے آئے ہیں وہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے الفاظ کو "ماخوذ" یا "جامد" کہتے ہیں۔

۵۴ : ۴ افعال سب کے سب مشتقات ہیں' کیونکہ ہر فعل کی بناوٹ مقررہ قواعد کے مطابق عمل میں آتی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ افعال کی بناوٹ کے لحاظ سے عربی زبان نہایت باضابطہ اور اصول و قواعد پر مبنی زبان ہے۔ اس لئے عربی زبان کے مشتقات (یعنی مقررہ قواعد پر مبنی الفاظ) میں افعال تو قریباً سب کے سب ہی آجاتے ہیں۔ وہ بھی جو ہم اب تک پڑھ چکے ہیں اور وہ بھی جو ابھی آگے چل کر پڑھیں گے۔

۵۴ : ۵ مگر اسماء میں یہ بات نہیں ہے۔ سینکڑوں اسماء ایسے ہیں جو کسی قاعدے کے مطابق نہیں بنائے گئے۔ بس یہ ہے کہ اہل زبان ان کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ان بے قاعدہ اسماء میں کسی "کام" کا نام بھی شامل ہے' جسے مصدر کہتے ہیں۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد میں مصدر کسی قاعدے کے تحت نہیں بنتا' مثلاً ضَرْبٌ (مارنا)' ذَهَابٌ (جانا)' طَلَبٌ (طلب کرنا یا تلاش کرنا)' غُفْرَانٌ (بخش دینا)' سُعَالٌ (کھانسنا)' قُعُوْدٌ (بیٹھ رہنا)' فِسْقٌ (نافرمانی کرنا)' یہ سب علی الترتیب فعل ضَرَبَ' ذَهَبَ' طَلَبَ' غَفَرَ' سَعَلَ' قَعَدَ اور فَسَقَ کے مصادر ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان تمام افعال کا وزن تو فَعَلَ ہی ہے مگر ان کے مصدروں کے وزن مختلف ہیں۔

۵۴ : ۶ مصادر کی طرح بے شمار اشخاص' مقامات اور دیگر اشیاء کے نام بھی کسی قاعدہ اور اصول کے تحت نہیں آتے۔ مثلاً "م ل ک" سے مَلِكٌ (بادشاہ)' مَلَكٌ (فرشتہ)' "ر ج ل" سے رَجُلٌ (مرد)' رِجْلٌ (ٹانگ) اور "ج م ل" سے جَمَالٌ (خوبصورتی)' جَمَلٌ (اونٹ) وغیرہ۔ ایسے تمام بے قاعدہ اسماء کا تعلق تو بہرحال کسی نہ کسی مادے سے ہی ہوتا ہے اور ان کے معانی ڈکشنریوں میں متعلقہ مادے کے تحت ہی بیان کئے جاتے ہیں' لیکن ان کی بناوٹ میں کوئی یکساں اصول کارفرما دکھائی نہیں دیتا۔ ان اسماء کو اسماء جامد کہتے ہیں۔

۷ : ۵۴ تاہم کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جو تمام مادوں سے تقریباً یکساں طریقے سے بنائے جاتے ہیں۔ یعنی کسی فعل سے ایک خاص مفہوم دینے والا اسم جس طریقے پر بنتا ہے تمام مادوں سے وہ مفہوم دینے والا اسم اسی طریقے پر بنایا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے اسماء کو "اسماء مشتقہ" کہتے ہیں۔

۸ : ۵۴ جس طرح افعال کی بنیادی صورتوں کی تعداد چھ ہے' اسی طرح اسماء مشتقہ کی بنیادی صورتیں بھی چھ ہی ہیں۔ یعنی (۱) اسم الفَاعِل (۲) اسم المَفْعُوْل (۳) اسم الظَّرْف (۴) اسم الصِّفَة (۵) اسم التَّفْضِیْل (۶) اسم الآلة۔ بعض علماء صرف نے اسم الظرف کے دو حصے یعنی ظرف زمان اور ظرف مکان کو الگ الگ کر کے اسماء مشتقہ کی تعداد سات بیان کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلحاظ معنی فرق کے باوجود بلحاظ بناوٹ ظرف زمان و ظرف مکان ایک ہی شے ہیں۔ اسی طرح اسم الْمُبَالَغَه کو شامل کر کے اسماء مشتقہ کی تعداد آٹھ (۸) بھی بنا لیتے ہیں' لیکن غور سے دیکھا جائے تو اسم مبالغہ بھی اسم صفت ہی کی ایک قسم ہے۔ اس لئے ہم بنیادی طور پر مندرجہ بالا چھ اقسام کو اسماء مشتقہ شمار کر کے ان کی بناوٹ اور ساخت کے قواعد یعنی اوزان بیان کریں گے۔

اسم الفاعل

۱ : ۵۵ لفظ فاعل کے معنی ہیں "کرنے والا"۔ پس "اسم الفاعل" کے معنی ہوئے "کسی کام کو کرنے والے کا مفہوم دینے والا اسم"۔ اردو میں اسم الفاعل کی پہچان یا اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اردو کے مصدر کے بعد لفظ "والا" بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً لکھنا سے لکھنے والا اور بیچنا سے بیچنے والا وغیرہ۔ انگریزی میں عموماً Verb کی پہلی شکل کے آخر میں "er" لگانے سے اسم الفاعل کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً read سے reader اور teach سے teacher وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ عربی زبان میں ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ الگ الگ ہے۔

۲ : ۵۵ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کیلئے فعل ماضی کے پہلے صیغہ سے مادہ معلوم کرلیں اور پھر اسے "فَاعِلٌ" کے وزن پر ڈھال لیں۔ یہ اسم الفاعل ہو گا۔ جیسے ضَرَبَ سے ضَارِبٌ (مارنے والا)' طَلَبَ سے طَالِبٌ (طلب کرنے والا)' غفر سے غَافِرٌ (بخشنے والا) وغیرہ۔

۳ : ۵۵ اسم الفاعل کی نحوی گردان عام اسماء کی طرح ہی ہو گی یعنی

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	فَاعِلٌ (کرنے والا ایک مرد)	فَاعِلاً	فَاعِلٍ
مذکر تثنیہ	فَاعِلاَنِ (کرنے والے دو مرد)	فَاعِلَیْنِ	فَاعِلَیْنِ
مذکر جمع	فَاعِلُونَ (کرنے والے کچھ مرد)	فَاعِلِیْنَ	فَاعِلِیْنَ
مؤنث واحد	فَاعِلَةٌ (کرنے والی ایک عورت)	فَاعِلَةً	فَاعِلَةٍ
مؤنث تثنیہ	فَاعِلَتَانِ (کرنے والی دو عورتیں)	فَاعِلَتَیْنِ	فَاعِلَتَیْنِ
مؤنث جمع	فَاعِلاَتٌ (کرنے والی کچھ عورتیں)	فَاعِلاَتٍ	فَاعِلاَتٍ

ہر اسم الفاعل کی جمع مذکر سالم تو استعمال ہوتی ہی ہے' تاہم کچھ اسم الفاعل ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جمع سالم کے ساتھ جمع مکسر بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً کَافِرٌ سے کَافِرُوْنَ اور کُفَّارٌ اور کَفَرَۃٌ۔ یا طَالِبٌ سے طَالِبُونَ اور طُلَّابٌ اور طَلَبَۃٌ وغیرہ۔ بعض اسم الفاعل کی جمع مکسر غیر منصرف بھی ہوتی ہے' مثلاً جَاھِلٌ سے جَاھِلُونَ اور جُھَلَاءُ یا عَالِمٌ سے عَالِمُونَ اور عُلَمَاءُ وغیرہ۔

۵۵ : ۴ یہ بات نوٹ کرلیں کہ ثلاثی مجرد کے تمام ابواب سے اسم الفاعل مذکورہ بالا قاعدہ یعنی فَاعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔ مگر باب کَرُمَ سے اسم الفاعل مذکورہ قاعدے کے مطابق نہیں بنتا۔ باب کَرُمَ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ مختلف ہے' جس کا ذکر آگے چل کر اسم الصفہ کے سبق میں بیان ہو گا۔

۵۵ : ۵ صاف ظاہر ہے کہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل صرف ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے' کیونکہ اس کے فعل ماضی کا پہلا صیغہ مادہ کے تین حروف پر ہی مشتمل ہوتا ہے' جبکہ مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغہ میں ہی "ف ع ل" کے ساتھ کچھ حروف کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مزید فیہ سے اسم الفاعل کسی مخصوص وزن پر نہیں بنایا جا سکتا۔

۵۵ : ۶ ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کیلئے ماضی کے بجائے فعل مضارع کے پہلے صیغہ سے کام لیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ :

(۱) علامت مضارع (ی) ہٹا کر اس کی جگہ م مضمومہ (مُ) لگا دیں۔

(۲) اگر عین کلمہ پر فتحہ (زبر) ہے (جو باب تفعل اور تفاعل میں ہو گی) تو اسے کسرہ (زیر) میں بدل دیں۔ باقی ابواب میں عین کلمہ کی کسرہ برقرار رہے گی۔

(۳) لام کلمہ پر تنوین رفع (دو پیش) لگا دیں جو مختلف اعرابی حالتوں میں حسب ضرورت تبدیل ہوتی رہے گی۔

۵۵ : ۷ مزید فیہ کے ہر باب سے بننے والے اسم الفاعل کا وزن اور ایک ایک

مثال درج ذیل ہے۔

یُفْعِلُ سے اسم الفاعل مُفْعِلٌ ہو گا' جیسے مُکْرِمٌ (اکرام کرنے والا)

اسی طرح

یُفَعِّلُ سے	مُفَعِّلٌ جیسے مُعَلِّمٌ	(علم دینے والا)
یُفَاعِلُ سے	مُفَاعِلٌ جیسے مُجَاهِدٌ	(جہاد کرنے والا)
یَتَفَعَّلُ سے	مُتَفَعِّلٌ جیسے مُتَفَكِّرٌ	(فکر کرنے والا)
یَتَفَاعَلُ سے	مُتَفَاعِلٌ جیسے مُتَخَاصِمٌ	(جھگڑا کرنے والا)
یَفْتَعِلُ سے	مُفْتَعِلٌ جیسے مُمْتَحِنٌ	(امتحان لینے والا)
یَنْفَعِلُ سے	مُنْفَعِلٌ جیسے مُنْحَرِفٌ	(انحراف کرنے والا)
یَسْتَفْعِلُ سے	مُسْتَفْعِلٌ جیسے مُسْتَغْفِرٌ	(مغفرت طلب کرنے والا)

دوبارہ نوٹ کرلیں کہ یَتَفَعَّلُ اور یَتَفَاعَلُ (مضارع) میں عین کلمہ مفتوح (زبر والا) ہے جو اسم الفاعل بناتے وقت مکسور (زیر والا) ہو گیا ہے۔

۸ : ۵۵ مذکورہ قاعدے کے مطابق مزید فیہ سے بننے والے اسم الفاعل کی نحوی گردان بھی معمول کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی جمع ہمیشہ جمع سالم ہی آتی ہے۔ ذیل میں ہم باب افعال سے اسم الفاعل کی نحوی گردان بطور نمونہ لکھ رہے ہیں۔ باقی ابواب سے آپ اسی طرح اسم الفاعل کی نحوی گردان کی مشق کرسکتے ہیں۔

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	مُكْرِمٌ	مُكْرِمًا	مُكْرِمٍ
مذکر تثنیہ	مُكْرِمَانِ	مُكْرِمَيْنِ	مُكْرِمَيْنِ
مذکر جمع	مُكْرِمُونَ	مُكْرِمِيْنَ	مُكْرِمِيْنَ
مؤنث واحد	مُكْرِمَةٌ	مُكْرِمَةً	مُكْرِمَةٍ

مؤنث تثنیہ	مُكْرِمَتَانِ	مُكْرِمَتَيْنِ	مُكْرِمَتَيْنِ
مؤنث جمع	مُكْرِمَاتٌ	مُكْرِمَاتٍ	مُكْرِمَاتٍ

۹ : ۵۵ ضروری ہے کہ آپ "اسم الفاعل" اور "فاعل" کا فرق بھی سمجھ لیں۔ فاعل ہمیشہ جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے' مثلاً دَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ۔ یہاں الرَّجُلُ فاعل ہے' اس لئے حالت رفع میں ہے۔ اگر الگ اَلرَّجُلُ لکھا ہو یعنی جملے کے بغیر تو اسے فاعل نہیں کہہ سکتے لیکن جب ہم طَالِبٌ' عَالِمٌ' سَارِقٌ (چوری کرنے والا) وغیرہ کہتے ہیں تو یہ اسم الفاعل ہیں۔ یعنی ان میں متعلقہ کام کرنے والے کا مفہوم ہوتا ہے۔ مگر جملے میں اسم الفاعل حسب موقع مرفوع' منصوب یا مجرور آسکتا ہے۔ مثلاً ذَهَبَ عَالِمٌ۔ (ایک عالم گیا) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے اور جملے میں بطور فاعل استعمال ہوا ہے۔ اَكْرَمْتُ عَالِمًا (میں نے ایک عالم کی عزت کی) یہاں عَالِمًا اسم الفاعل تو ہے لیکن جملے میں بطور مفعول آیا ہے' اس لئے منصوب ہے۔ اسی طرح كِتَابُ عَالِمٍ (ایک عالم کی کتاب) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے' لیکن مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

غَفَلَ (ن) غَفْلَةً = بے خبر ہونا۔ جَعَلَ (ف) جَعْلاً = بنانا' پیدا کرنا۔ طَبَعَ (ف) طَبْعًا = تصویر بنا' نقوش چھاپنا' مہر لگانا۔ خَسِرَ (س) خُسْرًا = نقصان اٹھانا' تباہ ہونا۔	كَبُرَ (ک) كِبْرًا = رتبہ میں بڑا ہونا۔ (تَفَعُّلٌ) = بڑا بننا۔ (استفعال) = بڑائی چاہنا۔
نَكِرَ (س) نَكَرًا = ناواقف ہونا۔ (اِفعال) = ناواقفیت کا اقرار کرنا' انکار کرنا۔	فَلَحَ (ن) فَلْحًا = پھاڑنا' ہل چلانا۔ (اِفعال) = مراد پانا (رکاوٹوں کو پھاڑتے ہوئے)۔
	حِزْبٌ = گروہ' جماعت' پارٹی۔ ذُرِّيَّةٌ = اولاد' نسل۔

مشق نمبر ۵۴ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم الفاعل بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں :

۱۔ غ ف ل (ن) ۲۔ س ل م (افعال) ۳۔ ک ذ ب (تفعیل) ۴۔ ن ف ق (مفاعلہ) ۵۔ ک ب ر (تفعل)

مشق نمبر ۵۴ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم الفاعل شناخت کر کے ان کا مادہ' باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) اسم الفاعل کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (۳) فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (۴) وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (۵) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۶) اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۷) وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (۸) وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

اِسمُ المَفعُول

۱ : ۵٦ اسم المفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں کسی پر کام کے ہونے کا مفہوم ہو۔ اردو میں اسم المفعول عموماً ماضی معروف کے بعد لفظ "ہوا" کا اضافہ کر کے بنا لیتے ہیں، مثلاً کھولا ہوا، سمجھا ہوا، مارا ہوا وغیرہ۔ انگریزی میں Verb کی تیسری شکل یعنی Past Participle اسم المفعول کا کام دیتا ہے۔ مثلاً done (کیا ہوا) taught (پڑھایا ہوا) written (لکھا ہوا) وغیرہ۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد سے اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر بنتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ سے مَضْرُوْبٌ (مارا ہوا)، قَتَلَ سے مَقْتُوْلٌ (قتل کیا ہوا) اور کَتَبَ سے مَکْتُوْبٌ (لکھا ہوا) وغیرہ۔

۲ : ۵٦ اسم المفعول کی گردان مندرجہ ذیل ہے۔

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	مَفْعُوْلٌ	مَفْعُوْلاً	مَفْعُوْلٍ
مذکر تثنیہ	مَفْعُوْلاَنِ	مَفْعُوْلَيْنِ	مَفْعُوْلَيْنِ
مذکر جمع	مَفْعُوْلُوْنَ	مَفْعُوْلِيْنَ	مَفْعُوْلِيْنَ
مؤنث واحد	مَفْعُوْلَةٌ	مَفْعُوْلَةً	مَفْعُوْلَةٍ
مؤنث تثنیہ	مَفْعُوْلَتَانِ	مَفْعُوْلَتَيْنِ	مَفْعُوْلَتَيْنِ
مؤنث جمع	مَفْعُوْلاَتٌ	مَفْعُوْلاَتٍ	مَفْعُوْلاَتٍ

۳ : ۵٦ ابواب مزید فیہ سے اسم المفعول بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس سے اسم الفاعل بنالیں جس کا طریقہ آپ گزشتہ سبق میں سیکھ چکے ہیں۔ اب اس کے عین کلمہ کی کسرہ (زیر) کو فتحہ (زبر) سے بدل دیں، مثلاً مُکْرِمٌ سے مُکْرَمٌ، مُعَلَّمٌ

سے مُعَلَّمٌ' مُمْتَحِنٌ سے مُمْتَحَنٌ وغیرہ۔

مزید فیہ کے اسم المفعول کی نحوی گردان اسم الفاعل کی طرح ہوگی اور فرق صرف عین کلمہ کی حرکت کا ہوگا۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ ابواب ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے اسم المفعول کی جمع مذکر اور مونث دونوں کیلئے بالعموم جمع سالم ہی استعمال ہوتی ہے۔

۴ : ۵۶ یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اسم المفعول صرف متعدی افعال سے بنتا ہے۔ فعل لازم سے نہ فعل مجہول (ماضی یا مضارع) بنتا ہے اور نہ ہی اسم المفعول۔ ثلاثی مجرد کا باب کَرُمَ اور مزید فیہ کا باب اِنْفِعَال ایسے ابواب ہیں کہ ان سے ہمیشہ فعل لازم ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں ابواب سے اسم المفعول کا صیغہ نہیں بنتا۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے باقی ابواب سے فعل لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے ان ابواب سے استعمال ہونے والے لازم افعال سے بھی نہ تو فعل مجہول بنے گا اور نہ اسم المفعول۔

۵ : ۵۶ یہاں اسم المفعول اور مفعول کا فرق بھی سمجھ لیجئے۔ مفعول صرف جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے' مثلاً فَتَحَ الرَّجُلُ بَابًا (مرد نے ایک دروازہ کھولا) میں بَابًا مفعول ہے۔ اور اسی لئے حالت نصب میں ہے۔ اگر الگ لفظ بَابٌ لکھا ہو تو وہ نہ تو فاعل ہے نہ مفعول اور نہ ہی مبتدا یا خبر۔ لیکن اگر لفظ مَفْتُوحٌ لکھا ہو تو یہ ایک اسم المفعول ہے' جو کسی جملے میں استعمال ہونے کی نوعیت سے مرفوع' منصوب یا مجرور ہو سکتا ہے' مثلاً اَلْبَابُ مَفْتُوحٌ (دروازہ کھلا ہوا ہے) یہاں مَفْتُوحٌ دراصل اَلْبَابُ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اسی طرح لَیْسَ الْبَابُ مَفْتُوحًا یا لَیْسَ الْبَابُ بِمَفْتُوحٍ۔ اسکے علاوہ اسم المفعول جملے میں فاعل یا مفعول ہو کر بھی آ سکتا ہے' مثلاً جَلَسَ الْمَظْلُوْمُ (مظلوم بیٹھا) یہاں اَلْمَظْلُوْمُ اسم المفعول ہے لیکن جملے میں بطور فاعل کے استعمال ہوا ہے اس لئے مرفوع ہے۔ اسی طرح نَصَرْتُ مَظْلُوْمًا (میں نے ایک مظلوم کی مدد کی) یہاں مظلوم اسم المفعول بھی ہے اور جملے میں بطور مفعول

استعمال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

٦ : ۵٦ الغرض اسم الفاعل اور فاعل نیز اسم المفعول اور مفعول کا فرق اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور مفعول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے' جبکہ اسم الفاعل اور اسم المفعول جملے میں حسب موقع مرفوع' منصوب یا مجرور تینوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

بَعَثَ (ف) بَعْثًا = بھیجنا' اٹھانا' دوبارہ زندہ کرنا	رَسِلَ (س) رَسَلاً = نرم رفتار ہونا (افعال) = چھوڑنا' بھیجنا (پیغام دے کر)
سَخَرَ (ف) سُخْرِیًا = مغلوب کرنا' کسی سے بیگار لینا سَخِرَ (س) سَخَرًا = کسی کا مذاق اڑانا (تفعیل) = قابو کرنا	حَضَرَ (ن) حُضُوْرًا = حاضر ہونا (اِفعال) = حاضر کرنا' پیش کرنا
نَظَرَ (ن) نَظَرًا = دیکھنا' غور و فکر کرنا' مہلت دینا (اِفعال) = مہلت دینا	نَجْمٌ (ج نُجُوْمٌ) = ستارہ فَاكِهَةٌ (ج فَوَاكِهُ) = میوہ
كَرُمَ (ک) كَرَمًا = بزرگ ہونا' معزز ہونا (اِفعال) = تعظیم کرنا	اَمْرٌ = حکم ثَمَرٌ (ج اَثْمَارٌ' ثَمَرَاتٌ) = پھل

مشق نمبر ۵۴ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم المفعول بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

۱۔ ب ع ث (ف) ۲۔ ر س ل (افعال) ۳۔ ن ز ل (تفعیل)

مشق نمبر ۵۴ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم المفعول شناخت کرکے ان کا مادہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) اسم المفعول کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ (۲) يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (۳) قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ - قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (۴) فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (۵) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۶) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ - فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ (۷) هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (۸) وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

اِسمُ الظَّرف

۵۷ : ۱ ظرف کے لغوی معنی ہیں برتن یا بوری وغیرہ، یعنی جس میں کوئی چیز رکھی جائے۔ عربی میں لفافے کو بھی ظرف کہہ دیتے ہیں اور اسکی جمع ظروف کے معنی موافق اور ناموافق حالات کے بھی ہوتے ہیں۔ علم النحو کی اصطلاح میں اِسم الظرف کا مطلب ہے ایسا اِسم مشتق جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کا وقت یا اسکی جگہ کا مفہوم رکھتا ہو۔ اس لئے ظرف کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک ظرف زمان جو کام کے وقت اور زمانہ کو ظاہر کرے اور دوسری ظرف مکان جو کام کرنے کی جگہ کا مفہوم دے۔ لیکن جہاں تک اسم الظرف کے لفظ کی ساخت یعنی وزن کا تعلق ہے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

۵۷ : ۲ فعل ثلاثی مجرد سے اسم الظرف بنانے کے لئے دو وزن استعمال ہوتے ہیں، ایک مَفْعَلٌ اور دوسرا مَفْعِلٌ۔ مضارع مضموم العین یعنی باب نَصَرَ اور کَرُمَ اور مفتوح العین یعنی باب فَتَحَ اور سَمِعَ سے اسم الظرف عام طور پر مَفْعَلٌ کے وزن پر بنتا ہے، جبکہ مضارع مکسور العین یعنی باب ضَرَبَ اور حَسِبَ سے اسم الظرف ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔

۵۷ : ۳ مضارع مضموم العین سے استعمال ہونے والے تقریباً دس الفاظ ایسے ہیں جو خلاف قاعدہ مَفْعَلٌ کی بجائے مَفْعِلٌ کے وزن پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً غَرَبَ یَغْرُبُ سے مَغْرَبٌ کی بجائے مَغْرِبٌ، اسی طرح مَشْرَقٌ کی بجائے مَشْرِقٌ، مَسْجَدٌ کی بجائے مَسْجِدٌ وغیرہ۔ اگرچہ ان الفاظ کا مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف بھی جائز ہے، یعنی مَغْرَبٌ اور مَسْجَدٌ بھی کہہ سکتے ہیں تاہم فصیح اور عمدہ زبان یہی سمجھی جاتی ہے کہ ان کو مَغْرِبٌ اور مَسْجِدٌ کہا جائے۔

۵۷ : ۴ اگر کوئی کام کسی جگہ (مکان) میں بکثرت ہوتا ہو تو اس کا اسم الظرف

مَفْعَلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے۔ لیکن یہ وزن صرف ظرف مکان کے لئے استعمال ہوتا ہے، مثلاً مَدْرَسَۃٌ (سبق لینے یا دینے کی جگہ) مَطْبَعَۃٌ (چھاپنے کی جگہ) وغیرہ۔

۵۷ : ۵ اسم الظرف چاہے مَفْعَلٌ کے وزن پر ہو یا مَفْعِلٌ یا مَفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہو، ہر صورت میں اسکی جمع مکسر ہی استعمال ہوتی ہے اور تینوں اوزان کی جمع مکسر کا ایک ہی وزن "مَفَاعِلُ" ہے۔ نوٹ کرلیں کہ یہ وزن غیر منصرف ہے۔

۵۷ : ۶ مزید فیہ سے اسم ظرف بنانے کا الگ کوئی قاعدہ نہیں ہے بلکہ مزید فیہ سے بنائے گئے اسم المفعول کو ہی اسم الظرف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے مُمْتَحَنٌ کے معنی یہ بھی ہیں "جسکا امتحان لیا گیا" اور اس کے معنی یہ بھی ہیں "امتحان کی جگہ یا وقت"۔ اس قسم کے الفاظ کے اسم المفعول یا اسم الظرف ہونے کا فیصلہ کسی عبارت کے سیاق و سباق سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۵۷ : ۷ باب افعال اور ثلاثی مجرد کے اسم الظرف میں تقریباً مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور صرف میم کی فتحہ اور ضمہ کا فرق باقی رہ جاتا ہے، مثلاً مَخْرَجٌ ثلاثی سے ہے، اس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ، جبکہ مُخْرَجٌ باب افعال سے ہے اور اس کے معنی ہیں نکالنے کی جگہ۔ اسی طرح مَدْخَلٌ داخل ہونے کی جگہ اور مُدْخَلٌ داخل کرنے کی جگہ۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

۵۷ : ۸ آپ کو بتایا گیا تھا کہ باب انفعال سے آنے والے افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، اس لئے ان سے فعل مجہول یا اسم مفعول نہیں بن سکتا لیکن اس باب سے اسم الظرف کے معنی پیدا کرنے کے لئے اس کے اسم المفعول کو استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً اِنْحَرَفَ کے معنی ہیں مڑ جانا، جس کا اسم المفعول مُنْحَرَفٌ بنے گا، جس کے معنی ہوں گے مڑنے کی جگہ یا وقت، مگر اس سے اسم المفعول کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ مزید فیہ کے ابواب سے اسم المفعول کو جب اسم الظرف کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اسکی جمع، جمع مؤنث سالم کی طرح آتی ہے،

جیسے مُنْحَرَفٌ سے مُنْحَرَفَاتٌ اور مُحَاسَبٌ سے مُحَاسَبَاتٌ وغیرہ۔

٩ : ٥٧ یاد رکھئے کہ اسم الظرف میں کسی جگہ یا وقت کے تصور کے ساتھ ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے کا مفہوم ضرور شامل ہوتا ہے۔ لیکن کچھ الفاظ ایسے ہیں جن میں وقت یا جگہ کا تصور تو ہوتا ہے مگر اس وقت یا جگہ میں کسی کام کے کرنے یا

ذخیرۂ الفاظ

فَسَحَ (ف) فَسْحًا = کشادگی کرنا۔ (تفعُّل) = کشادہ ہونا۔	اِذَا = جب بھی قِيْلَ = کہا گیا، کہا جائے۔
رَجَعَ (ض) رُجُوْعًا = واپس جانا، لوٹ آنا۔ رَصَدَ (ن) رَصَدًا = انتظار کرنا، گھات لگانا۔ سَكَنَ (ن) سُكُوْنًا = ٹھہر جانا، مسکین ہونا۔ رَقَدَ (ن) رَقْدًا = سونا (نیند میں)۔ بَرَدَ (ن) بَرْدًا = ٹھنڈا ہونا، ٹھنڈا کرنا۔	نَمْلَةٌ (ج نَمْلٌ) چیونٹی۔
بَرِحَ (س) بَرَاحًا = ٹلنا، ہٹ جانا۔	

مشق نمبر ۵۵

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم الظرف شناخت کر کے ان کا مادہ اور باب بتائیں (ii) اسم الظرف کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (۲) وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (۳) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ (۴) لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ (۵) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا (۶) قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ (۷) لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ (۸) مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (۹) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ (۱۰) هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ (۱۱) اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا (۱۲) سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اَسماءُ الصِّفة (۱)

ا : ۵۸ اس کتاب کے حصہ اول کے پیراگراف ۳ : ٦ میں ہم نے اسم نکرہ کی دو قسمیں پڑھی تھیں' ایک اسم ذات جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو' جیسے اِنْسَانٌ' فَرَسٌ' حِجْرٌ۔ اور دوسری اسم صفت جو کسی چیز کی صفت کو ظاہر کرے' مثلاً حَسَنٌ' سَهْلٌ وغیرہ۔

۲ : ۵۸ اسماء ذات کبھی تو بذریعہ حواس محسوس ہونے والی یعنی حِسِی چیزوں کے نام ہوتے ہیں' جیسے بَيْتٌ' رَجُلٌ' رِيْحٌ وغیرہ اور کبھی وہ حواس کے بجائے عقل سے سمجھی جانے والی یعنی ذہنی چیزوں کے نام ہوتے ہیں' جیسے بُخْلٌ (کنجوسی) شَجَاعَةٌ (بہادری) وغیرہ۔ ذہنی چیزوں کے نام کو اسماء المعانی بھی کہتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسمائے ذات اور اسماء المعانی صفت کا کام نہیں دے سکتے' البتہ بوقت ضرورت موصوف بن سکتے ہیں۔

۳ : ۵۸ اسم المعانی اور صفت میں جو فرق ہوتا ہے وہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے۔ اس فرق کو آپ اردو الفاظ کے حوالے سے نسبتاً آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے "کنجوس ہونا" مصدر ہے' "کنجوسی" اسم المعانی ہے اور "کنجوس" صفت ہے۔ اسی طرح "بہادر ہونا" مصدر ہے' "بہادری" اسم المعانی ہے اور "بہادر" صفت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ڈکشنری سے عربی الفاظ کے معانی نوٹ کرتے وقت اس فرق کو بھی نوٹ کرلیا جائے اور ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے۔ اب یہ نوٹ کرلیں کہ اسم صفت ضرورت پڑنے پر کسی اسم ذات یا اسم معانی کی صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور کسی موصوف کے بغیر جملہ میں ان کے اور بھی مختلف استعمال ہیں۔

۴ : ۵۸ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کا

ایک ہی مقرر وزن ہے اور اسی طرح مزید فیہ سے ان کو بنانے کا بھی ایک قاعدہ مقرر ہے۔ البتہ اسم الظرف بنانے کے لئے آپ نے تین مختلف وزن پڑھے ہیں۔ اب یہ نوٹ کرلیں کہ اسم صفت کے اوزان زیادہ ہیں اور ان کا کوئی قاعدہ بھی مقرر نہیں ہے۔ یعنی یہ طے نہیں ہے کہ کس باب سے صفت کسی وزن پر آئے گی۔ اس لئے کسی فعل سے بننے والے اسماء صفت معلوم کرنے کے لئے ہمیں ڈکشنری دیکھنا ہوتی ہے۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ اسماء صفت کے متعلق کچھ ضروری باتیں آپ کو بتا دی جائیں تاکہ ڈکشنری دیکھتے وقت آپ کا ذہن الجھن کا شکار نہ ہو۔

۵ : ۵۸ گزشتہ اسباق کے پیراگراف ۹ : ۵۵ اور ۵ : ۵۶ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اسم الفاعل اور اسم المفعول' دونوں جملے میں کبھی فاعل اور کبھی مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور بھی استعمال ہیں۔ مثلاً یہ مبتدا اور خبر بھی بنتے۔ جیسے اَلظَّالِمُ قَبِیْحٌ اور اَلْمَظْلُوْمُ جَمِیْلٌ۔ یہاں اَلظَّالِمُ (اسم الفاعل) اور اَلْمَظْلُوْمُ (اسم المفعول) دونوں مبتداء ہیں۔ یا اَلرَّجُلُ ظَالِمٌ اور اَلرَّجُلُ مَظْلُوْمٌ۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول' دونوں خبر ہیں۔ اسی طرح یہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ ظَالِمٌ اور رَجُلٌ مَظْلُوْمٌ۔ یہ دونوں مرکب توصیفی ہیں۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول رَجُلٌ کی صفت ہیں۔ اس لئے ڈکشنری میں کسی فعل کی صفت اگر فَاعِلٌ یا مَفْعُوْلٌ کے وزن پر نظر آئے تو پریشان ہونے کی کوشش نہ کریں۔

۶ : ۵۸ فَعِیْلٌ کے وزن پر بھی کافی اسماء صفت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذہن نشین کرلیں کہ (ا) فَعِیْلٌ کے وزن پر اسماء صفت عام طور پر ثلاثی مجرد کے افعال لازم سے استعمال ہوتے ہیں' جبکہ افعال متعدی سے اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ (۲) فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت زیادہ تر باب کَرُمَ اور سَمِعَ سے آتی ہے۔ کیونکہ باب کَرُمَ سے آنے والے تمام افعال اور باب سَمِعَ سے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں۔ استثنائی صورت میں دوسرے ابواب سے چند صفات فَعِیْلٌ کے وزن پر

ایک ہی مقرر وزن ہے اور اسی طرح مزید فیہ سے ان کو بنانے کا بھی ایک قاعدہ مقرر ہے۔ البتہ اسم الظرف بنانے کے لئے آپ نے تین مختلف وزن پڑھے ہیں۔ اب یہ نوٹ کرلیں کہ اسم صفت کے اوزان زیادہ ہیں اور ان کا کوئی قاعدہ بھی مقرر نہیں ہے۔ یعنی یہ طے نہیں ہے کہ کس باب سے صفت کسی وزن پر آئے گی۔ اس لئے کسی فعل سے بننے والے اسماء صفت معلوم کرنے کے لئے ہمیں ڈکشنری دیکھنا ہوتی ہے۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ اسماء صفت کے متعلق کچھ ضروری باتیں آپ کو بتا دی جائیں تاکہ ڈکشنری دیکھتے وقت آپ کا ذہن الجھن کا شکار نہ ہو۔

۵۸ : ۵ گزشتہ اسباق کے پیراگراف ۹ : ۵۵ اور ۵۶ : ۵ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اسم الفاعل اور اسم المفعول' دونوں جملے میں کبھی فاعل اور کبھی مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور بھی استعمال ہیں۔ مثلاً یہ مبتدا اور خبر بھی بنتے۔ جیسے اَلظَّالِمُ قَبِیْحٌ اور اَلْمَظْلُوْمُ جَمِیْلٌ۔ یہاں اَلظَّالِمُ (اسم الفاعل) اور اَلْمَظْلُوْمُ (اسم المفعول) دونوں مبتداء ہیں۔ یا اَلرَّجُلُ ظَالِمٌ اور اَلرَّجُلُ مَظْلُوْمٌ۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول' دونوں خبر ہیں۔ اسی طرح یہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ ظَالِمٌ اور رَجُلٌ مَظْلُوْمٌ۔ یہ دونوں مرکب توصیفی ہیں۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول رَجُلٌ کی صفت ہیں۔ اس لئے ڈکشنری میں کسی فعل کی صفت اگر فَاعِلٌ یا مَفْعُوْلٌ کے وزن پر نظر آئے تو پریشان ہونے کی کوشش نہ کریں۔

۵۸ : ۶ فَعِیْلٌ کے وزن پر بھی کافی اسماء صفت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذہن نشین کرلیں کہ (۱) فَعِیْلٌ کے وزن پر اسماء صفت عام طور پر ثلاثی مجرد کے افعال لازم سے استعمال ہوتے ہیں' جبکہ افعال متعدی سے اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ (۲) فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت زیادہ تر باب کَرُمَ اور سَمِعَ سے آتی ہے۔ کیونکہ باب کَرُمَ سے آنے والے تمام افعال اور باب سَمِعَ سے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں۔ استثنائی صورت میں دوسرے ابواب سے چند صفات فَعِیْلٌ کے وزن پر

(خوش)' تَعِبٌ (تھکاماندہ) وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

بَشَرَ(ن) بَشْرًا = کھال چھیلنا۔ کھال ظاہر کرنا۔ بَشِرَ(س) بَشَرًا = خوش ہونا۔ (تفعیل) = خوش کرنا۔ خوش خبری دینا۔	خَدَعَ(ف)۔ خَدْعًا = دھوکا دینا۔ (مفاعلہ) = دھوکا دینا
	خَبَرَ(ن)۔ خَبْرًا = حقیقت سے واقف ہونا۔ باخبر ہونا۔
ضَعَفَ(ن) ضُعْفًا = کمزور ہونا۔ (ف) ضِعْفًا = زیادہ کرنا' دوگنا کرنا۔ (استفعال) = کمزور خیال کرنا۔	حَفِظَ(س)۔ حِفْظًا = حفاظت کرنا۔ زبانی یاد کرنا۔ اَسِفَ(س)۔ اَسَفًا = غمگین ہونا۔ افسوس کرنا۔ نَذَرَ(ض)۔ نَذْرًا = نذر ماننا۔
نَذِرَ(س) نَذْرًا = چوکنا ہونا۔ (افعال) = چوکنا کرنا' خبردار کرنا۔	

مشق نمبر ۵۶ (الف)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۲) وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ
فِی الْاَرْضِ (۳) وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ (۴) اِنَّ
الْمُنَافِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (۵) فَرَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
اَسِفًا (۶) اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۷) اِنَّكُمْ مَبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ۔
(۸) وَمَا اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ (۹) وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِیْظٌ (۱۰) اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ
(۱۱) وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۱۲) وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ

مشق نمبر۵٦(ب)

مذکورہ بالا مشق میں استعمال کئے گئے مندرجہ ذیل اسماء کا مادہ' باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ یہ اسماء مشتقہ میں سے کون سے اسم ہیں۔

(۱) جَاعِلٌ (۲) مُسْتَضْعَفُوْنَ (۳) اَلْمُرْسَلِیْنَ (۴) مُبَشِّرِیْنَ (۵) مُنْذِرِیْنَ (٦) اَلْمُنَافِقِیْنَ (۷) خَادِعُ (خَادِعُهُمْ میں) (۸) اَسِفًا (۹) خَبِیْرٌ (۱۰) مَبْعُوْثُوْنَ (۱۱) حَفِیْظٌ (۱۲) فَرِحٌ (۱۳) عَلِیْمٌ (۱۴) حَمِیْدٌ۔

ضروری ہدایات

جو طلبہ قواعد کو خوب اچھی طرح یاد کر لیتے ہیں اور امتحان میں زیادہ نمبر لے کر سند حاصل کر لیتے ہیں' وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد قواعد بھول جاتے ہیں۔ یہ ایک نارمل صورتِ حال ہے۔ آدمی زیادہ ذہین ہو یا کم ذہین ہو' ہر ایک کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس صورتِ حال سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم لوگ چودہ سال یا سولہ سال تک انگریزی پڑھتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو استعداد حاصل ہوتی ہے وہ معروف ہے۔ اس کے بعد جو لوگ ایسے کاروبار میں لگ جاتے ہیں جہاں انگریزی سے زیادہ واسطہ نہیں پڑتا' ان کی رہی سہی استعداد بھی جاتی رہتی ہے۔ جن لوگوں کو دفتر میں صبح سے شام تک انگریزی میں ہی سارا کام کرنا ہوتا ہے' ان کو بھی دیکھا ہے کہ جب انگریزی میں کچھ لکھنا ہوتا ہے تو کچی پینسل سے لکھتے اور ربڑ سے مٹاتے رہتے ہیں۔ گرامر کی کتابیں اور ڈکشنریاں ساتھ ہوتی ہیں۔ اس طرح چند سال کی محنت کے بعد انہیں انگریزی لکھنے کا محاورہ ہوتا ہے۔ البتہ انگریزی پڑھ کر سمجھنا ان کے لئے نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن ڈکشنری دیکھنے کی ضرورت پھر بھی ہوتی ہے۔

اب نوٹ کریں کہ جس شخص نے انگریزی نہیں پڑھی وہ گرامر کی کتابوں اور ڈکشنری کی مدد سے انگریزی پڑھنے کے لئے محاورہ حاصل نہیں کر سکتا۔ انگریزی

پڑھنے کا اصل فائدہ یہ ہے کہ اب انسان مذکورہ محاورہ کے لئے مشق کرنے میں گرامر اور ڈکشنری سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔

اسی طرح عربی قواعد سمجھ کے اور اس کی کچھ مشقیں کر کے، اگر آپ انہیں بھول جاتے ہیں تو آپ کی محنت رائگاں نہیں جائے گی۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہوئے کسی لفظ کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ضروری قاعدہ اگر یاد نہ بھی آئے، تب بھی آپ کا ذہن یہ ضرور بتائے گا کہ متعلقہ قاعدہ کتاب میں کہاں ملے گا۔ وہ قاعدہ آپ کا سمجھا ہوا ہے، صرف ایک نظر ڈال کر اسے مستحضر کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کسی لفظ کے معنی اگر بھول گئے ہیں تو ڈکشنری سے دیکھ سکتے ہیں۔

اس طرح مطالعہ قرآن حکیم کے دوران قواعد اور ذخیرۂ الفاظ کا اعادہ ہوتا رہے گا اور صرف دو یا تین پاروں کے مطالعہ سے ان شاء اللہ آپ کو یہ محاورہ ہو جائے گا کہ آپ قرآن مجید سنیں یا پڑھیں تو ترجمہ کے بغیر اس کا مطلب اور مفہوم سمجھ میں آتا جائے۔

اَسماءُ الصِّفه (۲)

۵۹۰۱ اب ہم آپ کو "اسماء الصفۃ" کی ایک خاص اور اہم قسم سے متعارف

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	اَفْعَلُ	اَفْعَلَ	اَفْعَلَ
مذکر تثنیہ	اَفْعَلَانِ	اَفْعَلَيْنِ	اَفْعَلَيْنِ
مذکر جمع	فُعْلٌ	فُعْلًا	فُعْلٍ
مؤنث واحد	فَعْلَاءُ	فَعْلَاءَ	فَعْلَاءَ
مؤنث تثنیہ	فَعْلَاوَانِ	فَعْلَاوَيْنِ	فَعْلَاوَيْنِ
مؤنث جمع	فُعْلٌ	فُعْلًا	فُعْلٍ

۳ : ۵۹ امید ہے کہ مذکورہ گردان میں آپ نے یہ باتیں نوٹ کرلی ہوں گی :

(i) واحد مذکر کا وزن اَفْعَلُ اور واحد مونث کا وزن فَعْلَاءُ دونوں غیر منصرف ہیں

(ii) جمع مذکر اور جمع مونث دونوں کا ایک ہی وزن ہے یعنی فُعْلٌ اور یہ معرب ہے

(iii) واحد مونث فَعْلَاءُ سے تثنیہ بناتے وقت ہمزہ کو واو سے تبدیل کردیتے ہیں۔

۴ : ۵۹ آپ کو یاد ہوگا کہ حصہ اول کے پیراگراف ۳ : ۱۴ور ۴ : ۱۴میں مونث قیاسی کے ضمن میں ایک علامت الف ممدودہ (۔ اء) بتائی گئی تھی۔ وہ دراصل یہی فَعْلَاءُ کا وزن ہے۔ اس وقت چونکہ آپ نے اوزان نہیں پڑھے تھے اس لئے الف ممدودہ یا فَعْلَاءُ کے وزن والے الفاظ کی نحوی گردان نہیں کرائی گئی تھی۔ لیکن اب آپ ان کی گردان کرسکتے ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

نَزَعَ (ض) نَزْعًا = کھینچ نکالنا۔

حَشَرَ (ن ' ض) حَشْرًا ۔ جمع کرنا۔

زَرِقَ (س) زَرَقًا ۔ آنکھوں کا نیلا ہونا ' اندھا ہونا۔

صَفِرَ (س) صَفَرًا ۔ زرد رنگ کا ہونا۔

حَرِجَ (س) حَرَجًا ۔ تنگ ہونا۔ حَرَجٌ ۔ تنگی ' گرفت۔

جَمَلٌ (ج جِمَالٌ ' جِمَالَةٌ) ۔ اونٹ۔

اَعْمٰی (ج عُمْیٌ) ۔ اندھا۔ اَبْیَضُ = سفید۔

فَاِذَا ۔ تو اچانک۔

مشق نمبر ۵۷ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے ان کی صفت (الوان وعیوب) بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

(۱) بَكِمَ - گونگا ہونا (۲) خَضِرَ - سبز ہونا (۳) حَوِرَ - آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کا نمایاں ہونا' خوبصورت آنکھ والا ہونا۔

مشق نمبر ۵۷ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) صفت الوان وعیوب تلاش کر کے ان کا صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لاَ يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ (۲) وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا (۳) اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا (۴) كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (۵) لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلاَ عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلاَ عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (۶) اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ (۷) وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنّٰظِرِيْنَ

اِسمُ المُبالغه

۱ : ۶۰ اسماء مشتقه کے پہلے سبق یعنی اس کتاب کے پیراگراف نمبر۸ : ۵۴ میں ہم نے ان کی چھ اقسام: اسم الفاعل' اسم المفعول' اسم الظرف' اسم الصفه' اسم التفصیل اور اسم الاله کا ذکر کیا تھا' جن میں سے اب تک ہم چار کے متعلق کچھ پڑھ چکے ہیں۔ وہاں ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ بعض حضرات اسم المبالغہ کو بھی مشتقات میں شمار کرتے ہیں۔ تاہم اسم المبالغہ چونکہ ایک طرح سے اسم الصفہ بھی ہے اس لئے ہم نے اسے مشتقات کی الگ مستقل قسم شمار نہیں کیا تھا۔ البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسم المبالغہ پر بھی کچھ بات کرلی جائے۔

۲ : ۶۰ اب یہ بات سمجھ لیجئے کہ اسم المبالغہ میں بھی زیادہ تر "کام کرنے والا" کا ہی مفہوم ہوتا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ یہ مفہوم مبالغہ یعنی کام کی کثرت اور زیادتی کے معنی کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ (مارنا) سے اسم الفاعل "ضَارِبٌ" کے معنی ہوں گے "مارنے والا" جبکہ اس سے اسم المبالغہ "ضَرَّابٌ" کے معنی ہوں گے "کثرت سے اور بہت زیادہ مارنے والا"۔

۳ : ۶۰ اسماء صفت کی طرح اسم المبالغہ کے اوزان بھی متعدد ہیں۔ اور قیاس (مقررہ قواعد) سے زیادہ اس میں بھی سماع (اہل زبان سے سننا) پر انحصار کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے تین اوزان کا تعارف ہم کرا دیتے جو کہ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

۴ : ۶۰ اسم المبالغہ کا ایک وزن فَعَّالٌ ہے۔ اس میں کسی کام کو کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَّارٌ (بار بار بخشنے والا)۔ کسی کاریگری یا کاروبار کے پیشہ ورانہ ناموں کے لئے بھی زیادہ تر یہی وزن استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خَبَّازٌ (بار بار بکثرت روٹی بنانے والا یعنی نانبائی)۔ اسی طرح خَیَّاطٌ (درزی) بَزَّازٌ (کلاتھ مرچنٹ) وغیرہ۔

۵ : ۶۰ فَعُوْلٌ بھی مبالغہ کا وزن ہے۔ اس میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی کام کرے تو خوب دل کھول کر کرے۔ جیسے صَبُوْرٌ (بہت زیادہ صبر کرنے والا)۔ غَفُوْرٌ (بہت بخشنے والا) وغیرہ۔

۶ : ۶۰ فَعْلَانُ کے وزن میں کسی صفت کے حد سے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے عَطِشَ (پیاسا ہونا) سے عَطْشَانُ (بے انتہا پیاسا) کَسِلَ (ست ہونا) سے کَسْلَانُ (بے انتہا ست) وغیرہ۔ فَعْلَانُ کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر اور مذکر و مؤنث دونوں کی جمع فِعَالٌ یا فُعَالٰی کے وزن پر آتی ہے۔ مثلاً عَطِشَ (پیاسا ہونا) سے عَطْشَانُ کی مؤنث عَطْشٰی اور دونوں کی جمع عِطَاشٌ

غَضِبَ (غضبناک ہونا) سے غَضْبَانُ کی مؤنث غَضْبٰی اور دونوں کی جمع غِضَابٌ ' سَکِرَ (مدہوش ہونا) سے سَکْرَانُ کی مؤنث سَکْرٰی اور دونوں کی جمع سُکَارٰی ' کَسِلَ (ست ہونا) سے کَسْلَانُ کی مؤنث کَسْلٰی اور دونوں کی جمع کُسَالٰی وغیرہ۔

۷ : ۶۰ یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ فَعْلَانُ (غیر منصرف) کبھی فَعْلَانٌ (معرب) بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے تَعْبَانٌ (تھکا ماندہ)۔ ایسی صورت میں اس کی مؤنث "ۃ" لگا کر بناتے ہیں جیسے تَعْبَانَۃٌ۔ نیز ایسی صورت میں مذکر اور مؤنث' دونوں کی جمع سالم استعمال ہوتی ہے۔ جیسے تَعْبَانُوْنَ۔ تَعْبَانَاتٌ۔

۸ : ۶۰ فَعُوْلٌ اور فَعِیْل میں کبھی "ۃ" لگا کر مؤنث بناتے ہیں اور کبھی مذکر کا ہی صیغہ مؤنث کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا قاعدہ سمجھ لیں۔ فَعُوْلٌ اگر بمعنی مفعول ہو' تب اس کے مذکر اور مؤنث میں "ۃ" لگا کر فرق کرتے ہیں۔ مثلاً جَمَلٌ حَمُوْلٌ (ایک بہت لادا گیا اونٹ) اور نَاقَۃٌ حَمُوْلَۃٌ (ایک بہت لادی گئی اونٹنی)۔ لیکن اگر فَعُوْلٌ بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَۃٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والی عورت)۔

۹ : ۶۰ نوٹ کریں کہ فَعِیْلٌ کے وزن میں مذکورہ بالا قاعدہ بر عکس یعنی الٹا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فَعِیْلٌ جب بمعنی فاعل ہو، تب مذکر و مؤنث میں "ۃٌ" سے فرق کرتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ نَصِیْرٌ (ایک مدد کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَۃٌ نَصِیْرَۃٌ (ایک مدد کرنے والی عورت)۔ اور فَعِیْلٌ جب بمعنی مفعول ہوتا ہے تو مذکر مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ جَرِیْحٌ (ایک زخمی کیا ہوا مرد)۔ اور اِمْرَاَۃٌ جَرِیْحٌ (ایک زخمی کی ہوئی عورت)۔

ذخیرۂ الفاظ

اَشِرَ (س) اَشَرًا = اکڑنا، اترانا

جَبَرَ (ن) جَبْرًا = قوت اور دباؤ سے کسی چیز کو درست کرنا، زبردستی کرنا

شَکَرَ (ن) شُکْرًا = نعمت کے احساس کا اظہار کرنا، شکریہ ادا کرنا

ظَلَمَ (ض) ظُلْمًا = کسی چیز کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا دینا، ظلم کرنا

ظَلِمَ (س) ظَلَمًا = روشنی کا معدوم ہونا، تاریک ہونا

جَحَدَ (ف) جَحْدًا = جان بوجھ کر انکار کرنا

خَتَرَ (ض) خَتْرًا = غداری کرنا، بری طرح بے وفائی کرنا

کَفَرَ (ن) کُفْرًا = کسی چیز کو چھپانا، انکار کرنا

غَفَرَ (ض) غَفْرًا = کسی چیز کو میل کچیل سے بچانے کے لئے ڈھانپ دینا، عذاب سے بچانے کے لئے گناہ کو چھپا دینا، ڈھانپ دینا، بخش دینا

مشق نمبر ۵۸

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم المبالغہ تلاش کر کے ان کا مادہ، وزن اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) ان کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ (۲) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۳) اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (۴) وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (۵) وَاَنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (۶) وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ (۷) اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (۸) وَقَالُوا يٰمُوْسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ (۹) وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا

اِسمُ التَّفضِیل (۱)

۱ : ۶۱ آپ کو یاد ہو گا کہ انگریزی میں کسی موصوف کی صفت میں دوسروں پر برتری یا زیادتی ظاہر کرنے کے لئے Comparative اور Superlative Degree کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً Good سے Better اور Best۔ اسی طرح عربی میں بھی کسی موصوف کی صفت کو دوسروں کے مقابلہ میں برتر یا زیادہ ظاہر کرنے کے لئے جو اسم استعمال ہوتا ہے اسے اسم التفضیل کہتے ہیں، جس کے لفظی معنی ہیں "فضیلت دینے کا اسم" کسی صفت میں خواہ اچھائی کا مفہوم ہو یا برائی کا، دونوں کی زیادتی کے اظہار کے لئے استعمال ہونے والے اسم کو اسم التفضیل ہی کہا جائے گا۔ اس بات کو فی الحال انگریزی کی مثال سے یوں سمجھ لیں کہ Good اسم الصفہ ہے جبکہ Better اور Best دونوں اسم التفضیل ہیں۔ اسی طرح Bad اسم الصفہ ہے جبکہ Worse اور Worst دونوں اسم التفضیل ہیں۔

۲ : ۶۱ خیال رہے کہ اسم المبالغہ میں بھی صفت کی زیادتی کا مفہوم ہوتا ہے لیکن اس میں کسی سے تقابل کے بغیر موصوف میں فی نفسہٖ اس صفت کے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے، جبکہ اسم التفضیل میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ موصوف میں مذکورہ صفت کسی کے مقابلہ میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بات کو فی الحال اردو کی مثال سے سمجھ لیں۔ اگر ہم کہیں "یہ لڑکا بہت اچھا ہے" تو اس جملہ میں "بہت اچھا" اسم المبالغہ ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں "یہ لڑکا اس لڑکے سے زیادہ اچھا ہے" یا "یہ لڑکا سب سے اچھا ہے" تو اب "زیادہ اچھا" اور "سب سے اچھا" دونوں اسم التفضیل ہیں، اس لئے کہ ان دونوں میں تقابل کا مفہوم شامل ہے۔

۳ : ۶۱ عربی زبان میں واحد مذکر کے لئے اسم التفضیل کا وزن "اَفْعَلُ" اور واحد مونث کے لئے "فُعْلٰی" ہے اور ان کی نحوی گردان مندرجہ ذیل ہے :

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	اَفْعَلُ	اَفْعَلَ	اَفْعَلَ
مذکر تثنیہ	اَفْعَلَانِ	اَفْعَلَیْنِ	اَفْعَلَیْنِ
مذکر جمع مکسر	اَفَاعِلُ	اَفَاعِلَ	اَفَاعِلَ
مذکر جمع سالم	اَفْعَلُوْنَ	اَفْعَلِیْنَ	اَفْعَلِیْنَ
مؤنث واحد	فُعْلٰی	فُعْلٰی	فُعْلٰی
مؤنث تثنیہ	فُعْلَیَانِ	فُعْلَیَیْنِ	فُعْلَیَیْنِ
مؤنث جمع سالم	فُعْلَیَاتٌ	فُعْلَیَاتٍ	فُعْلَیَاتٍ
مؤنث جمع مکسر	فُعَلٌ	فُعَلاً	فُعَلٍ

۴ : ۶۱ اس سے پہلے پیراگراف ۲:۵۹ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ الوان وعیوب کے واحد مذکر کا وزن بھی افعل ہی ہوتا ہے مگر دونوں کی نحوی گردان میں فرق ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل فرق کو خاص طور سے نوٹ کر کے ذہن نشین کریں۔
(i) افعل التفضیل میں جمع مذکر کے صیغے میں جمع مکسّر کا وزن مختلف ہے۔ نیز اس کی جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔ (ii) افعل التفضیل میں واحد مؤنث کا وزن مختلف ہے اور یہ وہی وزن ہے جو اس کتاب کے پہلے حصہ کے پیراگراف ۳ : ۴ اور ۴ : ۴ میں الف مقصورہ کے عنوان سے پڑھایا گیا تھا۔ نیز فُعْلٰی کا وزن مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ (iii) افعل التفضیل میں جمع مؤنث کے صیغے میں جمع مکسر کا وزن مختلف ہے یعنی فُعْلٌ کے بجائے فُعَلٌ ہے۔ نیز اس کے جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔

۵ : ۶۱ اسم التفضیل ہمیشہ فعل ثلاثی مجرد سے ہی بنتا ہے اور صرف ان افعال سے جن میں الوان و عیوب والا مفہوم نہ ہو۔ کیونکہ ان سے افعل التفضیل کے بجائے افعل الوان وعیوب کے صیغے استعمال ہوں گے۔ اسی طرح سے کسی مزید فیہ فعل سے

بھی افعل التفضیل کے صیغے نہیں بن سکتے۔ اگر کبھی ضرورت کے تحت الوان وعیوب والے فعل ثلاثی مجرد یا مزید فیہ کے کسی فعل سے اسم التفضیل استعمال کرنا پڑے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حسب موقع اَشَدُّ (زیادہ سخت) اَکْثَرُ (مقدار یا تعداد میں زیادہ) اَعْظَمُ (عظمت میں زیادہ) وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر لگا دیتے ہیں۔ مثلاً اَشَدُّ سَوَادًا (زیادہ سیاہ) اَکْثَرُ اِخْتِیَارًا (اختیار میں زیادہ) اَعْظَمُ تَوْقِیْرًا (عزت کی عظمت میں زیادہ) وغیرہ۔ ایسے الفاظ کے ساتھ متعلقہ فعل کا جو مصدر استعمال ہوتا ہے اسے "تَمْیِیْزٌ" کہتے ہیں۔ تمیز عموماً واحد اور نکرہ استعمال ہوتی ہے اور ہمیشہ حالت نصب میں ہوتی ہے۔

۶ : ۶۱ افعل التفضیل کے درج ذیل چند استثنیٰ ہیں۔ مثلاً خَیْرٌ (زیادہ اچھا) اور شَرٌّ (زیادہ برا) کے الفاظ ہیں جو دراصل اَخْیَرُ اور اَشَرُّ (بروزن افعل) تھے، مگر یہ اپنی اصل شکل میں شاذ ہی (کبھی شعر وادب میں) استعمال ہوتے ہیں، ورنہ ان کا زیادہ تر استعمال خَیْرٌ اور شَرٌّ ہی ہے۔ اسی طرح اُخْرٰی (دوسری) کی جمع مندرجہ بالا قاعدہ کے مطابق اُخَرٌ (بروزنِ فُعَلٌ) آنی چاہئے مگر یہ لفظ غیر منصرف یعنی اُخَرُ استعمال ہوتا ہے۔

مشق نمبر ۵۹

مندرجہ ذیل افعال سے اسم التفضیل بنا کر ان کی نحوی گردان کریں۔

(i) حَسُنَ (ک، ن) حَسَنًا = خوبصورت ہونا۔

(ii) سَفِلَ (ن، س، ک) سَفْلاً، سُفُولاً = پست ہونا، حقیر ہونا۔

(iii) کَبُرَ (ک) = بڑا ہونا۔

اِسمُ التَّفضیل (۲)

۱ : ٦٢ گزشتہ سبق میں آپ نے اسم التفضیل کی مختلف صورتیں (مذکر، مؤنث، واحد، جمع وغیرہ) بنانے کا طریقہ پڑھ لیا ہے۔ اب اس سبق میں ہم آپ کو عبارت میں اس کے استعمال کے متعلق کچھ بتائیں گے۔

۲ : ٦٢ اسم التفضیل دو اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اولاً یہ کہ دو چیزوں یا اشخاص وغیرہ میں سے کسی ایک کی صفت (اچھی یا بری) کو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لئے۔ اسے تفضیلِ بعض کہتے ہیں۔ اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Comparative Degree کہتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ کسی چیز یا شخص کی صفت کو باقی تمام چیزوں یا اشخاص کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لئے۔ اسے تفضیلِ کُل کہتے ہیں اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Superlative Degree کہتے ہیں۔

۳ : ٦٢ اسم التفضیل کو تفضیلِ بعض کے مفہوم میں استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کے بعد مِنْ لگا کر اس چیز یا شخص کا ذکر کرتے ہیں جس پر موصوف کی صفت کی زیادتی بتانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً زَیْدٌ اَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ (زید عمر سے زیادہ خوبصورت ہے)۔ اس جملہ میں زَیْدٌ مبتدا ہے اور اَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ اس کی خبر ہے۔

۴ : ٦٢ اب ایک اہم بات یہ نوٹ کرلیں کہ مِنْ کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل کا صیغہ ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہے گا چاہے اس کا موصوف (یعنی مبتدا) تثنیہ یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً اَلرَّجُلانِ اَجْمَلُ مِنْ زَیْدٍ۔ یا۔ عَائِشَۃُ اَجْمَلُ مِنْ زَیْنَبَ۔ اَلنِّسَاءُ اَجْمَلُ مِنَ الرِّجَالِ وغیرہ۔

۵ : ٦٢ اسم التفضیل کو تفصیل کل کے مفہوم میں استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو معرف باللاّم کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَلرَّجُلُ

اَلْاَفْضَلُ (سب سے زیادہ افضل مرد)۔ نوٹ کر لیں کہ ایسی صورت میں اسم التفضیل اپنے موصوف کے ساتھ مل کر مرکّب توصیفی بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی صورت میں اسم التفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ جنس اور عدد میں مطابقت ضروری ہے۔ مثلاً العَالِمُ الْاَفْضَلُ۔ اَلْعَالِمَانِ الْاَفْضَلاَنِ۔ اَلْعَالِمُونَ الْاَفْضَلُونَ۔اَلْعَالِمَةُ الْفُضْلٰی۔اَلْعَالِمَتَانِ الْفُضْلَیَانِ۔اَلْعَالِمَاتُ الْفُضْلَیَاتُ۔

۶ : ۶۲ اسم التفضیل کو تفضیلِ کُل کے مفہوم میں استعمال کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو مضاف بنا کر لاتے ہیں اور مضاف الیہ میں ان کا ذکر ہوتا ہے جن پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہو۔ مثلاً زَیْدٌ اَعْلَمُ النَّاسِ (زید تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے)۔ نوٹ کر لیں کہ ایسی صورت میں یہ جملہ اسمیہ ہے۔ زَیْدٌ مبتدا ہے اور اَعْلَمُ النَّاسِ مرکب اضافی بن کر اس کی خبر بن رہا ہے۔

۷ : ۶۲ اسم التفضیل جب مضاف ہو تو جنس اور عدد کے لحاظ سے اپنے موصوف سے اس کی مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہیں۔ مثلاً اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ النَّاسِ بھی درست ہے اور اَلْاَنْبِیَاءُ اَفَاضِلُ النَّاسِ یا اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُو النَّاسِ بھی درست ہے۔ اسی طرح سے مَرْیَمُ فُضْلَی النِّسَاءِ اور مَرْیَمُ اَفْضَلُ النِّسَاءِ دونوں درست ہیں۔

۸ : ۶۲ خَیْرٌ اور شَرٌّ کے الفاظ بطور اسم التفضیل مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں، یعنی تفضیلِ بعض کے لئے بھی جیسے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (الاعراف : ۱۲)۔ اور تفضیلِ کُل کے مفہوم میں بھی، جیسے بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ (آل عمران : ۱۵۰)۔ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ (البینہ : ۶)۔

۹ : ۶۲ اسم التفضیل کے استعمال میں بعض دفعہ اس کو حذف کر دیتے ہیں جس پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح جملہ میں صرف اسم التفضیل ہی باقی رہ جاتا ہے۔ تاہم عبارت کے سیاق و سباق یا کسی قرینے سے اس کو سمجھا جا سکتا

ہے۔ مثلاً "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" دراصل "اَللّٰہ اَکْبَرُ کُلِّ شَیْءٍ" یا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ" ہے' اس لئے اس کا ترجمہ "اللہ بہت بڑا ہے" کرنے کے بجائے "اللہ سب سے بڑا ہے" کرنا زیادہ موزوں ہے۔ اسی طرح اَلصُّلْحُ خَیْرٌ (النساء : ۱۲۸) گویا الصُّلْحُ خَیْرُ الْاُمُوْرِ ہے' یعنی صلح سب باتوں سے بہتر ہے۔

۱۰ : ۶۲ پیراگراف ۵ : ۶۱ میں آپ نے پڑھا ہے کہ الوان و عیوب کے افعال مجرد اور مزید فیہ سے اسم التفضیل تو نہیں بنتا لیکن اَکْثَرُ' اَشَدُّ وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر بطور تمیز لگا کر یہی مفہوم ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ بعض دفعہ کسی فعل سے اسم التفضیل بن سکتا ہے لیکن بہتر ادبی انداز بیان کی خاطر اَکْثَرُ کی قسم کے کسی لفظ کے ساتھ اس فعل کا مصدر ہی بطور تمیز استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً نَفَعَ (ف) سے اسم التفضیل اَنْفَعُ بن سکتا ہے لیکن اَکْثَرُ نَفْعًا کہنا زیادہ بہتر لگتا ہے۔ اس طرح تمیز کا استعمال قرآن کریم میں بکثرت آیا ہے اور یہ استعمال صرف الوان و عیوب یا مزید فیہ تک محدود نہیں ہے۔ مثلاً اَکْثَرُ مَالاً (کثرت والا بلحاظ مال کے)' اَضْعَفُ جُنْدًا (زیادہ کمزور بلحاظ لشکر کے)' اَصْدَقُ حَدِیثًا (زیادہ سچا بلحاظ بات کے) وغیرہ۔ اَکْثَرُ کی قسم کے الفاظ کے بغیر بھی اسم التفضیل کے ساتھ تمیز کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ جیسے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَةً (اور اللہ سے زیادہ اچھا کون ہے بلحاظ رنگ کے)۔ اسم التفضیل کے ساتھ تمیز کے اس استعمال کو سمجھ لینے سے آپ کو قرآن کریم کی بہت سی عبارتوں کے فہم میں مدد ملے گی۔

ذخیرۂ الفاظ

فَتَنَ(ض)فَتْنًا = سونے کو پگھلا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا، آزمائش میں ڈالنا، گمراہ کرنا، آزمائش میں پڑنا، گمراہ ہونا۔(لازم و متعدی)	فَضَلَ(ن)فَضْلاً = اوسط سے زائد ہونا۔ (تفعیل) = ترجیح دینا، فضیلت دینا۔
فِتْنَةٌ = آزمائش، گمراہی۔	فَضْلٌ = زیادتی (اچھائی میں)۔ فُضُوْلٌ = ضرورت سے زائد چیز (ناپسندیدہ)۔
فَصُحَ(ک)فَصَاحَةً = خوش بیان ہونا۔	فَضِیْلَةٌ = مرتبہ میں بلندی

مشق نمبر ۶۰

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات کا ترجمہ کریں :

(۱) وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (۲) وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (۳) اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (۴) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً (۵) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (۶) وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (۷) وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلاً (۸) وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا (۹) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (۱۰) لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (۱۱) فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا (۱۲) فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ (۱۳) اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً (۱۴) اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا

اسم الآلہ

۱ : ۶۳ اسم الآلہ وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز کو بتائے جو کسی کام کے کرنے کا ذریعہ ہو، یعنی وہ اوزار یا ہتھیار جن کے ذریعہ وہ کام کیا جاتا ہے۔ اردو میں لفظ "آلہ" بمعنی "اوزار" عام مستعمل ہے۔

۲ : ۶۳ اسم آلہ کے لئے تین اوزان استعمال ہوتے ہیں : مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ اور مِفْعَالٌ۔ کسی ایک فعل سے اسم الآلہ تینوں وزن پر بن سکتا ہے، تاہم اہل زبان ان میں سے کسی ایک وزن پر بننے والا لفظ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً فعل نَشَرَ (ن) کے ایک معنی "لکڑی کو چیرنا" ہوتے ہیں۔ اس سے اسم آلہ مِنْشَرٌ، مِنْشَرَةٌ اور مِنْشَارٌ (چیرنے کا آلہ یعنی آری) بنتا ہے، تاہم مِنْشَارٌ زیادہ مستعمل ہے۔ فعل بَرَدَ (ن) کے ایک معنی "لوہے وغیرہ کو چھیل کر برادہ بنانا" ہیں۔ اس سے اسم آلہ مِبْرَدٌ، مِبْرَدَةٌ اور مِبْرَادٌ بن سکتے ہیں، تاہم مِبْرَدٌ (ریتی) زیادہ استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔ سَخُنَ (ک) "پانی وغیرہ کا گرم ہونا" سے اسم آلہ مِسْخَنٌ، مِسْخَنَةٌ اور مِسْخَانٌ بن سکتے ہیں لیکن مِسْخَنَةٌ (واٹر ہیٹر) زیادہ استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔

۳ : ۶۳ اِسم آلہ لازم اور متعدی دونوں طرح کے فعل سے بن سکتا ہے جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔ لیکن یہ زیادہ تر فعل متعدی سے ہی آتا ہے۔ البتہ یہ نوٹ کرلیں کہ اسم آلہ صرف فعل ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے، مزید فیہ سے نہیں بنتا۔ اگر ضرورت ہو تو لفظ "آلہ" یا اس کے کسی ہم معنی لفظ کو بطور مضاف لا کر متعلقہ فعل کے مصدر کو اس کا مضاف الیہ کردیتے ہیں، جیسے آلَۃُ الْقِتَالِ۔

۴ : ۶۳ اسم الآلہ کے اوزان سے تثنیہ تو حسب قاعدہ انِ اور ینِ لگا کر ہی بنے گا۔ یعنی مِفْعَلاَنِ اور مِفْعَلَيْنِ، مِفْعَلَتَانِ اور مِفْعَلَتَيْنِ، مِفْعَالاَنِ اور مِفْعَالَيْنِ، البتہ ان کی جمع ہمیشہ جمع مکسر آتی ہے۔ مِفْعَلٌ اور مِفْعَلَةٌ دونوں کی جمع مَفَاعِلُ کے وزن پر آتی ہے اور مِفْعَالٌ کی جمع مَفَاعِيْلُ کے وزن پر آتی ہے۔ امید ہے آپ نے نوٹ کرلیا

ہو گا کہ اسم آلہ کی جمع کے دونوں وزن غیر منصرف ہیں۔ اس طرح مِنْشَرٌ یا مِنْشَرَۃٌ دونوں کی جمع مَنَاشِرُ آئے گی اور مِنْشَارٌ کی جمع مَنَاشِیْرُ آئے گی۔

۵ : ۶۳ یہ ضروری نہیں ہے کہ "کسی کام کو کرنے کا آلہ" کا مفہوم دینے والا ہر لفظ مقررہ وزن پر استعمال ہو' بلکہ عربی زبان میں بعض آلات کے لئے الگ خاص الفاظ مقرر اور مستعمل ہیں مثلاً قُفْلٌ (تالا) سِکِّیْنٌ (چھری) سَیْفٌ (تلوار) قَلَمٌ (قلم) وغیرہ۔ تاہم اس قسم کے الفاظ کو ہم اسم الآلہ نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ اسم الآلہ وہی اسم مشتق ہے جو مقررہ اوزان میں سے کسی وزن پر بنایا گیا ہو۔

۶ : ۶۳ اسماء مشتقہ پر بات ختم کرنے سے پہلے ذہن میں دوبارہ تازہ کر کے یاد کر لیں کہ :

(i) ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کے لئے جب علامت مضارع ہٹا کر اس جگہ میم لگاتے ہیں تو اس پر ضمہ (پیش) آتی ہے۔ جیسے یُعَلِّمُ سے مُعَلِّمٌ اور مُعَلَّمٌ۔

(ii) مَفْعُوْلٌ اور اسم الظرف کے دونوں اوزان مَفْعَلٌ اور مَفْعِلٌ کی میم پر فتحہ (زبر) آتی ہے۔

(iii) اسم الآلہ کے تینوں اوزان کی میم پر کسرہ (زیر) آتی ہے۔

مشق نمبر ۶۰

مندرجہ ذیل اسماء آلات کا مادہ نکالیں :

۱۔ مِنْسَجٌ (کپڑا بننے کی کھڈی) ۲۔ مِغْفَرٌ (سر کی حفاظت والی ٹوپی Helmet) ۳۔ مِنْقَبٌ (سوراخ کرنے یا Drilling کرنے کی مشین) ۴۔ مِدْفَعٌ (توپ) ۵ مِنْجَلٌ (درانتی) ۶۔ مِسْطَرٌ (لکیر بنانے کا رولر) ۷۔ مِکْنَسَۃٌ (جھاڑو) ۸۔ مِلْعَقَۃٌ (چمچہ) ۹۔ مِنْشَفَۃٌ (تولیہ) ۱۰۔ مِطْرَقَۃٌ (خراد مشین) ۱۱۔ مِغْرَفَۃٌ (ڈونگا) ۱۲۔ مِفْتَاحٌ (کنجی) ۱۳۔ مِقْرَاضٌ (قینچی) ۱۴۔ مِنْظَارٌ (دوربین) ۱۵۔ مِنْفَاخٌ (ہوا بھرنے کا پمپ) ۱۶۔ مِصْبَاحٌ (چراغ)

غیر صحیح افعال

۱ : ۶۴ عربی میں فعل کی تقسیم کئی لحاظ سے کی گئی ہے۔ مثلاً زمانہ کے لحاظ سے فعل ماضی اور مضارع کی تقسیم یا مادہ میں حروف کی تعداد کے لحاظ سے ثلاثی اور رباعی کی تقسیم۔ یا فعل ثلاثی مجرد و مزید فیہ، فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی وغیرہ۔ اسی طرح افعال صحیح اور افعال غیر صحیح کی بھی ایک تقسیم ہے۔

۲ : ۶۴ جو فعل اپنے وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے اسے فعل صحیح کہتے ہیں۔ لیکن کچھ افعال بعض اوقات (ہمیشہ نہیں) اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔ مثلاً لفظ "کَانَ" آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کا مادہ "ک و ن ہے" اس کا پہلا صیغہ فَعَلَ کے وزن پر "کَوَنَ" ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا استعمال کَانَ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے افعال کو اس کتاب میں ہم غیر صحیح افعال کہیں گے۔

۳ : ۶۴ عربی گرامر کی کتابوں میں عام طور پر "غیر صحیح افعال" کی اصطلاح کا استعمال، ان کی تقسیم اور پھر ان کی ذیلی تقسیم مختلف انداز میں دی ہوئی ہے جو اعلیٰ علمی سطح کی بحث ہے۔ اور ابتدا سے ہی طلبہ کو اس میں الجھا دینا ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس لئے ان سے گریز کی راہ اختیار کرتے ہوئے غیر صحیح کی اصطلاح میں ہم ایسے تمام افعال کو شامل کر رہے ہیں جو کسی بھی وجہ سے بعض اوقات اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔

۴ : ۶۴ اب ہمیں ان وجوہات کا جائزہ لینا ہے جن کی وجہ سے کوئی فعل "غیر صحیح" ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ آپ ہمزہ اور الف کا فرق اور "حروف علت" کا مطلب سمجھ لیں۔

۵ : ۶۴ عربی میں ہمزہ اور الف، دو مختلف چیزیں ہیں۔ ان میں جو بنیادی فرق ہے

انہیں ذہن نشین کر کے یاد کرلیں۔

(i) ہمزہ پر کوئی حرکت یعنی ضمہ، فتحہ، کسرہ یا علامت سکون ضرور ہوتی ہے یعنی یہ خالی نہیں ہوتا۔ جبکہ الف پر کوئی حرکت یا سکون کبھی نہیں آتا اور یہ ہمیشہ خالی ہوتا ہے۔ اور صرف اپنے سے ماقبل مفتوح (زبر والے) حرف کو کھینچنے کا کام دیتا ہے جیسے بَ سے بَا۔

(ii) ہمزہ کسی لفظ کے ابتداء میں بھی آتا ہے، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی، جبکہ الف کسی لفظ کے ابتداء میں کبھی نہیں آتا، بلکہ یہ ہمیشہ کسی حرف کے بعد آتا ہے۔ آپ کو اِنْسَانٌ، اَنْھَارٌ، اُمَّھَاتٌ جیسے الفاظ کے شروع میں جو "الف" نظر آتا ہے، یہ درحقیقت الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے۔ جبکہ انہی الفاظ کے حروف "س" اور "ھ" کے بعد ہمزہ نہیں بلکہ الف ہے۔

(iii) ہمزہ سے پہلے حرف پر حرکات ثلاثہ یا سکون میں سے کچھ بھی آسکتا ہے جبکہ الف سے پہلے حرف پر ہمیشہ فتحہ (زبر) آتی ہے۔

(iv) کسی مادہ میں فا، عین یا لام کلمہ کی جگہ ہمزہ آسکتا ہے جبکہ الف کبھی کسی مادہ کا جز نہیں ہوتا۔

۶۴ : ۶ حرفِ علت ایسے حرف کو کہتے ہیں جو کسی مادہ میں آجائے تو وہ فعل غیر صحیح ہو جاتا ہے۔ ایسے حروف دو ہیں، واؤ (و) اور یا (ی)۔ عربی گرامر کی اکثر کتابوں میں الف کو بھی حرف علت شمار کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ الف کسی مادہ کا جز نہیں بنتا اس لئے اس کتاب میں ہم حروف علت کی اصطلاح صرف "و" اور "ی" کے لئے استعمال کریں گے۔

۶۴ : ۷ کسی فعل کے غیر صحیح ہونے کی تین وجوہات ہوتی ہیں۔ کسی مادہ میں جب فا عین اور لام کلمہ میں کسی جگہ پر (i) جب ہمزہ آجائے، (ii) ایک ہی حرف دو مرتبہ آجائے یا (iii) کسی جگہ کوئی حرف علت آجائے۔ ان وجوہات کی بنیاد پر افعال صحیح اور غیر صحیح کی کل سات قسمیں بنتی ہیں۔ آپ انہیں سمجھ کر یاد کرلیں۔

(۱) صحیح : جس کے مادے میں نہ ہمزہ ہو' نہ ایک حرف کی تکرار ہو اور نہ ہی کوئی حرف علت ہو جیسے دَخَلَ۔

(۲) مہموز : جس کے مادہ میں کسی جگہ ہمزہ آجائے جیسے اَکَلَ' سَئَلَ' قَرَءَ۔

(۳) مضاعف : جس کے مادہ میں کسی حرف کی تکرار ہو جیسے ضَلَّ۔

(۴) مثال : جس کے مادہ میں فا کلمہ کی جگہ حرف علت آئے جیسے وَعَدَ۔

(۵) اجوف : جس کے مادہ میں عین کلمہ کی جگہ صرف علت آئے جیسے قَوَلَ۔

(۶) ناقص : جس کے مادہ میں لام کلمہ کی جگہ حرف علت آئے جیسے خَشِیَ۔

(۷) لفیف : جس کے مادہ میں حرف علت دو مرتبہ آئے جیسے وَقَیَ۔

۸ : ۶۴ اب ایک اہم بات یہ نوٹ کرلیں کہ اب تک مادہ کے حروف کی جو بات ہوئی ہے اس کی بنیاد فا' عین اور لام کلمہ ہے۔ اس لئے کسی لفظ میں اگر فا' عین اور لام کلمہ کے علاوہ کسی جگہ ہمزہ یا حرف علت آجائے تو اس کی وجہ سے وہ لفظ غیر صحیح شمار نہیں کیا جائے گا۔ جیسے باب افعال کا پہلا صیغہ اَفْعَلَ ہے۔ اس کا ہمزہ ف ع یا ل کلمہ کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے صحیح حروف کے مادوں سے جتنے الفاظ اس وزن پر بنیں گے وہ مہموز نہیں ہوں گے۔ مثلاً اَدْخَلَ' اَکْرَمَ' اَخْرَجَ وغیرہ مہموز نہیں ہیں۔ اسی طرح ماضی معروف میں مذکر غائب کے لئے تثنیہ اور جمع کے صیغوں کا وزن فَعَلاَ اور فَعَلُوْا ہے۔ ان میں "الف" اور "و" ہیں لیکن یہ بھی ف ع ل کے علاوہ ہیں۔ اس لئے صحیح حروف کے مادوں سے جتنے الفاظ ان اوزان پر بنیں گے وہ غیر صحیح نہیں ہوں گے۔ مثلاً ضَرَبَا' ضَرَبُوْا یا شَرِبَا' شَرِبُوْا وغیرہ۔ باب تفعیل اور تَفَعُّلْ میں عین کلمہ پر تشدید آنے کی وجہ سے وہ مضاعف نہیں ہوتے' اس لئے کہ وہاں عین کلمہ ہی کی تکرار ہوتی ہے۔

مشق نمبر ۶۲

مندرجہ ذیل مادوں کے متعلق بتائیے کہ وہ ہفت اقسام کی کونسی قسم سے متعلق ہیں۔ جو مادے بیک وقت دو اقسام سے متعلق ہوں ان کی دونوں اقسام بتائیں۔

ء م ر-ء م م-ج ی ء-ر و ی-و ر ی-ی س ر- -س ر ر-ء س س-

ق و ل - ب ی ع - س و ی- ر ض و - ر ء ی - و ق ی- ب ر ء-

س ء ل-

مہموز (۱)

۱ : ۶۵ گزشتہ سبق میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ جس فعل کے مادہ میں کسی جگہ ہمزہ آ جائے تو اسے مہموز کہتے ہیں' اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ آتا ہے تو اسے مہموز الفاء کہتے ہیں جیسے اَکَلَ۔ اگر عین کلمہ کی جگہ ہمزہ آئے تو وہ مہموز العین ہوتا ہے جیسے سَئَلَ اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو تو وہ مہموز اللام ہوتا ہے جیسے قَرَءَ۔

۲ : ۶۵ زیادہ تر تبدیلیاں مہموز الفاء میں ہوتی ہیں جبکہ مہموز العین اور مہموز اللام میں تبدیلی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ مہموز الفاء میں تبدیلیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ (۱) لازمی تبدیلی اور (۲) اختیاری تبدیلی۔ لازمی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہل زبان یعنی عرب کے تمام مختلف قبائل ایسے موقع پر لفظ کو ضرور ہی بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔ اور اختیاری تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے بعض قبائل ایسے موقع پر لفظ کو اصلی شکل میں اور بعض قبائل تبدیل شدہ شکل میں بولتے اور لکھتے ہیں۔ اسی لئے دونوں صورتیں جائز اور رائج ہیں۔

۳ : ۶۵ اب مہموز کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات اور سمجھ لیں کسی حرف پر دی گئی حرکت کو ذرا کھینچ کر پڑھنے سے کبھی الف' کبھی "و" اور کبھی "ی" پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً بَ سے بَا' بُ سے بُوْ اور بِ سے بِیْ وغیرہ۔ چونکہ فتحہ کو کھینچنے سے "الف" ضمہ کو کھینچنے سے "و" اور کسرہ کو کھینچنے سے "ی" پیدا ہوتی ہے' اس لئے کہتے ہیں کہ :

(i) فتحہ کو الف سے (ہمزہ سے نہیں) مناسبت ہے۔

(ii) ضمہ کو "و" سے مناسبت ہے' اور

(iii) کسرہ کو "ی" سے مناسبت ہے۔

۴ : ۶۵ مہموز الفاء میں لازمی تبدیلی کا صرف ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ یہ کہ جب کسی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں اور ان میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف میں لازماً بدل دیا جاتا ہے۔ یعنی پہلے ہمزہ پر اگر فتحہ (--) ہو تو ساکن ہمزہ کو الف سے، کسرہ (--) ہو تو "ی" سے اور ضمہ (--) ہو تو "و" سے بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔

۵ : ۶۵ مثال کے طور پر ہم لفظ اَمِنَ (امن میں ہونا) کو لیتے ہیں۔ یہ لفظ باب افعال کے پہلے صیغہ میں اَفْعَلَ کے وزن پر اَ امَنَ بنے گا۔ قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ الف میں تبدیل ہو گا تو آمَنَ استعمال ہو گا۔ اس کا مصدر اِفْعَالٌ کے وزن پر اِ امَانٌ بنے گا لیکن اِیْمَانٌ استعمال ہو گا۔ اسی طرح باب افعال میں مضارع کے واحد متکلم کا وزن اُفْعِلُ ہے جس پر یہ لفظ اُ امِنُ بنے گا لیکن اُوْمِنُ استعمال ہو گا۔

۶ : ۶۵ مذکورہ بالا قاعدہ کو آسانی سے یاد کرنے کی غرض سے ایک فارمولے کی شکل میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ : ءَءْ=ءَا، ءِءْ=ءِیْ اور ءُءْ=ءُوْ۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ہمزہ مفتوحہ (ءَ) کے بعد جب الف آتا ہے تو اس کو لکھنے کے تین طریقے ہیں۔ (۱) ءَ ا (۲) اٰ (۳) آ۔ ان میں سے تیسرا طریقہ عام عربی میں بلکہ اردو میں بھی مستعمل ہے، جبکہ پہلا اور دوسرا طریقہ صرف قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

۷ : ۶۵ مہموز میں اختیاری تبدیلیوں کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات ذہن میں واضح کر لیں۔ ابھی پیراگراف ۴ : ۶۵ میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ لازمی تبدیلی وہیں ہوتی ہے جہاں ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہو جائیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ اختیاری تبدیلی اس وقت ہوتی ہے جب کسی لفظ میں ہمزہ ایک دفعہ آیا ہو۔

۸ : ۶۵ اختیاری تبدیلی کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ ساکن ہو اور اس کے ماقبل ہمزہ کے علاوہ کوئی دوسرا حرف متحرک ہو تو ایسی صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی حرکت

کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ جیسے رَأْسٌ کو رَاسٌ ' ذِئْبٌ (بھیڑیا) کو ذِیبٌ اور مُؤْمِنٌ کو مُوْمِنٌ بولا یا لکھا جا سکتا ہے اور بعض قراءتوں میں یہ لفظ اسی طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

۹ : ۶۵ اختیاری تبدیلی کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ اگر مفتوحہ ہو اور اس کے ماقبل حرف پر ضمہ یا کسرہ ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرکت کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ لیکن تبدیل شدہ حرف پر فتحہ برقرار رہے گی۔ جیسے ھُزُءًا کو ھُزُوًا اور کُفُؤًا کو کُفُوًا پڑھا جا سکتا ہے۔ قراءت حفص میں' جو پاکستان اور دیگر مشرقی ممالک میں رائج ہے' یہ الفاظ اپنی بدلی ہوئی شکل میں ھُـزُوًا اور کُـفُـوًا پڑھے جاتے ہیں' مگر ورش کی قراءت میں' جو بیشتر افریقی ممالک میں رائج ہے' یہ الفاظ اپنی اصلی شکل میں ھُزُءًا اور کُفُؤًا پڑھے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ اصلی شکل میں "و" صرف ہمزہ کی کرسی ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ تلفظ میں آتی ہے۔ اسی طرح مِئَةٌ (ایک سو) کو مِیَةٌ' فِئَةٌ کو فِیَةٌ اور لِئَلاَّ کو لِیَلاَّ پڑھا جا سکتا ہے اور بعض دوسری قراءتوں میں یہ لفظ اس طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

۱۰ : ۶۵ اختیاری تبدیلی کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ہمزہ متحرک ہو اور اس سے ماقبل ساکن واو (وْ) یا ساکن یاء "یْ" ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف میں بدل کر دونوں کا ادغام کر سکتے ہیں۔ جیسے نَبَأَ سے فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت نَبِیْءٌ بنتی ہے اور بعض قرأت میں یہ لفظ اسی طرح پڑھا بھی جاتا ہے' جبکہ ہماری قرأت میں اس کو بدل کر نَبِیٌّ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی نَبِیْءٌ = نَبِیْیٌ = نَبِیٌّ

۱۱ : ۶۵ مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لئے آپ کو دیئے ہوئے لفظ کی صرف صغیر کرنی ہوگی۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم ذیل میں لفظ اَمِنَ کی ثلاثی مجرد اور باب افعال سے صرف صغیر دے رہے ہیں۔ اس کی پہلی لائن میں لفظ کی اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل شدہ شکل دی گئی ہے۔ دوسری لائن میں جو اشارے دیئے گئے ہیں ان کی وضاحت درج ذیل ہے۔

(ل) = لازمی تبدیلی۔
(ج) = جائز یعنی اختیاری تبدیلی۔
(x) = تبدیلی نہیں ہوگی۔

صرف صغیر

باب	ماضی	مضارع	فعل امر	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	اَمِنَ	یَاْمَنُ	اِئْمَنْ	آمِنٌ	مَاْمُوْنٌ	اَمْنٌ
	(x)	یَامَنُ(ج)	اِیْمَنْ(ل)	(x)	مَامُوْنٌ(ج)	(x)
باب افعال	اَ اْمَنَ	یُؤْمِنُ	اَ اْمِنْ	مُؤْمِنٌ	مُؤْمَنٌ	اِ اْمَانٌ
	آمَنَ(ل)	یُوْمِنُ(ج)	آمِنْ(ل)	مُوْمِنٌ(ج)	مُوْمَنٌ(ج)	اِیْمَانٌ(ل)

مشق نمبر ۶۳

ثلاثی مجرد اور ابواب مزید فیہ سے (باب انفعال کے سوا) لفظ "اَلِفَ" کی صرف صغیر اوپر دی گئی مثال کے مطابق کریں۔ یہ لفظ مختلف ابواب میں جن معانی میں استعمال ہوتا ہے وہ نیچے دیئے جا رہے ہیں۔

اَلِفَ (س) اَلْفًا = مانوس ہونا، محبت کرنا۔ (افعال) = مانوس کرنا، خوگر بنانا۔

(تفعیل) = جمع کرنا، اکٹھا کرنا۔ (مفاعلہ) = باہم محبت کرنا، الفت کرنا۔

(تفعل) = اکٹھا ہونا۔ (تفاعل) = اکٹھا ہونا۔ (افتعال) = متحد ہونا۔

(استفعال) = الفت چاہنا۔

مہموز (۲)

۱ : ٦٦ آپ نے گزشتہ سبق میں مہموز کے قواعد پڑھ لئے اور کچھ مشق بھی کر لی ہے۔ اب اس سبق میں مہموز کے متعلق کچھ مزید باتیں آپ نے سمجھنا ہیں جو قرآن فہمی کے لئے ضروری ہیں۔

۲ : ٦٦ مہموز الفا کے تین افعال ایسے ہیں جن کا فعل امر قاعدے کے مطابق استعمال نہیں ہوتا۔ انہیں نوٹ کر لیں۔ اَمَرَ (ن) = حکم دینا' اَكَلَ (ن) = کھانا اور اَخَذَ (ن) = پکڑنا کے فعل امر کی اصلی شکل بالترتیب اُؤْمُرْ' اُؤْكُلْ اور اُؤْخُذْ بنتی ہے پھر قاعدے کے مطابق انہیں اُوْمُرْ' اُوْكُلْ اور اُوْخُذْ استعمال ہونا چاہئے تھا لیکن یہ خلافِ قاعدہ مُرْ' كُلْ اور خُذْ استعمال ہوتے ہیں۔

۳ : ٦٦ لفظ اَخَذَ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ باب افتعال میں بھی خلاف قاعدہ استعمال ہوتا ہے جس میں اس کی اصلی شکل اِئْتَخَذَ' يَأْتَخِذُ' اِئْتِخَاذًا بنتی ہے جسے قواعد کے مطابق تبدیل ہو کر اِيْتَخَذَ' يَاتَخِذُ' اِيْتِخَاذًا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اہل زبان خاص اس فعل میں "ء" کو "ت" میں بدل کر افتعال والی "ت" میں ادغام کر دیتے ہیں۔ یعنی اِئْتَخَذَ سے اِتْتَخَذَ پھر اِتَّخَذَ۔ اسی طرح اس کا مضارع يَأْتَخِذُ سے يَتْتَخِذُ پھر يَتَّخِذُ اور مصدر اِئْتِخَاذٌ سے اِتْتِخَاذٌ پھر اِتِّخَاذٌ (پکڑنا' بنالینا) استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ مذکورہ تینوں افعال کے فعل امر حاضر کی بدلی ہوئی شکل مُرْ' كُلْ' خُذْ اور اِتَّخَذَ سے مختلف صیغے قرآن کریم میں بکثرت اور بار بار استعمال ہوئے ہیں۔

۴ : ٦٦ مہموز العین میں ایک لفظ سَئَلَ کے متعلق بھی کچھ باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اس کے مضارع کی اصلی شکل يَسْاَلُ بنتی ہے اور زیادہ تر یہی استعمال بھی ہوتی ہے۔ البتہ قرآن میں یہ بصورت "يَسْئَلُ" بھی لکھا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اسے

خلاف قاعدہ یَسَلُ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے فعل امر کی اصلی شکل اِسْئَل بنتی ہے۔ یہ اگر جملہ کے درمیان میں آئے تو زیادہ تر اسی طرح استعمال ہوتی ہے لیکن اگر جملہ کے شروع میں آئے تو پھر "سَلْ" استعمال کرتے ہیں جیسے "سَلْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ"۔ (البقرہ : ۲۱۱)

۵ : ۶۶ مہموز الفاء کے جن صیغوں میں فا کلمہ کا ہمزہ اپنے ماقبل ہمزہ الوصل کی حرکت کی بنا پر لازمی قاعدہ کے تحت "وْ" یا "یْ" میں تبدیل ہو جاتا ہے' ایسے صیغوں سے قبل اگر کوئی آگے ملانے والا حرف مثلاً "وَ" یا "فَ" یا "ثُمَّ" وغیرہ آ جائے تو بدلی ہوئی "وْ" یا "یْ" کی جگہ ہمزہ واپس آ جاتا ہے اور ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل صامت ہو جاتا ہے بلکہ اکثر لکھنے میں بھی گرا دیا جاتا ہے۔ جیسے "ا م ر" سے باب افتعال میں فعل امر قاعدہ کے تحت اِیْتَمِرْ (مشورہ کرنا' سازش کرنا) بنا تھا' اسے "وَ" کے بعد وَأْتَمِرْ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اسی طرح اَذِنَ کا فعل امر اِیْذَنْ بنا تھا' یہ فَأْذَنْ ہو گا۔ ان دونوں مثالوں میں ہمزہ اصلیہ واپس آیا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گر گیا ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں فعل امر "مُرْ" کا بھی ہمزہ اصلیہ لوٹ آتا ہے اور وہ وَأْمُرْ ہو جاتا ہے۔ لیکن کُلْ اور خُذْ کا ہمزہ اصلیہ نہیں لوٹتا اور ان کو وَكُلْ اور وَخُذْ ہی پڑھتے ہیں۔

۶ : ۶۶ ہمزۂ استفہام کے بعد اگر کوئی معرف باللام اسم آ جائے تو ایسی صورت میں ہمزۂ استفہام کو "مد" دے دیتے ہیں۔ جیسے اَ اَلرَّجُلُ (کیا مرد) کو آلرَّجُلُ لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح اَ اَللّٰهُ (کیا اللہ) کو آللّٰهُ' اَ اَلذَّكَرَيْنِ (کیا دو نر جانور) کو آلذَّكَرَيْنِ اور اَ اَلْآنَ (کیا اب) کو عام عربی میں تو "آلْآنَ" مگر قرآن مجید میں "آلْئٰنَ" لکھتے ہیں۔

۷ : ۶۶ دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزۂ استفہام کے بعد ہمزۃ الوصل سے شروع ہونے والا کوئی فعل آ جائے' مثلاً باب افتعال' استفعال وغیرہ کا کوئی صیغہ تو ایسی صورت میں صرف ہمزۂ استفہام پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے اور پڑھنے دونوں

میں گرا دیا جاتا ہے، جیسے اَ اِتَّخَذْتُمْ (کیا تم لوگوں نے بنالیا) کو اَتَّخَذْتُمْ لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح اَ اِسْتَکْبَرْتَ (کیا تو نے تکبر کیا؟) کو اَسْتَکْبَرْتَ اور اَ اِسْتَغْفَرْتَ (کیا تو نے بخشش مانگی؟) کو اَسْتَغْفَرْتَ لکھا اور بولا جائے گا۔

۸ : ۶۶ ہمزۂ استفہام کی مذکورہ بالا دونوں صورت حال کے متعلق یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اس پر لازمی تبدیلی والے قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس قاعدے کی دو شرائط ہیں جو مذکورہ صورت حال میں موجود نہیں ہیں۔ لازمی قاعدہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزۂ استفہام متعلقہ لفظ کا حرف نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ شرط پوری نہیں ہوتی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دوسرا ہمزہ ساکن ہو جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزۃ الوصل متحرک ہوتا ہے۔ اس لئے یہ شرط بھی پوری نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذکورہ بالا تبدیلیوں کو الگ لکھا گیا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

اَمِنَ (س) اَمْنًا = امن میں ہونا (ک) اَمَانَةً = امانت دار ہونا (افعال) = امن دینا، تصدیق کرنا	اَخَذَ (ن) اَخْذًا = پکڑنا (افتعال) = بنالینا
	اَذِنَ (س) اَذْنًا = کان لگا کر سننا، اجازت دینا (تفعیل) = آگاہ کرنا، اذان دینا
ا خ ر۔ ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا (تفعیل) = پیچھے کرنا (تفعل، استفعال) = پیچھے رہنا	اَمَرَ (ن) اَمْرًا = حکم دینا (س، ک) اِمَارَةً = حاکم ہونا
آخَرُ = دوسرا آخِرٌ = آخری	عَدَلَ (ض) عَدْلاً = برابر کرنا عَدْلٌ = برابر کی چیز، مثل، انصاف
	قَبِلَ (س) قُبُوْلاً = قبول کرنا

مشق نمبر ۶۴

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں :

(i) مہموز اسماء و افعال تلاش کریں

(ii) ان کی اقسام، مادہ اور صیغہ بتائیں

(iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (۲) يٰاٰدَمُ
اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا (۳) وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ
مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۴) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ (۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ
اللّٰهُ وَلَدًا (۶) فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (۷) يٰاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۸) فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الظّٰلِمِيْنَ (۹) فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا (۱۰) وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا
لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (۱۱) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ (۱۲) لَوْ اَنْفَقْتَ مَا
فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ (۱۳) وَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ (۱۴) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (۱۵) مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

مضاعف (۱)

(ادغام کے قاعدے)

۶۷ : ۱ سبق نمبر ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مضاعف ایسے اسماء وافعال کو کہتے ہیں جن کے مادے میں ایک ہی حرف دو دفعہ آجائے، یعنی "مِثْلَیْن" یکجا ہوں۔ ایسی صورت میں عام طور پر دونوں حروف کو ملا کر پڑھتے ہیں، یعنی "حَبَبَ" کی بجائے "حَبَّ" اور اسے "ادغام" کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مثلین کا ادغام نہیں کیا جاتا بلکہ الگ الگ ہی پڑھتے ہیں جیسے مَدَدَ (مدد کرنا) اسے "فَلِکِّ ادغام" کہتے ہیں۔ اور اب ہمیں انہی کے متعلق قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ چنانچہ اس سبق میں ہم ادغام کے قواعد سمجھیں گے اور ان شاء اللہ اگلے سبق میں فک ادغام کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۶۷ : ۲ قواعد کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں واضح کرلیں کہ کسی مادے میں مثلین کی موجودگی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ مادہ کا فا کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہو۔ جیسے قَلَقٌ (بے چینی) ثُلُثٌ (ایک تہائی) وغیرہ۔ یہاں مثلین موجود تو ہیں لیکن مُلْحِق (ملے ہوئے) نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان ایک دوسرا حرف حائل ہے۔ اس لئے ان کے ادغام کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

۶۷ : ۳ مثلین کے ملحق ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی مادے کا فا کلمہ اور عین کلمہ ایک ہی حرف ہوں جیسے دَدَنٌ (کھیل تماشا) بَبَرٌ (شیر) وغیرہ۔ ایسی صورت میں بھی ادغام نہیں کیا جاتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی مادہ کا عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہو، جیسے مَدَدٌ، شَقَقٌ وغیرہ۔ یہاں فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ادغام ہوگا یا فک ادغام ہوگا۔ چنانچہ جن قواعد کا ہم مطالعہ کرنے جا رہے ہیں ان کے

متعلق یہ بات نوٹ کرلیں کہ ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ مضاعف کی بقیہ اقسام کا ان قواعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عین کلمہ کے حرف کے لئے ہم "مثل اول" اور لام کلمہ کی جگہ آنے والے اسی حرف کے لئے "مثل ثانی" کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

۴ : ۶۷ ادغام کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول ساکن ہے اور مثل ثانی متحرک ہے تو ان کا ادغام کردیتے ہیں، جیسے رَبْ بٌ سے رَبٌّ، سِرْرٌ سے سِرٌّ وغیرہ۔

۵ : ۶۷ ادغام کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول اور مثل ثانی دونوں متحرک ہوں اور ان کا ماقبل بھی متحرک ہو تو مثل اول کی حرکت کو گرا کر اسے ساکن کردیتے ہیں۔ پھر پہلے قاعدے کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے جیسے مَدَدٌ سے مَدْدٌ اور پھر مَدٌّ ہو جائے گا۔ یہی مادہ جب باب افتعال میں جائے گا تو اس کا ماضی و مضارع اصلاً اِمْتَدَدَ، یَمْتَدِدُ ہو گا، جو اس قاعدہ کے تحت پہلے اِمْتَدْدَ، یَمْتَدْدُ ہو گا پھر اِمْتَدَّ، یَمْتَدُّ ہو جائے گا۔

۶ : ۶۷ ادغام کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول اور مثل ثانی دونوں متحرک ہوں لیکن ان کا ماقبل ساکن ہو تو مثل اول کی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود اس کو ساکن کردیتے ہیں۔ پھر پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے۔ جیسے مَدَدَ (ن) کا مضارع اصلاً یَمْدُدُ ہو گا، جو اس قاعدہ کے تحت یَمُدْدُ ہو گا اور پھر یَمُدُّ ہو جائے گا۔

۷ : ۶۷ مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لئے آپ کو دیئے ہوئے الفاظ کی صرفِ صغیر کرنی ہو گی۔ ذیل میں ہم مادہ ش ق ق سے ثلاثی مجرد، باب تفعیل اور باب مفاعلہ کی صرفِ صغیر دے رہے ہیں۔ پہلی لائن میں اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل

شدہ شکل دی گئی ہے۔ جہاں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے وہاں (x) کا نشان لگا دیا ہے۔ یہاں ہم نے صرف صغیر کے صرف پانچ صیغے لئے ہیں۔ کیونکہ فعل امر پر اگلے سبق میں بات ہوگی (ان شاء اللہ)۔

مختصر صرف صغیر

باب	ماضی	مضارع	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	شَقَقَ	يَشْقُقُ	شَاقِقٌ	مَشْقُوْقٌ	شَقْقٌ
	شَقَّ	يَشُقُّ	شَاقٌّ	(x)	شَقٌّ
تفعیل	شَقَّقَ	يُشَقِّقُ	مُشَقِّقٌ	مُشَقَّقٌ	تَشْقِيْقٌ
	(x)	(x)	(x)	(x)	(x)
مفاعلہ	شَاقَقَ	يُشَاقِقُ	مُشَاقِقٌ	مُشَاقَقٌ	مُشَاقَقَةٌ
	شَاقَّ	يُشَاقُّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقَّةٌ

نوٹ : باب مفاعلہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول کی استعمالی شکل یکساں ہے

ذخیرۂ الفاظ

مَدَّ(ن)مَدًّا = کھینچنا، پھیلانا	شَقَّ(ن)شَقًّا = پھاڑنا
(ن)مَدَدًا = مدد کرنا	(ن)مَشَقَّةً = دشوار ہونا
(افعال) = مدد کرنا	(تفعیل) = چیرنا
(تفعیل) = پھیلانا	(مفاعلہ) = مخالفت کرنا
(مفاعلہ) = ٹال مٹول کرنا	(تفعل) = پھٹ جانا
(تفعل) = پھیلنا، کھینچ جانا	(تفاعل) = آپس میں عداوت رکھنا
(تفاعل) = مل کر کھینچنا، تاننا	(افتعال) = پھٹا ہوا ٹکڑا لینا
(افتعال) = دراز ہونا	(انفعال) = پھٹ جانا
(استفعال) = مدد مانگنا	

مشق نمبر ۶۵

(i) ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے (باب انفعال کے علاوہ) لفظ مدد کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرف صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔

(ii) ابواب تفعل، تفاعل، افتعال اور انفعال سے لفظ شقق کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرف صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔

مضاعف (۲)

(فک ادغام کے قاعدے)

۱ : ۶۸ گزشتہ سبق میں ہم یہ بات نوٹ کر چکے ہیں کہ مضاعف کے جن قواعد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ اب غور کریں کہ مضاعف کی اس قسم میں حروف کی حرکات یا سکون کے لحاظ سے صرف درج ذیل تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ چوتھی صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔

(i) پہلی صورت : مثل اول ساکن + مثل ثانی متحرک

(ii) دوسری صورت : مثل اول متحرک + مثل ثانی متحرک

(iii) تیسری صورت : مثل اول متحرک + مثل ثانی ساکن

پہلی دو صورتوں کے متعلق ادغام کے قواعد ہم گزشتہ سبق میں پڑھ چکے ہیں۔ اس سبق میں اب ہم تیسری صورت کے متعلق قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲ : ۶۸ کسی مضاعف میں اگر مثل اول متحرک اور مثل ثانی ساکن ہو تو فک ادغام لازم ہوتا ہے' یعنی ایسی صورت میں ادغام ممنوع ہوتا ہے' مثلاً فَعَلْتَ کے وزن پر مَدَدَ سے مَدَدْتَ اور شَقَقَ سے شَقَقْتَ اپنی اصلی شکل میں ہی بولا اور لکھا جائے گا۔

۳ : ۶۸ اب آگے بڑھنے سے قبل مذکورہ بالا تیسری صورت کے متعلق کچھ باتیں ذہن میں واضح کر لیں۔ فعل ماضی کی گردان کے چودہ صیغوں پر اگر آپ غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک رہتا ہے' جبکہ چھٹے صیغے سے آخر تک لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مضارع کی گردان میں بھی جمع مونث کے دونوں صیغوں میں لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر

سکتے ہیں کہ فک ادغام کے مذکورہ بالا قاعدہ کا اطلاق بالعموم کہاں ہو گا۔

۶۸ : ۴ تیسری صورت کے واقع ہونے کی ایک وجہ اور بھی ہوتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی وجہ سے مضارع کو جب مجزوم کرنا ہوتا ہے تو اس کے لام کلمہ پر علامت سکون لگا دیتے ہیں۔ گویا اس وقت بھی مضاعف میں صورت یہی بن جاتی ہے کہ اس کا مثل اول متحرک اور مثل ثانی ساکن ہوتا ہے۔ فک ادغام کے اگلے قاعدہ کا تعلق اسی صورتحال سے متعلق ہے۔

۶۸ : ۵ کسی مضاعف میں اگر مثل اول متحرک اور مثل ثانی مجزوم ہونے کی وجہ سے ساکن ہو تو ادغام اور فک ادغام دونوں جائز ہیں۔ مثلاً مَدَدَ کا مضارع اصلاً یَمْدُدُ ہے۔ اس سے فعل امر اُمْدُدْ بنتا ہے۔ اس کا اس طرح استعمال بھی درست ہے۔

۶۸ : ۶ مَدَدَ کے ادغام شدہ مضارع یَمْدُدُ (یَمُدُّ) سے جب فعل امر بناتے ہیں تو علامت مضارع گرانے کے بعد مُدْدُ بنتا ہے۔ پھر لام کلمہ کو مجزوم کرتے ہیں تو اس کی شکل مُدْدْ بنتی ہے جس کو پڑھ نہیں سکتے۔ پڑھنے کے لئے لام کلمہ کو کوئی حرکت دینی پڑتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ ما قبل اگر ضمہ (پیش) ہو تو لام کلمہ کو کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ یعنی فعل امر مُدُّ، مُدَّ اور مُدِّ تینوں شکلوں میں درست ہے۔ لیکن اگر ما قبل فتحہ یا کسرہ ہو تو لام کلمہ کو ضمہ نہیں دے سکتے، البتہ فتحہ یا کسرہ میں سے کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ مثلاً فَرَّ یَفِرُّ سے اِفْرِرْ یا فِرِّ یا فِرَّ اور مَسَّ یَمَسُّ سے اِمْسَسْ یا مَسِّ بنے گا۔

۶۸ : ۷ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اکثر ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معانی ہوتے ہیں۔ ایسا ان الفاظ میں بھی ممکن ہے جو مضاعف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عام طور پر ایک معنی دینے والے اسم کو ادغام کے ساتھ اور دوسرے معنی دینے والے اسم کو ادغام کے بغیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً مَدٌّ (کھینچنا) اور مَدَدٌ (مدد کرنا)

قَصٌّ (کاٹنا یا کترنا) اور قَصَصٌ (قصہ بیان کرنا)' سَبٌّ (گالی) اور سَبَبٌ (سبب) وغیرہ۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ مضاعف ثلاثی مجرد کے باب فَتَحَ اور حَسِبَ سے استعمال نہیں ہوتا' جبکہ مزید فیہ کے تمام ابواب سے استعمال ہو سکتا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ضَلَّ(ض)ضَلَالاً' ضَلَالَةً = گمراہ ہونا (افعال) = گمراہ کرنا' ہلاک کرنا	عَدَّ(ن)عَدًّا = شمار کرنا' گننا (افعال) = تیار کرنا عَدَدٌ = گنتی عِدَّةٌ = چند' تعداد
ذَلَّ(ض)ذِلَّةً = نرم ہونا' خوار و رسوا ہونا (افعال+تفعیل) = خوار و رسوا کرنا ذُلٌّ = نرمی' تواضع ذِلٌّ = تابعداری' ذلت	
	عَزَّ(ض)عِزًّا = قوی ہونا' دشوار ہونا' باعزت ہونا (افعال) = عزت دینا
ظَلَّ(س)ظَلاًّ = سایہ دار ہونا (تفعیل)=سایہ کرنا ظِلٌّ سایہ	حَبَّ(ض)حُبًّا = محبت کرنا افعال=محبت کرنا حَبَّةٌ = دانہ
ضَرَّ(ن)ضَرًّا = تکلیف دینا' مجبور کرنا ضُرٌّ = نقصان' سختی	حَجَّ(ن)حَجًّا = دلیل میں غالب آنا' قصد کرنا (مفاعلہ) = دلیل بازی کرنا' جھگڑا کرنا حُجَّةٌ = دلیل
رَدَّ(ن)رَدًّا = واپس کرنا' لوٹانا (افتعال) = اپنے قدموں پر لوٹنا' الٹے پاؤں واپس ہونا	فَرَّ(ض)فِرَارًا = بھاگنا' دوڑنا مَسَّ(س)مَسًّا = چھونا كَشَفَ(ض)كَشْفًا = ظاہر کرنا' کھولنا
تَبِعَ(س)تَبَعًا = کسی کے ساتھ یا پیچھے چلنا (افتعال) = نقش قدم پر چلنا' پیروی کرنا	
دَبَرَ(ن)دَبْراً = پیچھے پھرنا دُبُرٌ(ج اَدْبَارٌ) = کسی چیز کا پچھلا حصہ' پیٹھ	

مشق نمبر ۶۶ (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی صرفِ صغیر کریں اور فعل امر کی تمام ممکن صورتیں لکھیں۔ (i) ضَلَّ(ض) (ii) ظَلَّ(س) (iii) عَدَّ(ن)

مشق نمبر ۶۶ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی اقسام، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) ضَلَلْتُ (۲) تَعُدُّوْنَ (۳) ظَلَّلْنَا (۴) اَضِلُّ (۵) فَرَرْتُمْ (۶) ظِلٌّ
(۷) ضَارٌّ (۸) فِرُّوا (۹) مُضِلٌّ (۱۰) تَشَقَّقُ (۱۱) اَظُنُّ (۱۲) ضَالٌّ
(۱۳) تُرَدُّوْنَ (۱۴) اَعَدَّ (۱۵) شَاقُّوْا (۱۶) تُحَاجُّوْنَ (۱۷) اَضَلُّوْا
(۱۸) اُعِدَّتْ (۱۹) شِقَاقٌ (۲۰) تُعِزُّ (۲۱) حُجَّةٌ

نوٹ : اسماء وافعال کی اقسام سے مراد یہ ہے کہ اگر اسم ہے تو اسماء کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟ اگر فعل ہے تو اس کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟

مشق نمبر ۶۶ (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَمَاهُمْ بِضَارِّينَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۲) وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (۳) وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (۴) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (۵) لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (۶) وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِكُمْ (۷) وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا (۸) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ (۹) وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَاجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ (۱۰) اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ (۱۱) فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ (۱۲) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْاَرْضَ (۱۳) وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ (۱۴) اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (۱۵) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (۱۶) فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ

ہم مخرج اور قریب مخرج حروف کے قواعد

۱ : ۶۹ گزشتہ دو اسباق میں ہم نے ادغام اور فک ادغام کے جن قواعد کا مطالعہ کیا ہے ان کا تعلق "مثلین" سے تھا' یعنی جب ایک ہی حرف دو مرتبہ آ جائے۔ اب ہمیں تین مزید قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ جن کا تعلق ہم مخرج اور قریب المخرج حروف سے ہے۔ لیکن ان قواعد کا دائرہ بہت محدود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے دو قاعدوں کا تعلق صرف باب افتعال سے ہے جبکہ تیسرے قاعدہ کا تعلق صرف باب تفعل اور باب تفاعل سے ہے۔ نیز یہ کہ متعلقہ حروف گنتی کے چند حروف ہیں جو آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔

۲ : ۶۹ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ باب افتعال کا فا کلمہ اگر د' ذیاز میں سے کوئی حرف ہو تو بابِ افتعال کی "ت" تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فا کلمہ پر ہے' پھر اس پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہو تا ہے۔ مثلاً دَخَلَ باب افتعال میں اِدْتَخَلَ ہو گا' پھر جب "ت" تبدیل ہو کر "د" بنے گی تو یہ اِدْدَخَلَ بنے گا' پھر ادغام کے قاعدے کے تحت اِدَّخَلَ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے ذَکَرَ سے اِذْتَکَرَ' پھر اِذْذَکَرَ اور بالآخر اِذَّکَرَ ہو جائے گا۔

۳ : ۶۹ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ باب افتعال کا فا کلمہ اگر ص' ض' ط' ظ میں سے کوئی حرف ہو تو باب افتعال کی "ت" تبدیل ہو کر "ط" بن جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ادغام کی ضرورت نہیں پڑتی' الا یہ کہ فا کلمہ بھی "ط" ہو۔ مثلاً صَبَرَ باب افتعال میں اِصْتَبَرَ بنتا ہے لیکن اِصْطَبَرَ استعمال ہو تا ہے' اسی طرح ضَرَّ باب افتعال میں اِضْتَرَّ کے بجائے اِضْطَرَّ استعمال ہو تا ہے۔ اور طَلَعَ سے اِطْتَلَعَ کی بجائے اِطْطَلَعَ اور پھر اِطَّلَعَ استعمال ہو تا ہے۔

۶۹ : ۴ تیسرے قاعدے کا تعلق دس حروف سے ہے۔ پہلے ان حروف کو یاد کرنے کی ترکیب سمجھ لیں' پھر قاعدہ سمجھیں گے۔ ایک کاغذ پر د' ذ سے لے کر ط' ظ تک حروف تہجی ترتیب وار لکھ لیں پھر ان میں سے حرف "ر" کو حذف کر دیں اور شروع میں "ث" کا اضافہ کر لیں اس طرح مندرجہ ذیل حروف آپ کو آسانی سے یاد ہو جائیں گے۔

ث' د' ذ' ز' س' ش' ص' ض' ط' ظ

۶۹ : ۵ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ باب تفعل یا تفاعل کے فاکلمہ پر اگر مذکورہ بالا حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو ان ابواب کی "ت" تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فاکلمہ پر آیا ہے' اس کے بعد ان پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم دونوں ابواب کی الگ الگ مثال دے رہے ہیں تاکہ آپ تبدیلی کے ہر مرحلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

۶۹ : ۶ ذکر باب تفعل میں تَذَکَّرَ بنتا ہے۔ پھر جب "ت" تبدیل ہو کر "ذ" بنے گی تو یہ ذَذَکَّرَ ہو جائے گا اب مثلین یکجا ہیں اور دونوں متحرک ہیں' چنانچہ ادغام کے قاعدہ کے تحت مثل اول کو ساکن کریں گے تو یہ ذْذَکَّرَ بنے گا جو پڑھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے اس سے قبل ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اِذْذَکَّرَ ہو گا اور پھر اِذَّکَّرَ ہو جائے گا۔ یہ بات ضروری ہے کہ باب افتعال میں اِذَّکَرَ اور باب تفعل میں اِذَّکَّرَ کے فرق کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔

۶۹ : ۷ اسی طرح ثَقَلَ باب تفاعل میں تَثَاقَلَ بنتا ہے۔ جب "ت" تبدیل ہو کر "ث" بنے گی تو یہ ثَثَاقَلَ بنے گا۔ پھر مثل اول کو ساکن کر کے ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اِثْثَاقَلَ اور پھر اِثَّاقَلَ ہو جائے گا۔

۶۹ : ۸ اب یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ مذکورہ بالا تیسرا قاعدہ اختیاری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باب تفعل اور باب تفاعل میں مذکورہ حروف سے شروع ہونے

والے الفاظ تبدیلی کے بغیر اور تبدیل شدہ شکل میں دونوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔ یعنی تَذَکَّرَ بھی درست ہے اور اِذَّکَّرَ بھی درست ہے۔ اسی طرح تَثَاقَلَ بھی درست ہے اور اِثَّاقَلَ بھی درست ہے۔

۹ : ۶۹ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ باب تفعل اور تفاعل کے فعل مضارع کے جن صیغوں میں دو "ت" یکجا ہو جاتی ہیں وہاں ایک "ت" کو گرا دینا جائز ہے، مثلاً تَتَذَکَّرَ اور تَذَکَّرَ دونوں درست ہیں۔ اور گزشتہ سبق کی مشق میں آپ نے تَشَقَّقُ پڑھا تھا جو کہ اصل میں تَتَشَقَّقُ تھا۔

ذخیرۂ الفاظ

ذَکَرَ (ن) ذِکْرًا = یاد کرنا (تفعل) = کوشش کرکے یاد کرنا، نصیحت حاصل کرنا	دَرَءَ (ف) دَرْءً = زور سے دھکیلنا (تفاعل) = بات کو ایک دوسرے پر ڈالنا
سَبَقَ (ن،ض) سَبَقًا = آگے بڑھنا (افتعال) = اہتمام سے آگے بڑھنا = آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا	صَدَقَ (ن) صِدْقًا = سچ بولنا، بے لوث نصیحت کرنا (تفعل) = بدلہ کی خواہش کے بغیر دینا = خیرات کرنا
صَبَرَ (ض) صَبْرًا = برداشت کرنا، رکے رہنا (افتعال) = اہتمام سے ڈٹے رہنا	صَنَعَ (ف) صَنْعًا = بنانا (افتعال) = بنانے کا حکم دینا، چن لینا
طَهَرَ (ف) طَهْرًا = گندگی دور کرنا (ن،ک) طُهُوْرًا، طَهَارَةً = پاک ہونا (تفعیل) = دھونا، پاک کرنا (تفعل) = کوشش کرکے اپنی گندگی دور کرنا، = پاک ہونا	ضَرَّ (مشق نمبر ۲۶ کا ذخیرۂ الفاظ دیکھیں) (افتعال) = مجبور کرنا زَمَلَ (ن،ض) زِمَالًا = ایک جانب جھکے ہوئے دوڑنا (تفعل) = لپٹنا دَثَرَ (ن) دُثُوْرًا = مٹنے لگنا، بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونا (تفعل) = اوڑھنا

مشق نمبر ٦٧ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صغیر کریں۔

(i) دخ ل (افتعال) (ii) ص دق (تفعل) (iii) س ء ل (تفاعل)

(iv) ض رر (افتعال) (v) ط ه ر (تفعل) (vi) د ر ک (تفاعل)

مشق نمبر ٦٧ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) يَذَّكَّرُ (۲) يَتَذَكَّرُ (۳) تَدَارَكَ (۴) اِدَّرَكَ (۵) نَسْتَبِقُ (۶) مُدَّخَلاً
(۷) اِصْطَبِرْ (۸) مُطَهَّرَةٌ (۹) اِدَّرَءْتُمْ (۱۰) مُتَطَهِّرِيْنَ۔ (۱۱) تَصَدَّقَ
(۱۲) اِثَّاقَلْتُمْ (۱۳) لَنَصَّدَّقَنَّ (۱۴) يَتَطَهَّرُوْنَ (۱۵) مُطَّهِّرِيْنَ (۱۶) يَتَسَاءَ لُوْنَ
(۱۷) اِصْطَنَعْتُ (۱۸) مُصَّدِّقُوْنَ (۱۹) مُتَصَدِّقَاتٌ (۲۰) اَلْمُزَّمِّلُ
(۲۱) اَلْمُدَّثِّرُ (۲۲) يَشَّقَّقُ (۲۳) اِضْطَرَّ

مشق نمبر ٦٧ (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۲) يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَاسَعٰى (۳) اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا (۴) فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (۵) وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (۶) وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا (۷) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۸) فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (۹) لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۰) فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (۱۱) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِى (۱۲) يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۱۳) يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۱۴) ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ (۱۵) يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ

مثال

۱ : ۰۷ پیراگراف ۷ : ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی فعل کے فا کلمہ کی جگہ اگر کوئی حرف علت یعنی "و "یا" ی " آجائے تو اسے مثال کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ فا کلمہ کی جگہ اگر "و "ہو تو اسے مثال واوی اور اگر "ی "ہو تو اسے مثال یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم مثال میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲ : ۰۷ مثال میں ثلاثی مجرد سے فعل ماضی (معروف اور مجہول) دونوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ البتہ مزید فیہ سے ماضی کے چند ایک صیغوں میں تبدیلی ہوتی ہے اور مثال یائی میں مثال واوی کی نسبت کم تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بہرحال جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر مندرجہ ذیل قواعد کے تحت ہوتی ہیں۔

۳ : ۰۷ مثال واوی میں ثلاثی مجرد کے فعل مضارع معروف میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مثال واوی اگر باب ضَرَبَ' حَسِبَ یا فَتَحَ سے ہو تو اس کے مضارع معروف میں واو گر جاتا ہے لیکن اگر باب سَمِعَ یا کَرُمَ سے ہو تو واو برقرار رہتا ہے۔ جبکہ باب نَصَرَ سے مثال (واوی یا یائی) کا کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً وَعَدَ (ض) = "وعدہ کرنا" کا مضارع یَوْعِدُ کے بجائے یَعِدُ ہوگا وَرِثَ (ح) = "وارث ہونا" کا مضارع یَوْرِثُ کے بجائے یَرِثُ اور وَھَبَ (ف) = "عطا کرنا" کا مضارع یَوْھَبُ کے بجائے یَھَبُ ہوگا۔ اس کے برخلاف وَجِلَ (س) = "ڈر لگنا" کا مضارع یَوْجَلُ ہی ہوگا۔ اسی طرح وَحُدَ (ک) = اکیلا ہونا کا مضارع یَوْحُدُ ہی ہوگا۔

۴ : ۰۷ باب سَمِعَ کے دو الفاظ خلاف قاعدہ استعمال ہوتے ہیں اور یہ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں لہٰذا ان کو یاد کرلیجئے۔ وَسِعَ (س) = پھیل جانا' وسیع ہونا۔ اس کا مضارع قاعدہ کے لحاظ سے یَوْسَعُ ہونا چاہئے تھا لیکن یہ یَسَعُ استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح وَطِی (س) = "روندنا" کا مضارع یَوْطَو کے بجائے یَطَو استعمال ہوتا ہے۔

۵ : ۷۰ یہ بات یاد رکھیں کہ مضارع مجہول میں گرا ہوا واو واپس آجاتا ہے مثلاً یَعِدُ کا مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر یُوْعَدُ ہوگا۔ اسی طرح سے یَرِثُ کا مجہول یُوْرَثُ اور یَهَبُ کا یُوْهَبُ ہوگا۔

۶ : ۷۰ دوسرا قاعدہ جو مثال میں استعمال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ واو ساکن کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو واو کو ی میں بدل دیتے ہیں اور اگر یاء ساکن کے ماقبل ضمہ ہو تو ی کو واو میں بدل دیتے ہیں مثلاً یَوْجَلُ کا فعل امر اِوْجَلْ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت اِیْجَلْ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یَقُظَ (ک) = "بیدار ہونا" باب افعال میں اَیْقَظَ، یُیْقِظُ بنتا ہے لیکن اس کا مضارع اس قاعدہ کے تحت تبدیل ہو کر یُوْقِظُ ہو جاتا ہے۔

۷ : ۷۰ تیسرے قاعدے کا تعلق صرف باب افتعال سے ہے اور وہ یہ ہے کہ باب افتعال میں مثال کے فا کلمہ کی "و" یا "ی" کو "ت" میں تبدیل کر کے افتعال کی "ت" میں مدغم کو دیتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات نوٹ کر لیں کہ "و" کو تبدیل کرنا لازمی ہے جبکہ "ی" کی تبدیلی اختیاری ہے۔ مثلاً وَصَلَ باب افتعال میں اِوْتَصَلَ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت اِیْتَصَلَ اور پھر اِتَّصَلَ ہو جائے گا۔ جبکہ یَسَرَ باب افتعال میں اِیْتَسَرَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اِتَّسَرَ بھی۔

۸ : ۷۰ آپ کو یاد ہوگا کہ مہموز الفاء میں صرف ایک فعل یعنی اَخَذَ کا ہمزہ باب افتعال میں تبدیل ہو کر "ت" بنتا ہے مگر مثال واوی سے باب افتعال میں آنے والے تمام افعال میں "و" کی "ت" میں تبدیلی لازمی ہے۔ خیال رہے کہ مثال واوی سے باب افتعال میں آنے والے افعال کی تعداد زیادہ ہے جبکہ مثال یائی سے باب افتعال میں کل تین چار افعال آتے ہیں۔

۹ : ۷۰ اب آپ نوٹ کرلیں کہ باب افتعال کے مذکورہ قاعدہ کا اطلاق پوری صرف صغیر پر ہوتا ہے۔ مثلاً اِوْتَصَلَ سے اِتَّصَلَ یَوْتَصِلُ سے یَتَّصِلُ' اِوْتَصِلْ سے اِتَّصِلْ' مُوْتَصِلٌ سے مُتَّصِلٌ' مُوْتَصَلٌ سے مُتَّصَلٌ اور اِوْتِصَالٌ سے اِتِّصَالٌ۔

۱۰ : ۷۰ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ مثال کا فعل امر اس کے مضارع کی استعمالی شکل سے قاعدے کے مطابق بنتا ہے۔ مثلاً وَھَبَ کا مضارع یَھَبُ استعمال ہوتا ہے۔ فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گرائیں گے تو پہلا حرف متحرک ہے۔ اس لئے ہمزۃ الوصل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف لام کلمہ کو مجزوم کریں گے تو فعل امر ھَبْ بنے گا۔ وَسُمَ (ک) = خوبصورت ہونا کا مضارع یَوْسُمُ ہے۔ اس سے فعل امر بنانے کے لئے ہمزۃ الوصل لگا کر لام کلمہ مجزوم کریں گے تو فعل امر اُوْسُمْ بنے گا۔

ذخیرۂ الفاظ

وَكَلَ(ض)وَكْلاً = سپرد کرنا (تفعل)لَهٗ = کامیابی کا ضامن ہونا (تفعل)علیه = کامیابی کے لئے بھروسہ کرنا	عَرَضَ(ض)عَرْضًا = پیش کرنا (ن)عَرْضًا = کسی چیز کے کنارے میں جانا عَرُضَ(ک)عَرَاضَةً = چوڑا ہونا (افعال) = منہ موڑنا' اعراض کرنا
وَلَجَ(ض)وُلُوْجًا' لِجَةً = داخل ہونا (افعال) = داخل کرنا	وَزَرَ(ض)وِزْرًا' زِرَةً = بوجھ اٹھانا وِزْرٌ ج اَوْزَارٌ = بوجھ
یَقِنَ(س)یَقْنًا = واضح اور ثابت ہونا (افعال) = یقین کرنا	وَذَرَ(ف)وَذْرًا = چھوڑنا وَجَدَ(ض)وَجْدًا' جِدَةً = پانا وَعَدَ(ض)وَعْدًا' عِدَةً = وعدہ کرنا وَضَعَ(ف)وَضْعًا' ضَعَةً = رکھنا' بچہ جننا وَقَعَ(ض)وُقُوْعًا = گرنا' واقع ہونا وَزَنَ(ض)وَزْنًا' زِنَةً = تولنا' وزن کرنا وَجِلَ(س)وَجَلاً = خوف محسوس کرنا' ڈرنا شَرَحَ(ف)شَرْحًا = پھیلانا' کشادہ کرنا = بات کے مطالب کو کھولنا۔
یَسَرَ(ض)یَسْرًا = سہل و آسان ہونا (تفعیل) = سہل و آسان کرنا	
وَرِثَ(ح)وَرْثًا' رِثَةً = وارث ہونا (افعال) = وارث بنانا	
وَعَظَ(ض)وَعْظًا' عِظَةً = نصیحت کرنا	

مشق نمبر ۶۸ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں۔

۱۔ وض ع (ف) ۲۔ وج د (ض) ۳۔ وج ل (س) ۴۔ ی ق ن (افعال)
۵۔ وک ل (تفعل) ۶۔ وک ء (افتعال) ۷۔ ودع (استفعال)

مشق نمبر ۶۸ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں :

(۱) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (۲) اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (۳) فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى (۴) فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (۵) فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ (۶) وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (۷) وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَاۤءَ مَا يَزِرُوْنَ (۸) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۹) قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا (۱۰) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۱۱) وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (۱۲) عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۳) فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (۱۴) قَالُوْا لَا تَوْجَلْ (۱۵) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (۱۶) رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ (۱۷) اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ (۱۸) اِنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ (۱۹) وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۤئِيْلَ الْكِتٰبَ (۲۰) وَالسَّمَاۤءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ

اَجوف (حصہ اول)

۱۷ : ۱ سبق نمبر ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف علت (و / ی) آجائے تو اسے اجوف کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عین کلمہ کی جگہ اگر "و" ہو تو اسے اجوف واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے اجوف یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۱۷ : ۲ اجوف کا قاعدہ نمبر۱ یہ ہے کہ حرف علت (و / ی) اگر متحرک ہو اور اس کے ماقبل فتحہ (زبر) ہو تو حرف علت کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں جیسے قَوَلَ سے قَالَ ' بَیَعَ سے بَاعَ ' نَیِلَ سے نَالَ ' خَوِفَ سے خَافَ اور طَوُلَ سے طَالَ وغیرہ۔

۱۷ : ۳ اجوف کا قاعدہ نمبر۲ یہ ہے کہ حرف علت (و / ی) اگر متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو حرف علت اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود حرکت کے موافق حرف میں تبدیل ہو جاتا ہے ' جیسے خَوِفَ (س) کا مضارع یَخْوَفُ بنتا ہے۔ اس میں حرفِ علت متحرک اور ماقبل ساکن ہے اس لئے پہلے یہ یَخَوْفُ ہو گا اور پھر یَخَافُ ہو جائے گا۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) کا مضارع یَقْوُلُ سے یَقُوْلُ ہو گا اور یَقُوْلُ ہی رہے گا جبکہ بَیَعَ (ض) کا مضارع یَبْیِعُ سے یَبِیْعُ ہو گا اور یَبِیْعُ ہی رہے گا۔

۱۷ : ۴ اجوف کا قاعدہ نمبر۳ (الف) یہ ہے کہ اجوف کے عین کلمہ کے بعد والے حرف پر اگر علامت سکون ہو ' ساکن ہونے کی وجہ سے یا مجزوم ہونے کی وجہ سے ' تو دونوں صورتوں میں عین کلمہ کا تبدیل شدہ ا / و / ی گر جاتا ہے۔ اس کے بعد فا کلمہ کی حرکت کا فیصلہ قاعدہ نمبر۳ (ب) کے تحت کرتے ہیں۔

۱۷ : ۵ اجوف کا قاعدہ نمبر۳ (ب) یہ ہے کہ ا / و / ی گرنے کے بعد فا کلمہ پر غور کرتے ہیں۔ اگر وہ اصلاً ساکن تھا اور قاعدہ نمبر۲ کے تحت انتقال حرکت کی وجہ سے

متحرک ہوا ہے تو اس کی حرکت برقرار رہے گی۔ لیکن اگر فا کلمہ اصلاً مفتوح تھا تو اس کی فتح کو ضمہ یا کسرہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کا اصول یہ ہے کہ اس فعل کا مضارع اگر مضموم العین (باب نصر و کرم) ہے تو ضمہ دیتے ہیں ورنہ کسرہ۔ اب آپ اس قاعدہ کو چند مثالوں کی مدد سے ذہن نشین کر لیں۔

۶ : ۷۱ پہلے ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں انتقال حرکت ہوتی ہے۔ خَوِفَ (س) کے مضارع کی اصلی شکل یَخْوَفُ بنتی ہے۔ جب گردان کرتے ہوئے ہم جمع مونث غائب کے صیغہ پر پہنچیں گے تو اس کی اصل شکل یَخْوَفْنَ ہو گی اب صورتحال یہ ہے کہ حرف علت متحرک ہے اور ما قبل ساکن ہے اس لئے یہ اپنی حرکت ما قبل کو منتقل کر کے خود الف میں تبدیل ہو جائے گا تو شکل یَخَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے اس لئے قاعدہ ۳ (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ قاعدہ ۳ (ب) کے تحت فا کلمہ چونکہ اصلاً ساکن تھا اور اس کی حرکت منتقل شدہ ہے اس لئے وہ برقرار رہے گی۔ اس طرح استعمالی شکل یَخَفْنَ ہو گی۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) سے یَقْوُلْنَ پہلے یَقُوْلْنَ اور پھر یَقُلْنَ ہو گا جبکہ بَیَعَ (ض) سے یَبْیِعْنَ پہلے یَبِیْعْنَ اور پھر یَبِعْنَ ہو گا۔

۷ : ۷۱ اب ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں فا کلمہ اصلاً مفتوح ہوتا ہے۔ خَوِفَ (س) سے ماضی کی گردان کرتے ہوئے جب ہم جمع مونث غائب کے صیغے پر پہنچیں گے تو اس کی اصلی شکل خَوِفْنَ ہو گی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ حرف علت متحرک ہے اور اس کے ما قبل فتحہ ہے اس لئے واو تبدیل ہو کر الف بنے گا تو شکل خَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے۔ اس لئے قاعدہ ۳ (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ پھر قاعدہ ۳ (ب) کے تحت ہم نے دیکھا کہ فا کلمہ اصلاً مفتوح ہے اس لئے اس کی فتح کو ضمہ یا کسرہ میں بدلنا ہے۔ چونکہ اس کا مضارع مضموم العین نہیں ہے اس لئے فتح کو کسرہ میں تبدیل کریں گے تو استعمالی شکل خِفْنَ ہو گی۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) سے قَوَلْنَ پہلے قَالْنَ اور پھر قُلْنَ ہو گا جبکہ بَیَعَ (ض) سے بَیَعْنَ پہلے بَاعْنَ اور پھر

بِعْنَ ہو گا۔

۸ : ۷۱ انتقال حرکت والے قاعدہ نمبر۲ کے استثنائات کی فہرست ذرا طویل ہے۔ آپ کو انہیں یاد کرنا ہو گا۔

(۱) اسم الآلہ اس قاعدہ سے مستثنٰی ہیں جیسے مِکْیَالٌ (ناپنے کا آلہ) مِنْوَالٌ (کپڑے بننے کی کھڈی) مِغْوَلٌ (کدال) مِصْیَدَۃٌ (پھندا) وغیرہ بغیر تبدیلی کے اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

(۲) اسم التفضیل بھی اس سے مستثنٰی ہیں جیسے اَقْوَمُ (زیادہ پائیدار) اَطْیَبُ (زیادہ پاکیزہ) وغیرہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

(۳) الوان وعیوب کے مذکر کا وزن اَفْعَلُ بھی مستثنٰی ہے جیسے اَسْوَدُ 'اَبْیَضُ 'اَحْوَرُ

(۴) الوان و عیوب کے مزید فیہ کے ابواب بھی مستثنٰی ہیں جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے ہیں جیسے اِسْوَدَّ یَسْوَدُّ (سیاہ ہو جانا) اِبْیَضَّ یَبْیَضُّ (سفید ہو جانا) وغیرہ۔

(۵) فعل تعجب (جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے) بھی مستثنٰی ہیں جیسے مَا اَطْوَلَہٗ یا اَطْوِلْ بِہٖ (وہ کتنا لمبا ہے) مَا اَطْیَبَہٗ یا اَطْیِبْ بِہٖ (وہ کتنا پاکیزہ ہے) وغیرہ۔

مشق نمبر ۶۹

مندرجہ ذیل مادوں سے ماضی معروف اور مضارع معروف میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ کبیر کریں۔

۱۔ق و ل (ن)   ۲۔ب ی ع (ض)   ۳۔خ و ف (س)

اجوف (حصہ دوم)

۱ : ۷۲ گزشتہ سبق میں ہم نے اجوف کے کچھ قواعد سمجھ کر صرف کبیر پر ان کی مشق کرلی۔ اس سبق میں اب ہم صرف صغیر کے حوالہ سے کچھ باتیں سمجھیں گے۔ اس کے علاوہ محدود دائرہ کار والے کچھ مزید قواعد کا مطالعہ بھی کریں گے۔

۲ : ۷۲ اجوف سے فعل امر بنانے کے لئے کسی نئے قاعدہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ گزشتہ سبق کے دوسرے اور تیسرے قاعدہ کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً یَخَافُ (یَخْوَفُ) سے فعل امر کی اصلی شکل اِخْوَفْ بنتی ہے۔ دوسرے قاعدہ کے تحت "و" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرکے الف میں تبدیل ہوگا اور فاکلمہ متحرک ہوجانے کی وجہ سے ھمزۃ الوصل کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس طرح یہ خَافْ ہوجائے گا۔ پھر قاعدہ نمبر ۳ (الف) کے تحت الف گرے گا اور قاعدہ نمبر ۳ (ب) کے تحت فاکلمہ پر منتقل شدہ حرکت برقرار رہے گی۔ چنانچہ فعل امر خَفْ بنے گا۔ اسی طرح یَقُوْلُ (یَقْوُلُ) کا فعل امر اُقْوُلْ سے قُوْلْ اور پھر قُلْ ہوگا' جبکہ یَبِیْعُ (یَبْیِعُ) کا فعل امر اِبْیِعْ سے بِیْعْ اور پھر بِعْ ہوگا۔

۳ : ۷۲ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کے لئے اس کے وزن فَاعِلٌ کے عین کلمہ پر آنے والے حرف علت (و / ی) کو ہمزہ میں تبدیل کردیتے ہیں۔ جیسے خَافَ کا اسم الفاعل خَاوِفٌ کی بجائے خَائِفٌ' بَاعَ کا بَایِعٌ کی بجائے بَائِعٌ اور قَالَ کا قَاوِلٌ کی بجائے قَائِلٌ ہوگا۔ نوٹ کرلیں کہ فَاعِلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کا ہے اس لئے یہ قاعدہ صرف ثلاثی مجرد میں استعمال ہوتا ہے۔

۴ : ۷۲ اجوف کے اسم المفعول کا مطالعہ ہم دو حصوں میں کریں گے یعنی پہلے اجوف واوی کا اور پھر اجوف یائی کا۔ اجوف واوی سے اسم المفعول بنانے کے لئے بھی گزشتہ قواعد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر اصلاً "مَقْوُوْلٌ" ہوگا۔ اب "و" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرے گا اور اس

کے مابعد حرف ساکن ہے اس لئے وہ گر جائے۔ اس طرح وہ مَقُوْلٌ بنے گا۔ یاد کرنے میں آسانی کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف واوی کا اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے بجائے "مَفُوْلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔

۵ : ۷۲ اجوف یائی کا اسم المفعول خلاف قاعدہ "مَفِیْلٌ" کے وزن پر آتا ہے اور صحیح وزن یعنی "مَفْعُوْلٌ" پر بھی آتا ہے۔ اکثر الفاظ کا اسم المفعول دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً بَاعَ کا اسم المفعول مَبِیْعٌ اور مَبْیُوْعٌ دونوں درست ہیں۔ اسی طرح عَابَ کا مَعِیْبٌ اور مَعْیُوْبٌ دونوں درست ہیں۔ البتہ بعض مادوں سے اسم المفعول صرف مَفِیْلٌ کے وزن پر ہی آتا ہے جیسے شَادَ سے مَشِیْدٌ (مضبوط کیا ہوا) کَالَ سے مَکِیْلٌ (ناپا ہوا) وغیرہ۔

۶ : ۷۲ اجوف کے ایک قاعدہ کا زیادہ تر اطلاق ماضی مجہول میں ہوتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ حرف علت (و/ی) اگر مکسور ہے اور اس کے ماقبل ضَمَّہ ہو تو ضَمَّہ کو کسرہ میں بدل کر حرفِ علت کو "ی" ساکن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا ماضی مجہول اصلاً قُوِلَ ہوگا اور بَاعَ کا ماضی مجہول اصلاً بُیِعَ ہوگا۔ ان دونوں میں حرف علت مکسور ہے اور ماقبل ضمہ ہے اس لئے ضمہ کو کسرہ میں اور حرف علت کو یائے ساکن میں تبدیل کریں گے تو یہ قِیْلَ اور بِیْعَ ہو جائیں گے۔ یاد کرنے میں آسانی کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر "فِیْلَ" کے وزن پر آتا ہے۔ البتہ اجوف کے مضارع مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

۷ : ۷۲ ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب ایک لفظ میں دو حروف علت "و/ی" یکجا ہو جائیں اور ان میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر کے ان کا ادغام کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق "فَیْعِلٌ" کے وزن پر آنے والے اجوف واوی کے بعض اسماء میں تبدیلی ہوتی ہے مثلاً سَاءَ (سَوَءَ) سے فَیْعِلٌ کے وزن پر سَیْوِءٌ بنتا ہے پھر اس قاعدہ کے مطابق سَیِّیءٌ (برائی) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سَادَ (سَوَدَ) سے سَیْوِدٌ پھر سَیِّدٌ (سردار) اور مَاتَ (مَوَتَ) سے مَیْوِتٌ پھر

مَیِّتٌ (مردہ) ہو گا۔ جبکہ اجوف یائی میں چونکہ عین کلمہ "ی" ہوتا ہے اس لئے "فَیْعِلٌ" کے وزن پر آنے والے الفاظ میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی صرف ادغام ہوتا ہے۔ مثلاً طَابَ (طَیَبَ) سے طَیْیِبٌ پھر طَیِّبٌ ' لاَنَ (لَیَنَ) سے لَیْیِنٌ پھر لَیِّنٌ (نرم) اور بَانَ (بَیَنَ) سے بَیْیِنٌ پھر بَیِّنٌ (واضح) ہو گا۔

مشق نمبر ۷۰

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صغیر کریں۔

۱۔ق ول (ن) ۲۔ب ی ع (ض) ۳۔خ وف (س)

ضروری ہدایت

اب وقت ہے کہ مشق نمبر ۵۶ (ب) کے آخر میں دی گئی ہدایت کا آپ دوبارہ مطالعہ کریں۔

اجوف (حصہ سوم)

۱ : ۷۳ اس سبق میں اب ہمیں اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ابواب مزید فیہ کے حوالے سے سمجھنا ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کر لیں کہ اجوف کی تبدیلیاں مزید فیہ کے صرف ایسے چار ابواب میں ہوتی ہیں جن کے شروع میں ہمزہ آتا ہے یعنی افعال' افتعال' انفعال اور استفعال۔ جبکہ بقیہ چار ابواب یعنی تفعیل' مفاعلہ' تفعل اور تفاعل میں کوئی بتدیلی نہیں ہوتی اور ان میں اجوف اپنے صحیح وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے۔

۲ : ۷۳ دوسری بات یہ نوٹ کر لیں کہ اجوف کے قاعدہ نمبر۳ (ب) کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزید فیہ کے لام کلمہ پر اگر علامت سکون ہوگی تو قاعدہ نمبر۳ (الف) کے تحت عین کلمہ کی ا/و/ی تو گرے گی لیکن اس کے ما قبل کی حرکت برقرار رہے گی اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

۳ : ۷۳ مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی نہیں ہوتی ان کا اسم الفاعل اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔ اور جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے اس میں گزشتہ قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ض ی ع باب افعال میں اَضَاعَ (اَضْیَعَ) یُضِیْعُ (یُضْیِعُ) (ضائع کرنا) ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل مُضْیِعٌ بنتی ہے۔ اب دوسرے قاعدے کے تحت "یِ" کی حرکت ما قبل کو منتقل ہوگی اور کسرہ کے مناسب ہونے کی وجہ سے "ی" برقرار رہے گی۔ اس طرح یہ مُضِیْعٌ ہو جائے گا۔ اسی طرح خ و ن باب افتعال میں اِخْتَانَ (اِخْتَوَنَ) یَخْتَانُ (یَخْتَوِنُ) (خیانت کرنا) ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل مُخْتَوِنٌ بنتی ہے۔ اب پہلے قاعدے کے تحت واو تبدیل ہو کر الف بنے گی تو یہ مُخْتَانٌ ہو جائے گا۔

۴ : ۴۳ مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے۔ ان کے مصدر میں تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔ باب افعال اور استفعال کے مدر میں تبدیلی کا طریقہ الگ ہے جبکہ افتعال اور انفعال کا طریقہ الگ ہے۔

۵ : ۴۳ باب افعال اور استفعال کے مصدر میں تبدیلی اصلاً تو گزشتہ قواعد کے تحت ہی ہوتی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں دو الف یکجا ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک الف کو گرا کر آخر میں "ۃ" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَضَاعَ یُضِیْعُ کا مصدر اصلاً اِضْیَاعٌ ہو گا۔ اب "یَ" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے الف میں تبدیل ہو گی تو لفظ اِضَااعٌ بنے گا۔ پھر ایک الف کو گرا کر آخر میں "ۃ" کا اضافہ کریں گے تو اِضَاعَۃٌ استعمال ہو گا۔ اسی طرح سے اِعَانَۃٌ، اِجَابَۃٌ وغیرہ ہیں۔ ایسے ہی باب استفعال میں اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ کا مصدر اصلاً اِسْتِعْوَانٌ ہو گا جو پہلے اِسْتِعَاانٌ اور پھر اِسْتِعَانَۃٌ ہو گا۔

۶ : ۴۳ باب افتعال اور انفعال کے مصدر میں اجوف واوی کی "و" تبدیل ہو کر "ی" بن جاتی ہے۔ مثلاً اِخْتَانَ یَخْتَانُ کا مصدر اصلاً اِخْتِوَانٌ ہو گا جو اِخْتِیَانٌ بن جائے گا۔ جبکہ غ ی ب افتعال میں اِغْتَابَ یَغْتَابُ (غیبت کرنا) ہو گا۔ اس کا مصدر اصلاً اِخْتِیَابٌ ہو گا اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اسی طرح استعمال ہو گا کیونکہ اس آنے والے افعال لازم ہوتے ہیں۔

۷ : ۴۳ گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا تھا کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر "فِیْلَ" کے وزن پر آتا ہے۔ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ مذکورہ قاعدہ اجوف کے ثلاثی مجرد اور باب افتعال کے ماضی مجہول میں استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ باب افعال اور استفعال کے ماضی مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہوتی ہے۔ اور باب انفعال سے مجہول نہیں آتا کیونکہ اس سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔

۸ : ۴۳ اجوف میں گنتی کے چند افعال ایسے ہیں جو باب استفعال میں تبدیل شدہ

شکل کے بجائے اپنی اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فعل اِسْتَصْوَبَ یَسْتَصْوِبُ اِسْتِصْوَابًا (کسی معاملہ کی منظوری چاہنا) ہے۔ قاعدہ کے مطابق اسے اِسْتَصَابَ یَسْتَصِیْبُ اِسْتِصَابَۃً ہونا چاہئے۔ اس کو اس طرح استعمال کرنا اگرچہ جائز تو ہے تاہم زیادہ تر یہ اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور فعل اِسْتَحْوَذَ یَسْتَحْوِذُ اِسْتِحْوَاذًا (کسی سوچ پر قابو پالینا' غالب آجانا) ہے۔ یہ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوتا ہے اور قرآن کریم میں بھی اسی طرح استعمال ہوا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ع و ذ (ن) عَوْذًا = کسی کی پناہ میں آنا (افعال) = کسی کو کسی کی پناہ میں دینا تفعیل = کسی کو پناہ دینا (استفعال) = کسی کی پناہ مانگنا	ض ی ع (ض) ضَیْعًا' ضِیَاعًا = ضائع ہونا (افعال) = ضائع کرنا
ر و د (ن) رَوْدًا = کسی چیز کی طلب میں گھومنا (افعال) = قصد کرنا' ارادہ کرنا	ت و ب (ن) تَوْبًا' تَوْبَۃً = ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا تَابَ اِلٰی = بندے کا اللہ کی طرف لوٹنا' توبہ کرنا تَابَ عَلٰی = اللہ کی رحمت کا بندے کی طرف لوٹنا' توبہ قبول کرنا
ص و ب (ن) صَوْبًا = اوپر سے اترنا (ض) صَیْبًا = نشانہ پر لگنا (افعال) = ٹھیک نشانہ پر لگنا	ث و ب (ن) ثَوْبًا = کسی چیز کا اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنا ثَوَابٌ = بدلہ' عمل کی جزا جو عمل کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے
ج و ب (ن) جَوْبًا = کاٹنا' جواب دینا (افعال+استفعال) = بات مان لینا	
ذ و ق (ن) ذَوْقًا = چکھنا (افعال) = چکھانا	ز ی د (ض) زَیْدًا' زِیَادَۃً = بڑھنا' زیادہ ہونا بڑھانا' زیادہ کرنا
	ج و ع (ن) جَوْعًا = بھوکا ہونا

مشق نمبر ۱۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں۔

۱۔ رود (افعال) ۲۔ ری ب (افتعال) ۳۔ ج و ب (استفعال)

مشق نمبر ۱۷ (ب)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (۲) مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلاً (۳) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۴) وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (۵) فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ (۶) وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ (۷) وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا (۸) ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ـ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۹) قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ (۱۰) ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ (۱۱) وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (۱۲) فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ (۱۳) فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ (۱۴) رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (۱۵) فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (۱۶) ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (۱۷) اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ (۱۸) مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۱۹) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

مشق نمبر ۱۷ (ج)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) اَعُوْذُ (۲) مَثَابَةً (۳) فَلْيَسْتَجِيْبُوْا (۴) اُعِيْذُ (۵) تُبْتُ (۶) نُذِيْقُ (۷) اِنْ يُّرِدْ (۸) رَآدٌّ (۹) تُوْبُوْا (۱۰) مُجِيْبٌ (۱۱) اَذَاقَ (۱۲) زِدْ (۱۳) فَاسْتَعِذْ (۱۴) ذُقْ (۵) مُصِيْبَةٍ (۱۶) اُضِيْعُ

ناقص (حصہ اول)

(ماضی معروف)

۱ : ۷۴ سبق نمبر ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے لام کلمہ کی جگہ حرف علت "و / ی" آجائے اسے ناقص کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر لام کلمہ کی جگہ "واؤ" ہو تو اسے ناقص واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے ناقص یائی کہیں گے۔ ناقص افعال اور اسماء میں اجوف کی نسبت زیادہ تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ تبدیلیاں تو ناقص کے قواعد کے تحت ہوتی ہیں اور گزشتہ اسباق میں پڑھے ہوئے کچھ قواعد کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ناقص میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے زیادہ غور اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی گزشتہ قواعد کا پوری طرح یاد ہونا بھی ضروری ہے۔

۲ : ۷۴ اجوف کے پہلے قاعدہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ حرف علت متحرک ہو اور ما قبل فتحہ ہو تو حرف علت "و / ی" کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اجوف میں اس قاعدہ کے اطلاق کے وقت "و" اور "ی" دونوں کو تبدیل کر کے الف ہی لکھا جاتا ہے جیسے قَوَلَ سے قَالَ اور بَيَعَ سے بَاعَ۔ لیکن ناقص میں جب اس قاعدہ کا اطلاق کرتے ہیں تو تبدیل شدہ الف کو لکھنے کا طریقہ ناقص واوی اور ناقص یائی میں مختلف ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

۳ : ۷۴ ناقص واوی (ثلاثی مجرد) میں جب واو الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الف ہی لکھی جاتی ہے جیسے دَعَوَ سے دَعَا (اس نے پکارا) تَلَوَ سے تَلاَ (وہ پیچھے پیچھے آیا) وغیرہ۔ لیکن ناقص یائی میں جب "ی" الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الف مقصورہ یعنی ـٰی لکھی جاتی ہے۔ جیسے مَشَيَ سے مَشٰی (وہ چلا) عَصَيَ سے عَصٰی

(اس نے نافرمانی کی) وغیرہ۔

۴ : ۴۷ اس سلسلہ میں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ ناقص کے فعل ماضی کے بعد اگر ضمیر مفعولی آ رہی ہو تو واوی اور یائی دونوں الف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ جیسے دَعَاھُمْ (اس نے ان کو پکارا) عَصَانِیْ (اس نے میری نافرمانی کی) وغیرہ۔

۵ : ۴۷ اب ایک بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اجوف کے پہلے قاعدے کا جب ناقص پر اطلاق ہوتا ہے تو ناقص کے مندرجہ ذیل تثنیہ کے صیغے اس قاعدے سے مستثنٰی ہوتے ہیں۔

(۱) ماضی معروف میں تثنیہ کا پہلا صیغہ یعنی فَعَلَا کا وزن مستثنٰی ہے۔ مثلاً دَعَوَ (دَعَا) کا تثنیہ دَعَوَا اور مَشَیَ (مَشٰی) کا تثنیہ مَشَیَا تبدیلی کے بغیر استعمال ہو گا حالانکہ حرف علت متحرک اور ما قبل فتحہ کی صورت حال موجود ہے۔

(۲) مضارع معروف میں تثنیہ کے پہلے چار صیغے یعنی یَفْعَلَانِ اور تَفْعَلَانِ کے اوزان مستثنٰی ہیں۔ مثلاً یَدْعُوَانِ ' تَدْعُوَانِ اور یَمْشِیَانِ ' تَمْشِیَانِ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوں گے۔

۶ : ۴۷ ناقص کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ کا حرفِ علت اور صیغہ کا حرفِ علت اگر یکجا ہو جائیں تو لام کلمہ کا حرفِ علت گر جاتا ہے۔ پھر عین کلمہ پر اگر فتحہ ہے تو وہ بر قرار رہے گی۔ اگر ضمہ یا کسرہ ہے تو اسے صیغہ کے حرف علت کے مناسب رکھنا ہو گا۔ اب اس قاعدہ کو دونوں طرح کی مثالوں سے سمجھ لیں۔

۷ : ۴۷ پہلے وہ مثال لے لیں جس میں عین کلمہ پر فتحہ ہوتی ہے جو بر قرار رہتی ہے۔ دَعَوَ (دَعَا) کے جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل دَعَوُوْا بنتی ہے۔ اس کے لام کلمہ کا "و" گرے گا تو دَعَوْا باقی بچا۔ عین کلمہ کی فتحہ بر قرار رہے گی اس لئے یہ دَعَوْا ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح رَمَیَ (رَمٰی) = "اس نے پھینکا" کی جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل رَمَیُوْا ہو گی۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی تو رَمَوْا باقی

بچے گا اور یہ اسی طرح استعمال ہو گا۔

۱۱ : ۴۲ اب یہ بات بھی نوٹ کریں ماضی معروف میں تثنیہ مؤنث غائب کا صیغہ یعنی فَعَلَتَا اپنے واحد کی استعمالی شکل سے بنتا ہے مثلاً دَعَتْ سے دَعَتَا بنے گا اور لَقِیَتْ سے لَقِیَتَا بنے گا۔ اس کے بعد ماضی کے وہ صیغہ آجاتے ہیں جن میں لام کلمہ

ساکن ہوتا ہے یعنی فَعَلْنَ، فَعَلْتَ سے لے کر فَعَلْتُ، فَعَلْنَا تک۔ ان تمام صیغوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر ۲۷

مندرجہ ذیل مادوں سے ماضی معروف میں اصلی شکل اور استعمالی شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

(i) ع ف و (ن) = معاف کر دینا

(ii) ھ د ی (ض) = ہدایت دینا

(iii) ن س ی (س) = بھول جانا

(iv) س ر و (ک) = شریف ہونا

ناقص (حصہ دوم)

(مضارع معروف)

۷۵ : ۱ گزشتہ سبق میں ہم نے ناقص کے ماضی معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ناقص کے ایک قاعدہ اور کچھ سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھا تھا۔ اب ناقص کے مضارع معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو بھی ہم ناقص کے ایک نئے قاعدہ اور سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھیں گے۔

۷۵ : ۲ ناقص کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضموم واو "وُ" کے ماقبل اگر ضمہ ہو تو "و" ساکن ہو جاتی ہے اور مضموم یا (یُ) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو "ی" ساکن ہو جاتی ہے۔ یعنی ـُـوُ = ـُـوْ اور ـِـیُ = ـِـیْ۔ اب اس قاعدہ کو مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔

۷۵ : ۳ دَعَوَ (ن) کا مضارع اصلاً یَدْعُوُ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت یَدْعُوْ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رَمَیَ (ض) کا مضارع اصلاً یَرْمِیُ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت یَرْمِیْ ہو جاتا ہے۔ لیکن اب غور کریں کہ لَقِیَ (س) کا مضارع اصلاً یَلْقَیُ بنتا ہے۔ اس میں اس قاعدہ کے تحت تبدیلی نہیں ہوگی اس لئے کہ مضموم یا کے ماقبل کسرہ نہیں ہے۔ البتہ اس پر اجوف کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہوگا اس لئے کہ متحرک حرف علت کے ماقبل فتحہ ہے۔ چنانچہ یَلْقَیُ تبدیل ہو کر یَلْقٰی بنے گا۔

۷۵ : ۴ گزشتہ سبق کے پیراگراف نمبر ۵ : ۷۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناقص میں مضارع معروف کے تثنیہ کے چاروں صیغے تبدیلیوں سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے تثنیہ کو چھوڑ کر اب ہم جمع مذکر غائب کے صیغہ یَفْعَلُوْنَ پر غور کرتے ہیں۔ یَدْعُوْ (یَدْعُوْ) جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلاً یَدْعُوُوْنَ بنے گا۔ یہاں لام کلمہ کا حرف علت اور صیغہ کا حرف علت یکجا ہیں اس لئے ناقص کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہوگا۔ لام

کلمہ کی واو گر جائے گی۔ اس کے ماقبل کی ضمہ کو صیغہ کی واو سے مناسبت ہے اس لئے یَدْعُوْنَ ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَرْمِیْ (یَرْمِیْ) سے اصلاً یَرْمِیُوْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی۔ ماقبل کسرہ کو صیغہ کی واو سے مناسبت نہیں ہے۔ اس لئے کسرہ کو ضمہ میں تبدیل کریں گے تو یَرْمُوْنَ استعمال ہو گا۔ یَلْقَیُ (یَلْقٰی) سے اصلاً یَلْقَیُوْنَ بنے گا لام کلمہ کی "ی" گرے گی اور ماقبل کی فتحہ برقرار رہے گی اور یَلْقَوْنَ استعمال ہو گا۔

۵ : ۷۵ واحد مونث حاضر کے صیغہ یعنی تَفْعَلِیْنَ کے وزن پر بھی ناقص کے دوسرے قاعدے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کو بھی مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔ یَدْعُوُ (یَدْعُوْ) واحد مونث کے حاضر صیغہ میں اصلاً تَدْعُوِیْنَ بنے گا۔ ناقص کے پہلے قاعدہ کے تحت لام کلمہ کی واو گرے گی۔ ماقبل کی ضمہ کو صیغہ کی "ی" سے مناسبت نہیں ہے اس لئے ضمہ کو کسرہ میں تبدیل کریں گے تو تَدْعِیْنَ استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَرْمِیُ (یَرْمِیْ) سے اصلاً تَرْمِیِیْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی۔ ماقبل کی کسرہ کو صیغہ کی "ی" سے مناسبت ہے اس لئے تَرْمِیْنَ استعمال ہو گا۔ یَلْقَیُ (یَلْقٰی) اصلاً تَلْقَیِیْنَ بنے گا۔ ماقبل کی فتحہ برقرار رہے گی اور تَلْقَیْنَ استعمال ہو گا۔

۶ : ۷۵ آخر میں اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جمع مؤنث یعنی نون النسوہ والے دونوں صیغوں میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ جبکہ متکلم کے صیغوں میں ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت تبدیلی ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اب آپ ناقص کے مضارع معروف کی پوری صرف کبیر کر لیں گے۔

مشق نمبر ۳۷

مشق نمبر ۲۷ میں دیئے گئے مادوں سے مضارع معروف میں اصلی شکل اور استعمالی شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

ناقص (حصہ سوم)

(مجہول)

۱ : ۷٦ ناقص کا قاعدہ نمبر ۳ (الف) یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخر میں آنے والی "و" (جو عموماً ناقص کا لام کلمہ ہوتا ہے) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو واو کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کا اطلاق ناقص واوی (ثلاثی مجرد) کے تمام ماضی مجہول افعال میں ہوتا ہے۔ لیکن ماضی معروف کے کچھ مخصوص افعال پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ پہلے ہم ماضی معروف کے افعال کی مثالوں سے اس قاعدہ کو سمجھیں گے پھر ماضی مجہول کی مثالیں لیں گے۔

۲ : ۷٦ ناقص واوی جب باب سَمِعَ سے آتا ہے تو اس کے ماضی معروف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً رَضِوَ (وہ راضی ہوا) تبدیل ہو کر رَضِیَ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح غَشِوَ (اس نے ڈھانپ لیا) غَشِیَ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی صرف کبیر بھی "ی" کے ساتھ ہوتی ہے۔ یعنی رَضِیَ، رَضِیَا، رَضُوْا (اصلاً رَضِیُوْا) رَضِیَتْ، رَضِیَتَا، رَضِیْنَ سے آخر تک۔

۳ : ۷٦ ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی باب سے آئے ہر ایک کے ماضی مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہوگا۔ اس لئے کہ ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے فُعِلَ۔ مثلاً دُعِوَ سے دُعِیَ (وہ پکارا گیا) عُفِوَ سے عُفِیَ (وہ معاف کیا گیا) وغیرہ۔ پھر ان کی صرف کبیر بھی تبدیل شدہ "ی" کے ساتھ ہوگی۔

۴ : ۷٦ بعض دفعہ اجوف کے کچھ اسماء کی جمع مکسر اور مصدر میں بھی اس قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ثَوْبٌ کی جمع ثِوَابٌ تبدیل ہو کر ثِیَابٌ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صَامَ یَصُوْمُ کا مصدر صِوَامٌ سے صِیَامٌ اور قَامَ یَقُوْمُ کا مصدر قِوَامٌ سے قِیَامٌ ہو جاتا ہے۔

۵ : ۷۶ ناقص کا قاعدہ نمبر ۳(ب) یہ ہے کہ جب "و" کسی لفظ میں تین حرفوں کے بعد ہو یعنی چوتھے نمبر پر یا اس کے بعد واقع ہو اور اس کے ماقبل ضمہ نہ ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے جَبَوَ (ض) = (اکٹھا کرنا پھل یا چندہ وغیرہ) کا مضارع اصلاً یَجْبِوُ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَجْبِیُ ہو گا پھر ناقص کے دوسرے قاعدہ کے تحت یَجْبِیْ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے رَضِوَ (رَضِیَ) کا مضارع اصلاً یَرْضَوُ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَرْضَیُ اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یَرْضٰی ہو جائے گا۔

۶ : ۷۶ ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی باب سے آئے ہر ایک کے مضارع مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہو گا اس لئے کہ اس کا ایک ہی وزن یُفْعَلُ ہے۔ مثلاً دُعِوَ (دُعِیَ) کا مضارع اصلاً یُدْعَوُ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یُدْعَیُ ہو گا اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یُدْعٰی ہو جائے گا۔ اسی طرح عُفِوَ (عُفِیَ) کا مضارع یُعْفَوُ سے پہلے یُعْفَیُ پھر یُعْفٰی ہو جائے گا۔

۷ : ۷۶ ناقص کے اسی قاعدہ نمبر ۳(ب) کے تحت ناقص واوی کے تمام مزید فیہ افعال میں "و" کو "ی" میں بدل دیا جاتا ہے۔ پھر حسب ضرورت اس "ی" میں مزید قواعد جاری ہوتے ہیں۔ مثلاً اِرْتَضَوَ (اِفْتَعَلَ) پہلے اِرْتَضَیَ اور پھر اِرْتَضٰی ہو گا۔ اس کا مضارع یَرْتَضِوُ پہلے یَرْتَضِیُ اور پھر یَرْتَضِیْ ہو گا۔

۸ : ۷۶ آپ کو یاد ہو گا کہ پیراگراف ۶ : ۷۳ میں آپ کو بتایا تھا کہ باب افتعال اور انفعال کے مصدر میں اجوف واوی کی "و" تبدیل ہو کر "ی" بن جاتی ہے۔ یہ تبدیلی بھی ناقص کے اسی قاعدہ ۳(ب) کے تحت ہوتی ہے۔ وہاں دی گئی مثالیں اِخْتِوَانٌ سے اِخْتِیَانٌ وغیرہ دوبارہ دیکھ لیں۔

۹ : ۷۶ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ناقص میں اکثر "و" بدل کر "ی" ہو جاتی ہے۔ جبکہ کبھی "ی" بدل کر "و" ہو جاتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں مختلف الفاظ

ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اکثر الفاظ کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اصل مادہ واوی ہے کہ یائی ہے تا کہ ڈکشنری میں اسے متعلقہ پٹی میں دیکھا جائے۔ بلکہ بعض دفعہ خود ڈکشنریوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک ڈکشنری میں کوئی مادہ ناقص واوی کے طور پر لکھا ہوتا ہے تو دوسری ڈکشنری میں وہی مادہ ناقص یائی کے طور پر لکھا ہوتا ہے۔ مثلاً صلو / صلی۔ طغو / طغی۔ غشو / غشی وغیرہ۔

۱۰ : ۷٦ اب آپ کو ذہنی طور پر اس بات کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ کوئی لفظ اگر ناقص واوی میں نہ ملے تو یائی میں ملے گا۔ تاہم اس تلاش میں ڈکشنری کی زیادہ ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی۔ کیونکہ اسی مقصد کے لئے عربی حروف ابجد میں آخری چار حرفوں کی ترتیب یوں رکھی گئی ہے۔ "ن۔ ہ۔ و۔ ی" جبکہ اردو میں یہ ترتیب "ن۔ و۔ ہ۔ ی" ہے۔ اس طرح ڈکشنری میں "و" اور "ی" آخر پر ساتھ ساتھ مل کر آجاتے ہیں۔

۱۱ : ۷٦ یاد رہے کہ قدیم ڈکشنریوں میں سے اکثر میں مادوں کی ترتیب مادہ کے آخری حرف (لام کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے جبکہ جدید ڈکشنریوں میں مادوں کی ترتیب پہلے حرف (فا کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ قدیم ڈکشنریوں میں ناقص واوی اور یائی ایک ہی جگہ ساتھ ساتھ بیان کئے جاتے ہیں۔ جبکہ جدید ڈکشنریوں میں جہاں مادے "فا" کلمہ کی ترتیب سے ہوتے ہیں پہلے ناقص واوی کا بیان ہوتا ہے اور اس کے فوراً بعد ناقص یائی مذکور ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی مادہ کی تلاش میں زیادہ پریشانی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر ۴۷

مادہ غ ش و (س) سے ماضی معروف، مضارع معروف، ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی صرف کبیر کریں۔

ناقص (حصہ چہارم)

(صرفِ صغیر)

۱ : ۷۷ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم صرف صغیر کے بقیہ الفاظ یعنی فعل امر' اسم الفاعل' اسم المفعول اور مصدر میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کریں گے اور اس حوالہ سے کچھ نئے قواعد سیکھیں گے۔

۲ : ۷۷ ناقص کا چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ ساکن حرف علت کو جب مجزوم کرتے ہیں تو وہ گر جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے مضارع مجزوم پر ہوتا ہے۔ مثلاً "تَدْعُوْ" سے فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گرائی اور ہمزہ الوصل لگایا تو "اُدْعُوْ" بنا۔ اب لام کلمہ کو مجزوم کیا تو "واو" گر گئی۔ اس طرح اس کا فعل امر اُدْعُ استعمال ہو گا۔ اسی طرح "یَدْعُوْ" پر جب "لَمْ" داخل ہو گا تو لام کلمہ مجزوم ہو گا اور "واو" گر جائے گی۔ اس لئے لَمْ یَدْعُوْ کی بجائے "لَمْ یَدْعُ" استعمال ہو گا۔

۳ : ۷۷ یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناقص کا مضارع جب منصوب ہوتا ہے تو اس کا حرف علت (و/ی) برقرار رہتا ہے البتہ اس پر فتحہ آجاتی ہے جیسے یَدْعُوْ سے لَنْ یَّدْعُوَ ہو جائے گا۔

۴ : ۷۷ ناقص کا پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ پر اگر تنوین ضمہ ہو اور ماقبل متحرک ہو تو لام کلمہ گر جاتا ہے اور اس کے ماقبل اگر ضمہ یا کسرہ تھی تو اس کی جگہ تنوین کسرہ آئے گی اور اگر فتحہ تھی تو تنوین فتحہ آئے گی۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے اسم الفاعل اور اسم الظرف پر ہوتا ہے۔ اس لئے دو الگ الگ مثالوں کی مدد سے ہم اس قاعدہ کو سمجھیں گے۔ پہلے اسم الفاعل کی مثال اور پھر اسم الظرف کی مثال لیں گے۔

۵ : ۷۷ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم الفاعل "فَاعِلٌ" کے وزن پر دَاعِوٌ بنتا ہے۔ اس میں

"واو" چوتھے نمبر پر ہے اس لئے پہلے یہ ناقص کے قاعدہ نمبر۳(ب) کے تحت دَاعِیٌ ہو گا۔ پھر مذکورہ بالا پانچویں قاعدہ کے تحت لام کلمہ سے "ی" گر جائے گی۔ ما قبل چونکہ کسرہ ہے اس لئے اس کی جگہ تنوین کسرہ آئے گی تو لفظ دَاعٍ بنے گا۔ اس کو دو طرح سے لکھ سکتے ہیں یعنی دَاعٍ بھی اور دَاعِی بھی۔ البتہ دوسری شکل میں "ی" صرف لکھی جائے گی لیکن پڑھنے میں صامت (SILENT) رہے گی۔

۶ : ۷۷ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناقص کے اسم الفاعل پر جب لام تعریف داخل ہوتا ہے تو پھر اس پر مذکورہ قاعدہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دَاعِیٌ پر جب لام تعریف داخل ہو گا تو یہ اَلدَّاعِیُ بنے گا۔ اب لام کلمہ پر تنوین ضمہ نہیں ہے اس لئے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت یہ اَلدَّاعِیُ سے تبدیل ہو کر اَلدَّاعِیْ بن جائے گا اور اسی طرح استعمال ہو گا۔ خیال رہے کہ قرآن مجید کی خاص املاء میں چند مقامات پر لام تعریف کے باوجود لام کلمہ کی "ی" کو خلاف قاعدہ گرا دیا گیا ہے۔ مثلاً یَوْمَ یَدْعُو الدَّاعِ (جس دن پکارنے والا پکارے گا) جو دراصل اَلدَّاعِیْ ہے۔ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (پس وہی ہدایت پانے والا ہے) میں بھی دراصل اَلْمُهْتَدِیْ ہے۔

۷ : ۷۷ اب دیکھیں کہ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم الظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر اصلاً مَدْعَوٌ بنتا ہے۔ یہ بھی پہلے مَدْعَیٌ ہو گا پھر اس کا لام کلمہ گرے گا۔ ما قبل چونکہ فتحہ ہے اس لئے اس پر تنوین فتحہ آئے گی تو یہ مَدْعًی استعمال ہو گا۔

۸ : ۷۷ ناقص سے اسم المفعول بنانے کے لئے کوئی نیا قاعدہ نہیں سیکھنا ہوتا۔ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم المفعول مَفْعُوْلٌ کے وزن پر مَدْعُوْوٌ بنتا ہے۔ اس میں لام کلمہ پر تنوین ضمہ تو موجود ہے لیکن ما قبل متحرک نہیں ہے اس لئے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ یہاں صورت حال یہ ہے کہ مثلین یکجا ہیں۔ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہے۔ اس لئے ادغام کے پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جائے گا اور مَدْعُوٌّ استعمال ہو گا۔

۹ : ۷۷ نوٹ کرلیں کہ ناقص یائی کا اسم المفعول خلاف قاعدہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں پہلے مفعول (وزن) کی "و" کو "ی" میں بدل دیتے ہیں اور عین کلمہ کا ضمہ بھی کسرہ میں بدل دیتے ہیں۔ پھر دونوں "ی" کا ادغام ہو جاتا ہے۔ اس طرح ناقص یائی سے اسم المفعول کا وزن "مَفْعِیٌّ" رہ جاتا ہے۔ مثلاً رَمٰی یَرْمِیْ سے مَرْمِیٌّ ' هَدٰی 'یَهْدِیْ سے مَهْدِیٌّ وغیرہ۔

۱۰ : ۷۷ پیراگراف ۳ : ۷۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اجوف ثلاثی مجرد میں اسم الفاعل بناتے وقت حرف علت کو ہمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب نوٹ کرلیں کہ یہ تبدیلی بھی ناقص کے قاعدے کے تحت ہوتی ہے۔ چنانچہ ناقص کا چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ کسی اسم کے حرف علت (و / ی) کے ما قبل اگر الف زائدہ ہو تو اس و / ی کو ہمزہ میں بدل دیں گے۔ جیسے سَمَاوٌ سے سَمَاءٌ ' بِنَایٌ سے بِنَاءٌ (عمارت) وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ الف زائدہ سے مراد وہ الف ہے جو کسی مادہ کی (و / ی) سے بدل کر نہ بنا ہو بلکہ صرف کسی وزن میں آتا ہو۔

۱۱ : ۷۷ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اجوف میں اس کا استعمال محدود ہے جبکہ ناقص میں یہ قاعدہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ مجرد کے بعض مصادر ' جمع مکسر کے بعض اوزان اور مزید فیہ کے ان تمام مصادر میں استعمال ہوتا ہے جن کے آخر پر "اٌ" آتا ہے یعنی اِفْعَالٌ ' فِعَالٌ ' اِفْتِعَالٌ ' اِنْفِعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ۔ مجرد کے مصادر میں سے دُعَاوٌ سے دُعَاءٌ ' جَزَایٌ سے جَزَاءٌ وغیرہ۔ جمع مکسر کے اوزان اَفْعَالٌ اور فِعَالٌ میں اَسْمَاوٌ سے اَسْمَاءٌ اور نِسَاوٌ سے نِسَاءٌ وغیرہ اور مزید فیہ کے مصادر میں سے اِخْفَایٌ سے اِخْفَاءٌ (چھپانا) ' لِقَایٌ سے لِقَاءٌ (ملاقات کرنا) ' اِبْتِلَاوٌ سے اِبْتِلَاءٌ (آزمانا) ' اِسْتِسْقَایٌ سے اِسْتِسْقَاءٌ (پانی طلب کرنا) وغیرہ۔

۱۲ : ۷۷ اب ناقص مادوں سے بننے والے بعض اسماء کو سمجھ لیں جن کا لام کلمہ گر جاتا ہے اور لفظ صرف دو حرفوں یعنی "فا" اور "عین" کلمہ پر مشتمل رہ جاتا ہے۔

اس قسم کے متعدد اسماء قرآن کریم میں بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً اَبٌ' اَخٌ وغیرہ۔ اس قسم کے الفاظ کی اصلی شکل کی نون تنوین کو ظاہر کر کے لکھیں اور گزشتہ قواعد کو ذہن میں رکھ کر غور کریں تو ان میں ہونے والی تبدیلیوں کو آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

۱۴ : ۷۷ اَبٌ دراصل اَبَوٌ تھا۔ اس کی نون تنوین کھولیں گے تو یہ اَبَوُنْ ہو گا۔ اب حرف علت متحرک اور ما قبل ساکن ہے۔ اجوف کے قاعدہ نمبر۲ کے تحت حرکت ما قبل کو منتقل ہوئی تو یہ اَبُوْنْ ہو گیا۔ پھر اجوف کے قاعدہ نمبر۳ کے تحت "و" گری تو اَبُنْ باقی بچا جسے اَبٌ لکھتے ہیں۔ اس طرح سے :

اَخٌ = اَخْوٌ = اَخْوُنْ = اَخُوْنْ = اَخُنْ = اَخٌ

غَدٌ = غَدْوٌ = غَدْوُنْ = غَدُوْنْ = غَدُنْ = غَدٌ

دَمٌ = دَمْيٌ = دَمْيُنْ = دَمُيْنْ = دَمُنْ = دَمٌ

يَدٌ = يَدْيٌ - يَدْيُنْ = يَدُيْنْ = يَدُنْ = يَدٌ

یہی وجہ ہے کہ ان اسماء کے تثنیہ میں "و" یا "ی" پھر لوٹ آتی ہے جیسے اَبَوَانِ' دَمَيَانِ وغیرہ۔ البتہ يَدَيَانِ بصورت يَدَانِ ہی استعمال ہوتا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

لَ قِ یَ (س) لِقَاءً = پالینا' سامنے آنا (افعال) = سامنے کرنا' پھینکنا' ڈالنا (تفعیل) = دینا (مفاعلہ) = آمنے سامنے آنا' ملاقات کرنا (تفعل) = حاصل کرنا' سیکھنا	شَ رَ یَ (ض) شِرَاءً = سوداگری کرنا' خریدنا' بیچنا (افتعال) = خریدنا
	نَ دِ یَ (س) نَدَاوَةً = کسی چیز کو تر کرنا (مفاعلہ) = آواز بلند کرنا' پکارنا (حلق تر کر کے)
سَ قَ یَ (ض) سَقْيًا = (خود) پلانا (افعال) = پینے کے لئے دینا (استفعال) = پینے کے لئے مانگنا	دَ عَ وَ (ن) دُعَاءً = پکارنا (مدد کے لئے) دَعْوَةً = دعوت دینا دَعَالَهٗ = کسی کے حق میں دعا کرنا دَعَاعَلَيْهِ = کسی کے خلاف دعا کرنا
هَ دَ یَ (ض) هُدًى' هِدَايَةً = ہدایت دینا	رَ ضِ یَ (س) رِضْوَانًا = راضی ہونا' پسند کرنا

(افتعال) = ہدایت پانا	خ ش ی (س) خَشْيَةً = کسی کی عظمت کے علم سے دل پر ہیبت یا خوف طاری ہونا
ءَ ت ی (ض) اِتْيَانًا = آنا، حاضر ہونا (افعال) = حاضر کرنا، دینا	خ ل و (ن) خَلَاءً = جگہ کا خالی ہونا خَلْوَةً = تنہائی میں ملنا م ش ی (ض) مَشْيًا = چلنا
ع ط و (ن) عَطْوًا = لینا (افعال) = دینا	
س ع ی (ف) سَعْيًا = تیز دوڑنا، کوشش کرنا م ر ح (س) مَرَحًا = اترانا	ك ف ی (ض) كِفَايَةً = ضرورت سے بے نیاز کرنا، کافی ہونا ق ض ی (ض) قَضَاءً = کام کا فیصلہ کردینا یا کام پورا کردینا

مشق نمبر ۷۵ (ا)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (۲) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۳) رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (۴) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ
(۵) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۶) سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ (۷) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا
اِنَّا مَعَكُمْ (۸) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (۹) لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ
مَرَحًا (۱۰) فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ (۱۱) وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (۱۲) وَمَنْ
يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (۱۳) قَالَ اَلْقِهَا يَا مُوْسٰى (۱۴) اِذَا نُوْدِيَ
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (۱۵) فَاقْضِ مَا اَنْتَ
قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۱۶) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ (۱۷) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ
(۱۸) وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ (۱۹) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (۲۰) وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا (۲۱) وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ (۲۲) فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

مشق نمبر ۷۵ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) سَقِّی (۲) اِهْدِ (۳) رَضُوْا (۴) اُدْعُ (۵) يَخْشٰی (۶) نُلْقِیْ
(۷) لَقُوْا (۸) خَلَوْا (۹) يُعْطِیْ (۱۰) تَرْضٰی (۱۱) لَاتَمْشِ (۱۲) يَكْفِیْ
(۱۳) يُؤْتِیْ (۱۴) اُوْتِیَ (۱۵) اَلْقِ (۱۶) نُوْدِیَ (۱۷) اِسْعَوْا (۱۸) قَاضٍ
(۱۹) اِشْتَرَوْا (۲۰) كَافٍ (۲۱) لِنَهْتَدِیَ (۲۲) مُلْقُوْنَ

لفیف

۷۸ : ۱ پیراگراف ۷:۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے مادہ میں دو جگہ حرف علت آجائیں اسے لفیف کہتے ہیں۔ اگر حروف علت "فا" کلمہ اور "لام" کلمہ کی جگہ آئیں تو ان کے درمیان میں یعنی عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف صحیح ہو گا تو ایسے فعل کو لفیف مفروق کہتے ہیں جیسے وَقٰی (وَقَیَ) = بچانا۔ لیکن اگر حروف علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوں تو ایسے فعل کو لفیف مقرون کہتے ہیں جیسے رَوٰی (رَوَیَ) = روایت کرنا۔

۷۸ : ۲ اب یہ بات بھی ذہن میں واضح کرلیں کہ لفیف مفروق = مثال + ناقص ہے۔ اس لئے کہ فاکلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ مثال ہوتا ہے اور لام کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح سے لفیف مقرون = اجوف + ناقص ہے۔ یعنی عین کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ اجوف ہے اور لام کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہے۔

۷۸ : ۳ لفیف مفروق اور لفیف مقرون میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے کسی نئے قاعدہ کو سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہ اصول یاد کرلیں کہ لفیف مفروق پر مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کا اطلاق ہو گا یعنی اس کے فاکلمہ کا حرف علت مثال کے قواعد کے تحت اور لام کلمہ کا حرف علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ جبکہ لفیف مقرون پر اجوف کے قواعد کا اطلاق نہیں ہو گا بلکہ صرف ناقص کے قواعد کا اطلاق ہو گا۔ یعنی اس کے عین کلمہ کا حرف علت تبدیل نہیں ہو گا اور لام کلمہ کا حرف علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ اس اصول کے ساتھ ساتھ لفیف مادوں کے متعلق کچھ وضاحتیں بھی ذہن نشین کرلیں تو ان کو سمجھنے اور استعمال کرنے میں آپ کو کافی مدد مل جائے گی۔

۷۸ : ۴ اوپر آپ کو بتایا گیا ہے کہ لفیف مفروق وہ ہوتا ہے جس کے فاکلمہ اور لام

کلمہ پر حرف علت آئے۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ لفیف مفروق میں فاکلمہ پر ہمیشہ "و" اور لام کلمہ پر "ی" آتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ فاکلمہ پر "ی" اور لام کلمہ پر "و" آئے۔ البتہ "ی د ی" مادہ ایک استثناء ہے جس سے لفظ یَدٌ (ہاتھ) ماخوذ ہے۔

۸۷ : ۵ لفیف مفروق مجرد کے باب ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے جبکہ باب حَسِبَ سے بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے فاکلمہ کی "و" پر مثال کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ یعنی باب ضَرَبَ اور حَسِبَ کے مضارع سے "و" گر جاتی ہے مگر باب سَمِعَ کے مضارع میں برقرار رہتی ہے جبکہ تینوں ابواب کے لام کلمہ پر ناقص کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے باب ضَرَبَ میں وَقَیَ یَوْقِیُ سے وَقٰی یَقِیْ 'باب حَسِبَ میں وَلِیَ یَوْلِیُ سے وَلِیَ یَلِیْ (قریب ہونا) اور باب سَمِعَ میں وَھِیَ یَوْھَیُ سے وَھِیَ یَوْھٰی ہو جائے گا۔

۸۷ : ۶ لفیف مفروق میں مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کے اطلاق کا ایک خاص اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے امر حاضر کے پہلے صیغے میں فعل کا صرف عین کلمہ باقی بچتا ہے۔ مثلاً وَقٰی یَقِیْ سے مضارع یَوْقِیُ کی بجائے یَقِیْ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گراتے ہیں تو قِیْ باقی بچتا ہے۔ پھر جب لام کلمہ "یْ" کو مجزوم کرتے ہیں تو وہ بھی گر جاتی ہے۔ اس طرح فعل امر "قِ" (تو بچا) استعمال ہوتا ہے۔

۸۷ : ۷ اوپر آپ کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لفیف مقرون وہ ہوتا ہے جس میں حروف علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ عام طور پر کسی مادے کے عین اور لام کلمہ پر حروف علت یکجا ہوتے ہیں۔ فا اور عین کلمہ پر ان کے یکجا ہونے والے مادے بہت کم ہیں۔ اور جو چند ایک ایسے مادے ہیں بھی تو عموماً ان سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن کریم میں ایسے مادے دو لفظوں "وَیْلٌ" (خرابی۔ تباہی وغیرہ) اور یَوْمٌ (دن) میں آئے ہیں۔ اگرچہ عربی ڈکشنریوں میں ان دونوں مادوں سے ایک آدھ فعل میں بھی مذکور ہوا ہے لیکن قرآن کریم میں ان سے ماخوذ کوئی صیغہ فعل

کہیں وارد نہیں ہوا۔ لہٰذا عربی گرامر میں جب لفیف مقرون کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد وہی مادہ ہوتا ہے جس میں عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں حرف علت ہوں۔

۸ : ۸ے لفیف مقرون میں عین کلمہ پر "و" اور لام کلمہ پر "ی" ہی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ عین کلمہ پر "ی" اور لام کلمہ پر "و" ہو اور یہ مجرد کے صرف دو ابواب ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے۔ دونوں ابواب میں عین کلمہ کی "و" تبدیل نہیں ہوتی جبکہ لام کلمہ کی "ی" میں قواعد کے مطابق تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً ضَرَبَ میں غَوَیَ یَغْوِیُ سے غَوٰی یَغْوِیْ (بھٹک جانا) اور سَمِعَ میں سَوِیَ یَسْوَیُ سے سَوِیَ یَسْوٰی (برابر ہونا) ہو جائے گا۔

۹ : ۸ے بعض دفعہ لفیف مقرون مضاعف بھی ہوتا ہے یعنی عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں "و" یا دونوں "ی" ہوتے ہیں مثلاً ج و و جس کا اسم اَلْجَوُّ (زمین اور آسمانوں کی درمیانی فضا) قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ح ی ی اور ع ی ی بھی قرآن کریم میں آئے ہیں۔ ایسی صورت میں مثلین کا ادغام اور فک ادغام دونوں جائز ہیں یعنی حَیِیَ یَحْیَیُ سے حَیِیَ یَحْیٰی (زندہ ہونا / رہنا) بھی درست ہے اور حَیَّ یَحَیُّ بھی درست ہے۔ اسی طرح عَیِیَ یَعْیَیُ سے عَیِیَ یَعْیٰی (تھک کر رہ جانا، عاجز ہونا) اور عَیَّ یَعَیُّ دونوں درست ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

س و ی (س) سَوِیَ = برابر ہونا، درست ہونا (تفعیل) = نوک پلک درست کرنا (افتعال) = برابر ہونا اِسْتَوٰی عَلٰی = کسی چیز پر متمکن ہونا، غالب آنا اِسْتَوٰی اِلٰی = متوجہ ہونا، قصد و ارادہ کرنا	و ق ی (ض) وِقَایَۃً = بچانا (افتعال) = بچنا، پرہیز کرنا تَقْوٰی = اللہ کے ناراض ہونے کا خوف ھ و ی (س) ھَوًی = چاہنا، پسند کرنا (ض) ھَوِیًّا = تیزی سے نیچے اترنا
و ف ی (ض) وَفَاءً = نذر یا وعدہ پورا کرنا (افعال) = وعدہ پورا کرنا (تفعیل) = حق پورا دینا (تفعل) = حق پورا لینا، موت دینا	اَلْھَوَاءُ = فضا، ہوا اَلْھَوٰی = خواہش، عشق ء ذ ی (س) اَذًی = تکلیف پہنچنا (افعال) = تکلیف پہنچانا
ح ی ی (س) حَیَاۃً = زندہ رہنا حَیَاءً = شرمانا، حیا کرنا (افعال) = زندہ کرنا، زندگی دینا (تفعیل) = درازیٔ عمر کی دعا دینا، سلام کرنا (استفعال) = شرم کرنا، باز رہنا حَیَّ = متوجہ ہو، جلدی کرو	ل ح ق (س) لَحْقًا = کسی سے جا ملنا (افعال) = کسی کو کسی سے ملا دینا

مشق نمبر ۶۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے سامنے دیئے گئے ابواب میں اصلی اور تبدیل شدہ شکل میں صرف صغیر کریں۔

(i) و ق ی۔ ضرب، افتعال (ii) و ف ی۔ افعال، تفعیل، تفعل
(iii) س و ی۔ تفعیل، افتعال (iv) ح ی ی۔ سمع، افعال، استفعال

مشق نمبر ۶۷ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء و افعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) اِسْتَوٰی (۲) سَوّٰی (۳) یَسْتَوِی (۴) سَوَّیْتُ (۵) اَوْفُوْا

(۶) اُوْفِیْ (۷) اَوْفٰی (۸) نُوَفِّیْ (۹) تَوَفَّ (۱۰) تُوَفِّیْ (۱۱) وَفِّی
(۱۲) یَتَوَفّٰی (۱۳) یُحْیِیْ (۱۴) اُحْیِیْ (۱۵) حُیِّیْتُمْ (۱۶) تَحِیَّةٌ (۱۷) حَیُّوْا
(۱۸) یَحْیٰی (۱۹) اَحْیٰی (۲۰) یَسْتَحْیِیْ (۲۱) نَحْیَا (۲۲) اِتَّقٰی (۲۳) مُتَّقُوْنَ
(۲۴) قِ (۲۵) وَاقٍ (۲۶) اِنْ تَتَّقُوْا (۲۷) قُوْا (۲۸) تَقِیْ (۲۹) وَقٰی (۳۰)
تَهْوٰی (۳۱) تَهْوِیْ

مشق نمبر ۷۶ (ج)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ (۲) هُوَالَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ (۳) اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ (۴) اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ (۵) اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ (۶) مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (۷) سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۸) وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا (۹) کُلَّمَا جَاءَ هُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰی اَنْفُسُهُمْ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَقْتُلُوْنَ (۱۰) قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ (۱۱) اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (۱۲) وَیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ (۱۳) ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ (۱۴) تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (۱۵) مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ (۱۶) فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (۱۷) وَتُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ (۱۸) وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ (۱۹) قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ (۲۰) اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیِیْ مِنْکُمْ (۲۱) وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (۲۲) قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا (۲۳) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی (۲۵) فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ۔

سبق الاسباق

۱ : ۹۷ اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے آپ نے آسان عربی گرامر کے تینوں حصے مکمل کر لئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے اس کا حقیقی ادراک اس دنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔ یہ حقیقت تو ان شاء اللہ میدان حشر میں عیاں ہو گی' ان پر بھی جنہیں یہ نعمت حاصل تھی اور ان پر بھی جو اس سے محروم رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ شکر قولاً بھی ہونا چاہئے اور عملاً بھی۔ آپ پر اب واجب ہے کہ اس نعمت کی حفاظت کریں' اسے ضائع نہ ہونے دیں اور اس کا حق ادا کرتے رہیں۔ اس کے طریقہ کار پر بات کرنے سے پہلے کچھ باتیں ذہن میں واضح ہونا ضروری ہیں۔

۲ : ۹۷ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو بزرگ تصور کرنا علم کی بہت بڑی آفت ہے۔ یقیناً اللہ نے آپ کو اس زبان کے علم سے نوازا ہے جسے اس نے اپنے کلام کے لئے منتخب کیا۔ یہ بہت عظیم نعمت ہے۔ لیکن اس بنیاد پر آپ ان لوگوں کو کمتر نہ سمجھیں جن کو عربی نہیں آتی۔ یہ کفرانِ نعمت ہو گا۔ کیا پتہ ان لوگوں کو اللہ نے کسی دوسری نعمت سے نوازا ہو جس کا آپ کو ادراک نہیں ہے۔ کیا پتہ کل اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو اس علم کی دولت سے نواز دے اور وہ آپ سے آگے نکل جائے۔ اس لئے علم کی آفت سے خود کو بچانے کی شعوری کوشش کریں اور تکبر میں مبتلاء نہ ہوں۔

۳ : ۹۷ آجکل کے سائنسدان اعتراف کرتے ہیں کہ اس کائنات کے اسرار و رموز کا وہ جتنا علم حاصل کرتے ہیں اتنا ہی ان کی لاعلمی کا دائرہ مزید وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ کچھ یہی معاملہ عربی کے ساتھ بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی دنیا کی سب سے زیادہ سائنٹفک زبان ہے۔ اس زبان کا تقریباً ہر گوشہ کسی قاعدے اور ضابطہ کا پابند ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اس میں استثناء بھی زیادہ تر کسی قاعدے کے تحت ہوتے ہیں۔ عربی میں خلاف قاعدہ الفاظ کا استعمال دوسری زبانوں کے مقابلہ میں نہ

ہونے جیسا ہے۔ اس حوالہ سے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اُس علم کے سمندر سے ابھی آپ نے تھوڑا سا علم حاصل کیا ہے۔ جتنا آپ نے سیکھا ہے اس سے زیادہ ابھی سیکھنا باقی ہے۔

۴ : ۹۷ عربی میں استعمال ہونے والے تمام الفاظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن فہمی کے لئے مکمل عربی گرامر کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس کے متعلقہ جزو کو سیکھ لینا کافی ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اس کتاب کے تین حصوں میں عربی گرامر کے متعلقہ جزو کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور ایسا قصداً کیا گیا ہے' ورنہ چوتھے حصے کا اضافہ کرکے اس کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماشاءاللہ اب آپ اس مقام پر آگئے ہیں جہاں مزید قواعد کو سمجھنے کے لئے آپ کو باقاعدہ اسباق اور مشقوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اب اگر کوئی قاعدہ آپ کو بتایا جائے تو آپ آسانی سے اسے سمجھ کر ذہن نشین کرسکتے ہیں۔ ایسا اگر قرآن مجید کی آیت کے حوالے سے ہو تو مزید آسانی ہوگی۔

۵ : ۹۷ اب تک آپ نے جو کچھ سیکھا ہے اس کا حق ادا کرنے کے لئے اور مزید سیکھنے کے لئے پہلا لازمی قدم یہ ہے کہ آپ اپنے تلاوت قرآن کے اوقات میں اضافہ کریں۔ سوشل کالز اور ٹی وی کے اوقات میں کمی کرکے یہ اضافہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ پھر تلاوت کے اوقات کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کا کچھ حصہ معمول کی تلاوت کے لئے رکھیں اور باقی حصہ قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے وقف کریں۔ اس کے لئے آپ کو ڈکشنری (لغت) کی ضرورت ہوگی۔ میرا مشورہ ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں "مصباح اللغات" استعمال کریں۔ جو لوگ دو ڈکشنری حاصل کرسکتے ہیں وہ ساتھ میں "مفردات القرآن" بھی استعمال کرلیں تو بہتر ہوگا۔

۶ : ۹۷ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے وقت سب سے پہلے الفاظ کی بناوٹ پر غور کرکے تعین کریں کہ اس کا مادہ باب اور صیغہ کیا ہے' نیز یہ کہ وہ اسم یا فعل کی کون سی قسم ہے۔ پھر الفاظ کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ کا فیصلہ کریں۔ کسی لفظ کے اگر معنی

معلوم نہیں تو اب ڈکشنری دیکھیں۔ اس کے بعد جملہ کی بناوٹ پر غور کرکے مبتدا خبر یا فعل، فاعل، مفعول اور متعلقات کا تعین کریں۔ پھر آیت کا ترجمہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر نہ سمجھ میں آئے تو کوئی ترجمہ والا قرآن دیکھیں۔ اس مقصد کے لئے شیخ الہندؒ کا ترجمہ زیادہ مددگار ہوگا۔ اس طرز پر آپ صرف ایک پارہ کا مطالعہ کرلیں تو ان شاء اللہ آپ کو یہ صلاحیت حاصل ہوجائے گی کہ قرآن مجید سن کر یا پڑھ کر آپ اس کا مطلب سمجھ جائیں گے۔ اگر کہیں رکاوٹ ہوگی [illegible] معنی نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہوگی۔

۷ : ۷۹ اب آخری بات یہ سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگوں نے قرآن مجید کے جو ترجمے کئے ہیں وہ عوام الناس کے لئے ہیں۔ چنانچہ انہوں [illegible] جمہ کیا ہے کہ ان کے قاری کو عربی گرامر نہیں آتی۔ اس لئے باریکیوں کو نظرانداز کرکے انہوں نے مفہوم سمجھانے پر اپنی توجہ کو مرکوز کیا ہے۔ اب تھوڑی سی عربی پڑھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ترجموں پر تنقید کرنے سے مکمل پرہیز کریں۔ ورنہ کوئی نہ کوئی بیماری آپ کو لاحق ہوجائے گی اور الٹا لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اس کی نعمت کا شکرادا کرکے اس کو راضی کریں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا خود اس کو مانگ کے
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد!

لطف الرحمٰن خان

۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
۱۹/ اگست ۱۹۹۸ء